

اس کمائی کے نام مقام کردار اور
اداروں کے نام فرمائی ہیں

پیشہ سر

”آنکھ شعلہ بنی“، حاضر ہے اک مندر تاخیر ہوئی۔ لیکن یہ تاخیر کھنہ کی دلدار کو دیکھتے ہوئے۔ کچھ ایسی تشویشناک بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے اس سے بھی زیاد تاخیر ہوتی رہی ہے۔ آہستہ آہستہ میں اپنی اس کمزوری پر قابو یافتے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس کو شمش کے نیتے میں مٹھے جنہے والے مجھ کسی حد تک بدھا غلط بھی سمجھنے لگئے ہیں کچھ دنوں کے بعد بالکل ہبھی بد دماغ سمجھ بھیں گے کیونکہ انہیں خیز اپنے دفتر کے اذفات میں مٹھے جنہے والوں کے شے وفت کا تعین کرنے والا ہوں۔

یادوں کیمیں گے... سن میاں اب انگریز ہو گئے ہیں! اے وہ دن بھول کئے جب لا لو کھیت میں جوتیاں جھٹاتے چھرتے تھے!... اب مٹے جائیے تو ہم لوادیتے ہیں... کھڑا رہا ہوں... غلام وفت آئیے گا!

یہاں میری سمجھیں نہیں آتی کہ اگر ایک شخص وفت کی تدریزاً نہ فرمے اسے بد دماغ کیوں کہتا ہے سمجھنے لگتے ہیں انگریز والی بصیرت زعام ہے ایسے افراد کے نئے اکثر بعض زمردار خصیتوں کے بارے میں کچھ اس قسم کے مکالے سننے میں آئے ہیں میاں دن بھول گئے جب ان کے دادا حضور کی تبلیغات کیا تھے اج دفتر مٹنے لگئے تو پرپری سے کہلا دیا کہ صاحب شخوں ہیں۔ ہو نہیں۔ مگر انہیں کہیں کے۔

مطبوعات اسراء پیکیشنز

نیز اعتمام

کتابی و نیا۔ میکلود روڈ لاہور

پیشہ، سلطان سعید

پرمنٹ، حیاتِ اسلام پرنسپل لاهور

پسلاحت، دوسری آنکھ

دوسرا حصہ، آنکھ شعلہ بنی

صاحب آپ کافر مانا برحق کر اس نگروگے کے دادا آپ کے دادا حضور کی تبلیغات کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ نگروگدا اپنے وہ فرانش انجام دے جو حمل و قوم نے اس کے پروردگار کئے ہیں۔ یا آپ کے مکھن پاش کو بیٹھا سراہا کرے۔ آخر اپ کی کھیمیں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ وہ اپنی ذریعی کے اذفات میں آپ کے دادا حضور کا حق نہیں ادا کرتے کا مجاز نہیں۔ اور اگر ایسا کرتا ہے تو انشناک کو دھوکا دے رہا ہے!

خدا را اپنی زمینیں درست کیجئے!... معاشرے میں اپنا اور دوسرا کام پہچاننے کی کوشش کیجئے! درست قوم کی حالت ہزار سال میں بھی نہ مددھر کیے گی.... میرے پاس یہی ایک ذریعہ ہے!۔ آپ سے براہ راست گفتگو کرنے کا... لہذا آج جیکچے درد میرے دل میں سوا بہوتا خواباں یہ چند لمحہ دیتے..... بست دفوں سے بھرا بیٹھا خفا۔ اور کتنی بیت ہوتی رہی تھیں.... اب آئیے ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے کہ انشناک جسے اور آپ کو اپنے فرانش کی ادائیگی اور حقوق کے تھنخا کا سیدیقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ابن صنی

اہروں کے مال سے ہمارے کا شریعت کے سنائی میں دود دوزنک پھیل رہا تھا... رات تاہیک بھی تھی اور درد بھی۔

صدر پہنچ کے رہ آئے میں کھڑا چکیے ایک بہنچ کے واقعات پر فر کر رہا تھا! عمران اور دادا کا گلزار تاریخ ایک یونیک رنگی کوبے ہوش کر کے ایک ریٹ ہاؤس سے اٹھا لائے تھے۔ اور کچھ بتاتے بغیر وہ دو کی صدر کے سرمندھ دی گئی تھی۔ وہ بھی اس طرح حکم صدر بالا را دے اس کے ساتھ جو ریٹ میں نہیں آیا تھا؛ بلکہ اس کی انکھوں بھی اسی جزو سے میں کھل تھی! یعنی بندگاہ سے جزویہ موبائل کا اس فروزان دوفوں نے بے ہوشی ہی کے عالم میں مٹے کیا تھا!....

جب اس کی انکھوں کی تھی تو اس نے خود کو اس کے قریب پڑی ہر قی ایک بچ پر پایا تھا! اور پھر ایک آدمی نے اس ہٹنگ اس کی رہنمائی کی تھی۔ جیسا غالباً اسکی سہیں میں آئے کے بعد خود کو پایا تھا وہ آدمی اسی ہٹنگ کا کیدار ثابت ہوا تھا۔

پھر وہ دوفوں ہی عالات کے رکھ و کرم پر رہے تھے۔ صدر اس کے مقصود سے نادافع تھا یہ بھی میں جانتا تھا کہ اس کی رہنمائی ہے اور حقد تھی ہے کہ اس کا صحیح تھیں میں تھا کہ وہ سب کچھ اس کے فرانش میں داخل ہے یا عمران نے اس کے ساتھ کسی قسم کی شرارت کی تھی!

اسے یاد آیا جب پہل بار ایک شرستے اسے عمران کا تعاب کرنے کی پڑا تھی تو ایسا منہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ ایک سفری ہا کوئی کام انجام دے رہا ہے بلکہ انہا سے صاف ظاہر تھا یہ وہ عمران کے بارے میں معلومات فراسر کرنا حاجت اسی ہوا اور اس کے

آنکھ شعلہ بنی
اغر کے بعد سے ایک شلو کی طرف سے تھے کوئی پیغام موصول ہوا تھا اور نہ کہ قبیلیت
لی تھی۔
وہ کچھ بھی رہا ہوا سوال تو یہ خدا کا آخر وہ اب کر سے کیا ہے رُلک کا اچار ٹرے
یا قیل نکالے۔
”احمق“ وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑا بڑایا! پریشانی کس بات کی ہے؟
اسے ہنسی آگئی اپنی تشریش پر۔ رُلک ہی ترے نہا۔۔۔ خود صورت بھی ہے اور
ستدست بھی۔۔۔ فرمیں بھی ہے۔۔۔ پرس بھی دفعی ہے! پھر کیوں نہ کچھ دن
بے فکری سے گزار دیتے جائیں۔۔۔!

اس وقت رُلک شادا اپنے کر سے میں سورجی تھی۔۔۔ صدر نے سوچا کہ وہ کتنی
ستیز ہو گی اس روایتے پر۔۔۔ دن بھر دون ساچھہ رہتے ہیں اور دررات کو اگ اگ
کروں میں سوچاتے ہیں۔۔۔ آج تو ایسا عالم ہونا تھا جیسے وہ درمرے کر سے میں ہونے
پر تیار ہی نہ ہوا۔۔۔ لیکن اس کی لاپسادی ای ویکھ کر شاید کچھ جل سی بھی گئی تھی۔۔۔
جل کئی باتیں بھی تو کی تھیں
خندک برصغیر جاہی تھی۔۔۔ اس نے سوچا اب سوچانا چاہیے۔ دوسرا بھی کا
خیال ایک مستقل الحسن کی صورت میں اس کے ذمہ پر مسلط تھا۔۔۔
وہ اندر جانے کے لئے مٹا ہی تھا کہ شنکل گیا ماڈلین دروازے میں کھڑی تھی۔
برآمدے میں اندر حیرا تھا اور کر سے میں اگر بزر و شفی کے پیش نظر میں اس کو ہندلاسا
ہیولا کچھ بھی بگ رہا تھا!

”تم سوچی میں۔۔۔“ صدر نے پوچھا!
”میں سوچتی تھی۔۔۔“ وہ بھرا تھی ہر قیامتیں بڑی آبٹا ٹرلا قناب دیکھا ہے
لیں سکھ رکھا تو اسے ہر چیز سے بچا دیا جائے کا احساس موجود تھا لہتہ سری رسمی شادا

میران سیرین
”کچھ نہیں کافی پڑیا!“
صادر نے پیالی اٹھاتے بغیر سر جھکا کر سپکی لی۔۔۔ اور سیدھا ہو کر سگریٹ
سلکاٹے کھا۔۔۔
کچھ دیر بعد ماڈلین تے کہا! تم میرے پیچے مار سے مار سے پھرتے ہو افرکس تے!“
”اچھی گئی تھی!“
”بس!“
”ہوں۔۔۔ ہوں!“
”اچھا تو اب میرے سلے ایک بڑا اساؤ کیسیں بناؤ!۔۔۔ اور اس میں
بلیخا دو بھی۔۔۔“
صدر سوچتے تھا کہ کیا جواب دے۔۔۔ وہ کہتی ہی ”میرا صرف کیا ہے۔۔۔“
 بتا گئے۔۔۔ کیوں خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہو!“
”جیب بات ہے!“ صادر بڑھایا۔۔۔ پسکے ہند نہیں آہی تھی۔۔۔ اب کافی
کا ایک کپ گوارا ایندن کا محلہ بن گیا ہے!“
”تم میری بات کا جواب دو۔۔۔ وہ تیزی سے بھی بولی!“
”میری بھی میں نہیں آتا کیا جواب دوں!“
”یہ صورت حال بھے پاگل بنادے گی! بھے!“
”اوہ شاندی بھے بھی!“
”کیا مطلب ہا!“
”میں خدا بھی تاک اندازہ نہیں کر سکا تم سے کیا چاہتا ہوں!“
”کہیں تم ہی تو پاگل نہیں ہو۔۔۔“
”بات دعاصل یہ ہے کہ فی الحال میں ان لوگوں کا منتظر ہوں!“

میرے اعصاب قابو میں ہوتے تو کبھی نہ کہتی۔۔۔
”تم بھی پوچھو گئیں۔۔۔؟“
”اے تو کیا میں بھاگ جاؤں گی۔۔۔ اچھا بیس بھی۔۔۔ تم اسی یہے جاگ
رہے ہی۔۔۔ رات بھر پھر دیتے ہو!“
”تم غلط ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کی وہی دبجو جو جس کا انہمار تم نے پچھل کیا تھا!“
”بجھت چھڑا دی تم نے۔۔۔ پھلو۔۔۔ پک میں ہی چلتے ہیں!“
وہ پک میں آتے۔۔۔ ماڈلین انہوں کے تریب پیچ کر صدر کی طرف مڑی اور صدر
گز بڑا گیا۔۔۔ کیوں کہ کچھ پہنچنے پہنچنے پہنچنے پہنچنے پہنچنے کے ذمہ نے کئی تلابا زیان کھاتی تھیں۔۔۔ وہ
خود کر بکل اکھیوں کرنے لگا تھا! پھر لا گول پڑھی تھی۔۔۔ اور اس کے بعد
”پاپی۔۔۔ ماڈلین اسے ٹوڑے دیکھتی ہوئی بولی!
”وہ۔۔۔ اوہ سماں رہے!“

کہا اودہ۔۔۔ قراب اس میں کر سکتے بھی دیکھاتے پڑیں گے؟“
”میں میرا خیال ہے کہ جیسیں کھوتا ہو اپانی ملے۔۔۔ کر سکتے اس میں تھے؟“
”یہ تریا اچھا ہوا۔۔۔ سماں رہے گا۔۔۔ ابھی ہوئی وہ سماں کی طرف ملا گئی۔۔۔
دو منٹ بعد وہ کافی کی پیالیاں سانتے رکھے! ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔
صدر نظریں چڑرا تھا۔۔۔“
وقتاً ماڈلین بنس پڑی۔۔۔ صدر کے ہونٹوں پر بھی کھیاں سی سکراہٹ دکھانی
دی تھی لیکن پھر اس نے مضبوطی سے ہونٹ سکوڑ ملتے تھے!
”پک پک پک تم وگ بر سے احق ہو!“ ماڈلین بولی!
”وہ کیوں؟“

آنکھ شعلہ بنی

۱۱

گران سیرز

”تو پھر مجھے کیا رنا چاہیے؟“
 ”یہ بخوبی پوچھ رہتے ہو تو وہ بنس پڑی اپنے یک بیک سنجیدہ ہر کوپلی تمپ چپ چاپ
 دروازے دروازے سے باہر نکل جاؤ۔ میں وعدہ کرنی ہوں کہ تم سے متی رہوں گی؟“
 ”تم مجھ سے کہاں متی رہوں گی؟“
 ”پتے تباود اپنا۔“
 پھر دستک ہوتی ایکن صدھر اس کی طرف دھیان دیتے پھر یہ لالا کیم نہیں چانتیں
 کہ وہ مجھے مار دیں گے؟“
 ”ندیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ دیر نہ کرو۔۔۔“
 صدھر نے سوچا رہی کہ اپنے بوکہ بہر ہی ہے۔۔۔ وہ چپ چاپ غصی دروازے
 سے باہر نکل آیا اور اندر سے دروازے بلوٹ ہونے کی آواز سنی۔۔۔
 وہ دیوار سے لٹک کھڑا رہا۔۔۔ سردی شباب پرستی۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا یہاں اس
 جزیرے میں تو اتنی سردی نہ ہوئی چاہیے!
 تھوڑی دیر بعد پھر دروازہ کھلا اور صدھر کی قدر پچھے پرک گیا اگر بے اندر ہے
 میں تیز قسم کی سرگوشی سنائیں تو نہ کہاں ہوئے۔۔۔ یہ بہر ہی آدمی ہے؟۔۔۔ صدھر دروازے کی طرف بڑھا
 ”کون ہے؟۔۔۔ اس تپے پوچھا!“
 ”بھی پوچھے دیاں سہ لیا تھا!“
 صدھر ہرست میں داخل ہوا۔۔۔ اور گران پر نظر پڑتے ہی جھلاہٹ میں بستا ہو گیا!
 ”فریادیے جسے حذر ہے۔۔۔ یہ میں اس کی زبان سے نکلا۔۔۔“
 ”جناب عالی۔۔۔! مرا ج پرسی کے لئے حاضر ہو گوں! گران تے بڑی صعاقد ندی
 سے کہا در کالی کی گھڑی می نظر ٹالتا ہو اولا!“ جاری رہتے ہو۔۔۔ اس احذشت دستک!

”کن لوگوں کے؟“
 ”وہ تمہارے خطرناک دوست ہو گئے جان سے مار دیں گے؟“
 ”میں جھوٹ نہیں کہتی۔۔۔ وہ کسی طرح ہجے دھوڈنکالیں گے؟۔۔۔“
 ”دنامکن ہے؟“
 ”اس غلط فہمی میں نہ رہتا!“
 ”اوہ نہ۔۔۔ ویکھا جاتے گا۔۔۔“ صدھر نے لاپرداہی سے شافٹ کو جہش دی۔۔۔
 ”کافی۔۔۔ اور دوں۔۔۔ باہر اس طرح بولی جیسے ان کے درمیان بے عنف شکوہ اراد
 قسم کی گفتگو ہوئی تھی ہو۔!
 ”میں شکریہ؟“
 ”دیں تو اور سیوں گی۔۔۔ اب یعنی اسے کاموں ہی نہیں۔۔۔ اور اب میں بھی نہ سوتے دوں گی؟“
 ”د تھبڑی مرستی۔۔۔“ صدھر مسکرا یا!
 ”ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی! اور صدھر پوچھ کر پڑا۔۔۔“
 اس وقت کوں تھا دیاں دستک دیتے والا۔۔۔ دن میں بھی ابھی تھک کوئی آجھی دہان نہیں
 کیا تھا۔۔۔ پھر تھی رات گئے۔۔۔ پھر کیدار اس کی بھرتت ہی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
 ”دوفوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے بچھاتا ہیں بولی تو دیکھوں اکنہ ہے؟“
 ”میرے دوستوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ میں یہاں ہوں!“ صدھر سے گفتگو برقرار
 ”پوچھیا رہا۔۔۔“
 ”وہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا؟“
 ”وہ اور۔۔۔ قہاں میں بھٹ کی کیا مزدت ہے۔۔۔ پھر دستک ہوئی؟“
 ”کہیں یہ تمہارے خطرناک دوستوں ہی میں سے کوئی نہ ہو!“
 ”ہم سکتا ہے!“ ناقلین لاپرداہی سے بول!

”صدھر صاحب! وہ بار بیانِ محضی تھی ہے! جزیرے میں گھوم پھر کر سیاں کی
 خاص خاص چڑیں روت کیں ایں ان کا عوالہ دیتی تھی ہے! اس کے کسی بھی راستی کو
 اس کا پیغام مل چکا تو وہ سیدھا بھیں آتے گا۔۔۔ بیوں کہ اس پاس کے جزیروں میں کہیں
 جملہ سوسیات کی آہنی ویژیتی نہیں ہے۔۔۔ ملا دہ موبار کے۔۔۔“
 ”تو پھر مجھے بہت زیادہ محتاط رہتا چاہیے؟“
 ”مکر نہ کرو۔۔۔ تم نہیں تو نہیں ہو۔۔۔“
 ”یکن مانسیریہ؟“
 ”امتحن! بڑا سالاکٹ جو اس کی گودن میں جھول رہا ہے۔۔۔ دھکنا شاہد۔۔۔“
 ”رائی پر نظر آ جاتے گا۔۔۔“
 ”دیم سے خدا۔۔۔“
 ”ہوں۔۔۔ اچھا تو اب میں چلا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں کسی حد تک پسند کرنے
 می ہے۔۔۔“
 ”اسے جیرانی ہے؟“
 ”کس بات پر؟“
 ”میں دوسرے کر سے میں سوتا ہوں؟“
 ”یہ بات تم فخر ہے اندیزہ میں کہہ سکتے ہو! اسرا نے کی مزدوت نہیں! میرا خیال ہے
 کہ تمہارے گرد گھنٹاں شے اسی پناہ پر اس کام کے یہ تمہیں منصب کیا تھا!“
 ”صدھر پچھہ نہ بول لاء!“

گران سے تھوڑی دیر بعد کہا۔۔۔ اور اصل مزدوت اسی بات کی ہے کہ کسی طرح اس کا
 پیغام اس کے ساتھیوں تک پہنچ جاتے۔۔۔
 تو پھر نہیں یہاں کہاں لا دالا! اس کے ساتھی اگر ہوں گے بھی تو شہریوں میں ہو گے

”گران مسکرا یا اور بولا۔۔۔ حضور والا پچھے ختم معلوم ہوتے ہیں۔۔۔“
 ”میں اس مذاق کا مطلب نہیں سمجھ سکا!“
 ”کیا حضور کو کوئی لکھیٹ پہنچی ہے؟“
 ”صرف صاف گفتگو کیجئے! وہ اور نہیں سمجھ سکتی!“
 ”میرا بھی بھی خیال ہے؟“
 ”یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“
 ”نادر اشٹی میں ایک لکھیٹ اچھی کرتے ہو گے الہانی احوال یونہی چلنے دیکھا خیال ہے
 اس لڑکی کے بارے میں؟“
 ”اکب کے دستک دیتے پر وہ بھی تھی کہ شامہ اس کا کوئی ساتھی ہے اس سے اس نے
 مجھ پکھپے دروازے سے باہر نکال دیا تھا اور کہا تھا کہ مجھ سے ملی رہ جگل۔۔۔ پتے پوچھ رہی تھی؟“
 ”اگر پھر کسی ایسی امنی موقع آئے تو میں بیٹھ کاہتے تباہیتا دیتا یا۔۔۔“
 ”آگر اس کے ساتھی مجھ تک پہنچنے کے لیے؟“
 ”وہ بار بیانات دیج رہی ہے لیکن شاند اس کا کوئی ساتھی ٹرانسیور کے جیٹ گل
 میں موجود نہیں ہے!“
 ”کیا مطلب؟“
 ”دققتاً اندیزہ میں اچھی ہوئی بولی تھیں سونے جارہی ہوں!“
 ”ٹھیک ہے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ صدھر سے کہا!“
 ”وہ دوسرے کر سے میں چلی گئی!“
 ”صدھر تھوڑی دیر تک دروازے پر نظر رکھتے رہا پھر چک کر بولایا! اسی میں
 معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے پاس فرشتہ کہاں سے آیا۔۔۔ اس کا اپنا اثر کوئی سامان
 بھی نہیں تھا! میں نے اس کے لئے مزدوت کی یہ مخفی خبری ہوئی۔۔۔“

”میں پھر پوچھوں گی کہ تم دہاں سے مجھے کیوں لاتے ہو؟“
”اوہ... لکنی پارتاون...“
”میں تھیں پوچھ لگی کہوں...“ وہ جملے کے لیے میں بدلی!
”پر تینیں کیوں تمہارا موٹو خراب رہتا ہے؟“
”بس خاموش بر جاؤ۔“
”کچھ بتاؤ مجھی تو؟“
”کیا خیال ہے...“ تمہارا یہ ردی یہ مجھے پاگی مبتدا سے گلایا!
”اوہ تم... یہ مجھ سے کہہ رہے ہو...“ وہ تھریا پیچ پڑی!
”میرے خدا میں کیا کروں...“ وہ اپنی پیشانی مسنتے تھا!
”ماں کیوں کے جھرے پر شدید ترین جھلکا ہست کے اثار تھے؟“
”تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں یعنیہ آہی ہے۔“ صندھ نے کچھ دیر بعد کہا!
”تھیں آئی...“
”اسے سچی تو اس میں خلل کی بات ہے؟“
”میرا صفت کا اڑا رہے ہو؟“
”تادیں مجھے سمجھنے کی کوشش کرو؟“
”کیا سمجھنے کی کوشش کروں...“ تم میں سمجھنے کو رکھا ہی کیا ہے؟
”اچھا تو سنوا اگر میں نے بہت زیادہ گروشوی دھکائی تو کچھ دلوں کے بعد تم مجھے
کھینچ لگیں! اور میں یہ سمجھی نہ چاہوں گا...“
”تم احتج ہو۔ بالکل الحق ہے؟“
”اب تو کچھ سمجھو سکو؟“
”وہ احتج اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی...“

”اب تم اتنے نابالغ بھی نہیں ہو کر تانی فراسی بات بھی نہ سمجھ سکو!“
”جنہا میں نہیں سمجھا؟“
”میں چاہتا تھا کہ وہ تم سے ماوس بھی ہو جاتے۔“ اور میری تین بیس سو قصہ کا سیاہ
رہی... وہ یکھوڑا اس وقت اس نے تمہیں باز نکال دیا تھا!“
”ہوں... اُوں...“ صندھ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہے...
”اب... اُس... یہ ملا...“ گران اٹھتا ہوا بولا! مجھے دراصل، یہی معلوم کرنا
تفاکر کو تم سے کیقدار انہیں ہوتی یا نہیں...“
”گران کو رخصت کر کے اس نے دروازہ بند کیا...“ اور اپنے کمرے میں واپس آیا
تو مادیں بوجوہ میں!
”کیا وہ کوئی بڑی خبر لایا تھا؟“ اس نے بھرا تھی ہوتی آواز میں پوچھا! بد سخیہ نظر
آرہی تھی!
”میں میرے لئے وہ کوئی بڑی خبر لا سکتا!“
”میرے دوستوں سے مکارا تو نہیں ہوا!“
”وہ دو دن بکار ان کا پتہ نہیں!“
”چھر کیوں آیا تھا؟“
”انتظامی امور سے متعلق کچھ جملات لینا چاہتا تھا!“
”وہ کچھ نہ بول! پر تشریش نکلوں سے صندھ کو دیکھتی رہی!“ چھر اب تک اپنے بندہ کر
اس کے قریب آگئی... دلوں کے درمیان مشتعلک ایک فٹ کافا صدر رہا ہو گا!
”تم بجیسے ہو...“ دلوں نے کہا اور اسی تھیز پوچھنے کا
پھر کچھ دیر بعد صندھ سرگزشت ملکا رہا تھا!... اور وہ اگری پیشی اسے گھوڑے
جا رہی تھی...“

گران سیر
آنکھ شعلہ بنی

”تمہیں سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے!“ تم شفیعہ کے اعمال سی نظیفیہ پرستی میں اور
منزب میں افکار کے علاوہ اور کچھ نہیں رہا...“
”در کافی اور دوں تھیں!“
”میں اس...“ تم سگرٹ بہت زیادہ پیتے ہو ایسے اپنی بات نہیں!
”سکون مٹا بے کہ قدر...“
”لکن جیسے بات ہے کہ مکاروں کے لئے بھی ہمارا چاہیے؟“
”صندھ کچھ نہ بولا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوتی سکرا فی اور بولی۔“
”لیکن جیسے پہنچ کر تم شراب تقطی میں پیتے؟“
”میرا نہیں اس کی اجازت نہیں دیتا!“
”اوہ اس کی اجازت دیتا ہے کہ ایک روپی کرم اس طرح اٹھواؤ!“
”میرا اٹھے بولو! پر سچم فروتی کے راستے بند کرتا ہے۔“ کیا میں نے ایسا نہیں کیا
اب تم اس دعت میں نہیں پڑ سکوں!“ کیا میری دوست بھی تمہیں ملینے نہ کر سکے گی۔
”لیکن میں تمہاری ہوں کوں...“ تمہاری دوست میرا نہیں اکھن پے!
”انسانیت کے رشتے سے تمہیں حق پہنچا پے میری دوست پر“
”میں پاگیں ہو جاؤں گی!“ وہ اپنے بیان فرپنے لگی!
”صندھ تے اٹھ کر اس کے ہاتھ پکڑتے اور آہستہ سے بولا!“ میرا نہیں صبر کر سکتا
بے ایمان سے یہاں خود کشی کی شروع مغرب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے!“
”وہ باندوں میں متھوچپا ہے ہوئے میر پر جگ کنی!“
”رسکیاں لے بڑی تھی پیرسکیوں تے پیچوں کی شکل اختیار کرنی...“ صندھ
خاموشی سے اس کا شاذ پیکار!“ سچ رہا تھا کہ کس جنگاں میں پھنس گیا ہے۔ گران
گانجک... ایسا نہیں تھا!“

چھر صندھ روشنی پھیلنے تک جاگتا ہیں رہا تھا...“ اس کا اندازہ تھا کہ وہ بھی نہیں سکتی تھی!
ناشست کی میر پر پھر ملاقات ہوئی۔ پوکیدار ہی ان کے نہیں ناشست تیار کرتا تھا ابھا ناکسی
ہوئیں میں کھاتے تھے...“
”اس نے خاموشی سے ناشست کیا...“ بہت محض نظر ابھی تھی! صندھ نے مناسب
ہنیں سمجھا تھا کہ غور کسی قسم کی گنجائی کا آغاز کرے!
”چھر کچھ دیر بعد وہ غور ہی بھرا تھی ہوتی آوازیں بولی!“ ”جسے معاف کر دی تم بہت
اپنے بھرپور!“
”گاگ... کیا...“ میں نہیں سمجھا...“
”ہنیں مجھے معاف کرو...“ کہو معاف کر دیا...“
”چھوٹے معاف کر دیا...“
”تم سمجھ نہیں سکتے...“ میری قہقہی حالت کو!“
”صندھ کچھ نہ بولا!“
”وہ چند نئے اسے نیم دا آنکھوں سے دیکھتی ہی بھر بولی!“ میری فواہش تھی۔ بہت عرصے
سے کرنی ایسا دوست ملے جس کے لگاؤ میں لذت اندرزی کا شایبہ بھی نہ ہو...“ جو جھ
تے نیکین حاصل گرنا تھا پاہتا ہو!“
”صندھ اب بھی کچھ نہ بولا۔“ سر جھ کا تے میخارا...“
”میں بڑی طرح نہ کھک گئی ہوں...“
”وہ آج آرام کرو...“ آج نہیں نہ چیز گے...“
”تم سمجھے نہیں...“ وہ پھیکی سی سکراہست کے ساتھ بولی تھی میرا طرزی سیات تھکا
دیتے والا ہے...“ ذہنی تھکن باروں کا انخلال بھجو رہا۔“
”اس قسم کی نظیفیاں باتیں میری بھگیں نہیں آئیں!“

شیورٹ آگے نکل بھی گئی!... لیکن عذری ہی دو رجاء کا اس طرح آڑی ہوتی کہ قریب قریب پوری مڑک رک گئی! ساتھی اس کے برعک بھی پڑا چڑھتے۔ گران نے بھی بیک لکھا اور گاڑی کو رویدس گیرت میں ڈال کر ایکسیر پر بداؤ گولا۔ گاڑی تیزی سے چھٹی جل گئی اکام ازک وہ اتنی دور تک آئی تھی کہ گران بیباہ کی یہی شیخ منہ آسکتا تھا! شیورٹ پکے میں اتر کر پھر کراس کی طرف مڑی بھی رہی تھی کہ گران نے روپور نکال کر اس کے لیک پستے پر قارہ کیا اینچ خاطر خواہ نکلا۔ مانگر دھما کے ساتھ پھٹ گیا! ساتھی گران نے بھی دوسری طرف کا دعاز وہ بھول کر چلا گا لکھاں اب وہ اپنی گاڑی کی اوٹ میں خا...! روپور مخصوصی سے حتماً ہوئے منظکر ہا!...
گاڑی میں اسے دو آدمیوں کی جھلک دھماقی دی تھی! پوکتا تھا کہ وہ دوفوں بھی دوسری طرف اتر گئے ہوں!

گران کی تقدیر پچھے پہنچ کر حکماں اکار پیچا گاڑی کے نیچے سے دوسری طرف دیکھ کر کے...
اپنی نکاح بھی میں تھہری تھی کہ اچانک فاس ہوا اور ایک کریہ سی کی جیخ خفا میں اگر بڑھے گئی!

چھرنا چھا گیا لیکن گران نے ایسا حسوں کیا ہے کہی گاڑی سے کو دکر دوسرا جا بس کی ڈھلان میں اترنا چھا گیا ہوا!...
جیب بھر حتماً اسے یقین تھا کہ ایک کی مرد واقع ہوئی ہے ایکن وہ فوری طور پر اپنی گاڑی کی اوٹ سے میں انکل سکتا تھا!

ایک منٹ کر گیا لیکن کسی طرح کی بھی آواز نہیں سنائی دی۔ اس کا بھی خداشہ عطا کر کر اور بھی اور حاشر تھا۔ لہذا گران کو ساری استحکامیں ایک طرف رکھ کر گاڑی کی اوٹ سے نکلتا ہی پڑا!

اس کا خیال خلف میں تھا۔ ایک قتل ہوا تھا... مقتول کی صورت بھی اس

گران اپنی نویں مختا اور ایک بھی سیاہ رنگ کی شیورٹ اس کا تعاقب کر رہی تھی!...
فیاض کی طرف سے تو الیناں ہو گیا تھا کہ وہ یا اس کے لئے کافی آدمی اس کا

تعاقب کرنے کی پست میں کرے گا۔ بیکر گھنے خلیفہ تھی سے اس کی ہاکی کی تھی!
تو پھر اس تعاقب کا مطلب تھا کسی قسم کی زحمت!

وہ شہر میں منکار میں پندت کرتا تھا... اس نے اس نئی میں مناسب بھاکر اپنی گاڑی شہر سے باہر نکال سے جانتے کی کوشش کرے!

وہ اپنی طرح جانتا تھا کہ شہر کے باہر نکلتے ہی اس کی فیاث شیورٹ سے آگے نہ جا سکے گی۔ پھر بھی یہ خطرہ قومول بینا سی تھا!...
اس کے ذہن میں ایک سیاہ شیورٹ اسی وقت نکلنے گی تھی! جب اس تعاقب کا

اساس ہوا تھا! اور وہ سیاہ شیورٹ دہی تھی جس کا... دوسری بھر ٹالیں کے انہوں کے موقع پر صدر کے احتوں خراب کرایا گیا تھا۔ یہ سکتا ہے اس تعاقب کرنے والی بیانہ شیورٹ میں وہی آدمی ہو گیا گران اور اس کے گھنٹے دوبارہ کو روپیٹ ہاؤز سے کیا تھا!

گاڑی شہر کے باہر نکل آئی۔ گران نے رفتار تیز کر دی تھی اگر جبلا شیورٹ سے کہاں پا سکتا تھا۔ جبکہ اس وقت دو روپریکاں دو گاڑیوں کے علاوہ اور کوئی گاڑی میں دھماقی پر تھی تھی!...
گران نے بہت پرشیاری سے بھلی گاڑی کو راستہ دینے کی کوشش کی اور

اس سیہی بات بھی ظاہر بھی تھی کہ خود مقتول کی ندوں میں اس افوار کی کوئی اہمیت نہیں تھی دوستہ اس کے بعد اس طرح سریاں نہ پھر سکتا!

گران نے اپنے فیٹ میں پہنچ کر دستائے سیب سے نکلا ہا۔ دیہ تائیون کا سفید دستائے تھا۔ اور بیٹیں ہی ناچھ کا معلوم ہوتا تھا۔ سائنس کے اخبار سے مروانہ بھی معلوم ہوتا تھا!...
گران اسے اٹپٹ کر دیکھتا ہا... پھر دفتا بڑی طرح چونکا۔ وہ دستائے کی جھوٹی انگلی کو مٹول رہتا تھا۔ جس کا راقب یا ایک اپنے چانک بالکل بھوس اور انگلی کی موڑتی کے رہا تھا!...
گران کو پیشانی تھیوں سے پر ہو گئی! اکھیں بھری سپری میں ڈوبی ہوئی تھیں!

ایسا معلوم ہوتا تھا بھی کسی چیز کے مستحق حلقے پر زور دے رہا ہے۔
دستائے کو میز پر ڈال کر وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھا اور تیزی سے کیپن فیاض کے نبرد ایں کرتے!

دوسری طرف سے جلد ہی ہواب طا خود فیاض ہی تے کال رسیو کی تھی!
”کیا بات ہے...! تم کمبوں میر پریچھے پڑ گئے ہو!“ اس نے گران کی آواز سر کر جھلاتے ہوئے بیٹے میں کہا تھا!

”فیاض! ایک پل پھر کرتا ہوں!... اگر تم نے وہ فائل نہ لکوایا تو بڑی زحمت میں پڑ گے!“
”کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو!... میرے آپن میں...!“

”تی انگلیں ہے فیاض!“
”کیوں!“

”پونکہ تھا اور عکھڑ لیٹھی ہو رہیں پڑھی لیتا رہا ہے اس نئی میں اسے مناسب نہیں بھٹھا!“

گران سیزین

۳۰

کے لئے نئی نہیں تھی!... یہ وہی آدمی تھا جو اس دہی ہوتی میں کافی شیورٹ

میں ریسٹ ہاؤز تک لے گیا تھا!...
بائیں کپٹی میں گویا کاسوراخ نظر آیا۔ غالباً ریوالسکی ٹال کپٹی بھی پر کھو دی

گئی تھی!... روپور سیٹ پر پڑا ہوا۔ گران نے اسے ہاتھ میں لے گایا تھا!
اس نے مڑک ڈھلان کی طرف دیکھا۔ یہ کافی بھرائی تک بھی جھاٹی جھالائیں کا

سلد بکھرا ہوا تھا!... ان میں کسی کو تلاش کر لینا آسان کام نہ ہوتا۔
مقتول کے پیروں کے قریب ایک دستائے پڑا نظر آیا۔ دیہ مقتول کے دوفوں

ہاتھ نہ لگتے تھے۔ پھر بھی اسے یاد آیا کہ ریسٹ ہاؤز والی رات... اس نے شام کو
کے ہاتھوں میں بھی دستائے دیکھے تھے!

وہ یہاں زیادہ دیر تک نہیں رک سکتا تھا۔ دستائے کو اٹھا کر جیب میں ٹھوٹنا ہوا اپنی گاڑی کی طرف پلکا۔!
وہ اپنی کاسوراخی طوفانی ہی ثابت ہوا تھا!... وہ جلد از جلد اس مڑک کو جھوڑ

ویسا چھتا تھا!...
مقتول کچھ دیر بعد شہر کی سڑکوں پر پھر تارا تھا! اچانک اس نے گران
کو دیکھا اور اپنی گاڑی اس کی نویں کے چھپ کھادی بمرتے و اسے تے اسے پیچا
لیا تھا! اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا! لیکن جب دوسرے آدمی نے یہ دیکھا کہ
اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے تو وہ اپنے ساتھی بھی کو قتل کر کے فرار ہو گیا۔
آخر سے قتل کیوں کر دیا؟...“

گران کے پاس اس سوال کا حرف بھی جواب ہو سکتا تھا کہ وہ دوسرा آدمی
اس سلسلے میں مقتول سے بھی نیادا ہم تھا!... وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماڈلین کے

”میں یہی تعلیم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں تمہارا لگتہ نظر کیا ہے؟“
”تمہارے نکتہ نظر سے بالکل مختلف...!“
”کیا مطلب ہے؟“

”تمہارا لگتہ نظر ہی تو چہ کرو وہ اپنے احباب کے لئے دلکش میسا کرتی ہے!“

”ہاں... تو پھر...!“

”مجھے اس سے کتنی سروکار میں!...“ مگر ان نے کہا!

”تو پھر تم!“

”فیاض میر سے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگر تم اس فائیں کے سلسلے میں کچھ کر سکتے ہو تو بتاتے۔ ورنہ میں کوئی اور ذریعہ اختیار کروں!“

”روحان صاحب تم سے ملتا چاہتے ہیں!“

”کیا مطلب ہے؟“

”میں نے ان سے اس فائیں کے بارے میں کہا تھا۔“

”اوہ ہو... تو پھر...!“

”اخنوں نے کہا! اس سے کہو! براور است مجھ سے گلخانہ کرے!“

”چھی بات ہے...!“ مگر ان نے طویل سانس لی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

رات سرد بہتر کے باوجود محی خوشگوار تھی۔
خوشگوار اس سے تھی کہ جو لیانا فلور اور نیو کافی بنائی تھی!... اور مگر ان بڑی
فراغی سے یہے بے گھوٹ لے رہا تھا۔

”لیکا افسوس ہے آخر...!“ بولیا تھا پوچھا!

”دکونی تیار افسوس تو ہوتا ہے میں تم تو گوں کے سامنے... ویسے پوری کہانی تمہارے
بھرپور ہی کو معلوم ہو گی... میں تو کیش ایجنت ہوں!“

”تو تم اسی کے لئے بھیک مانگتے پھرستے تھے...!“

”قہیں کس کی تلاش تھی! میں نے تھا کہ تم مرف غیر علی گورنوں سے بھیک
مانگتے تھے...!“

”جس کی تلاش تھی میں گئی۔ اور جہاں سے ملی تھی اب دہاں کچھ دن نہیں بھی
قیام کرنا پڑے کا؟“
”کیا مطلب؟“

”یہ رہا تمہارا جصل پاپورٹ...!“ مگر ان نے جیب سے ایک پاپورٹ نکال کر اس
کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا!
جو لیا اسے دیکھتی ہوئی بڑھتا تھی!“ اگریں فرانسیسی بول سکتی ہوں تو اس کا یہ مطلب
تو نہیں کہ...!“

”نکرنا کر دے...!“ مگر ان نے تھا اٹھا کر بڑا!“ تم فرانس سے آئی ہو۔ قہیں آثار قدیمہ
سے...“

جو لیا کچھ نہ ہوئی وہ مگر ان کو گھوڑے سے جاری تھی۔
”میکوں کیا بات ہے؟“ مگر ان نے پوچھا!

”میں اکثر سوچتی ہوں آنکھ پاچھیت ہمدی ہاگ دو پوری طرح تمہارے انجینیوں کیوں
رسے دےتا ہے؟“

”پیشی ہے اس کی...!“
”یقیناً!“ جو لیا جبکہ تھا...“ میں بھی اس کی پیشی کی کہوں گی...!“

”جو کچھ پوچھتا ہو گا براور است اسی سے پوچھوں گی!“
”تمہاری اطلاع کے لئے... اسے انقدر نہ رہ گیا ہے!“

”اب جا سکتے ہو تم...!“
”ہدایت کا تکمیر!“ تھوڑی سی تکڑی بھی ادھار دو اسکو تو بے حد مخوب ہوں گا...!“

”بس یادا... دس رج رہے ہیں!“ مجھے غیند آبی ہے...“

”مگر ان نے پھر اپنی بیوی بیویک اپ جب سے نکلا!“ اور اس کے پھر سے پہلا بیک
کی بندھائی تک اور تھنھی مونچھیں نہ آئے مگیں...!“

”دوسری بیک اپ میں بیان تک آیا تھا الگریں ریٹ ہاؤز کے ہوڑکی لاش مٹکے بعد
وہ پھر بیک اپ کے لیے ہاہر ہیں نکلا تھا!“

”وہ سوچی گی کیوں جیں گھر دی کر دی تھی اور اب موڑ سائیکل استعمال کر رہا تھا!...“

”بیوی کے دھان سے چکل کر اس تر دیہی سیخیاں دالی گھر دی پر نکل دی اور موڑ سائیکل
اٹھا کر کے چل پڑا۔“

”اب وہ لیڈی ہر رام کے نکار نکار کی طرف جا رہا تھا!... وہ اپنے چکلی رات ہی بتا
چکی تھی کہ سائیکل دیس بیٹے سے پسے دھان ہیں مل گئی!“

تمہارا نام مجھی لا رسول ہے...!“

”میں آثار قدیمی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے!“

”یہ اور زیادہ اچھا ہے!“

”تم کہنا کیا جاہتے ہو!“

”قہیں صرف ایک بگد تیام کر کے دہاں آتے جاتے والوں پر نکل رکھتی ہے!“

”مکنکا!“

”جب تک کہ ایک ایسے آدمی کا سراغ مذہل جاتے جس کے میں ہاتھ کی جھوٹی انھی
آدمی کی ہوئی ہے...“ میر اخیال ہے کہ وہ دنیا پہنچنے بغیر وہ مروں کے ساتھ نہ آتا ہوگا۔

”ہم...“ وہ اسے گھر تھی ہوئی تو میں ایسے آدمیوں کے دنیاۓ اتر واقع
پھر دی گئی۔ کیوں ہیما پھر مجھے ہر اس آدمی پر نکل رکھتی پڑے گی جو دنیا پہنچنے

ہوئے تھا تھی دیتے ہے۔“

”قبل از روزت پیس یہ ساری باتیں...“ ابھی سے اتنا زیادہ نہ سوچو!“

”کہاں قیام کرتا پڑے کا؟“

”ہم ایک ریٹ ہاؤز میں چھے ایک فیور میکی عورت چلاتی ہے!“ قیام کرتے والے عجیب زیادہ
یعنی کیاں جو ہوتے ہیں!... آثار قدیمی سے پوچھ رکھنے والے بیان دوچار دن احمد پور کے

اس ریٹ ہاؤز میں ہزوڑ گراستے ہیں!“

”کیا تم بھی اس پاس ہی موجود ہو گے؟“

”قیام ورنہ تمہارے نئے نافیاں کوں خریتے گا!“

”ہم سید گی سے گلخانہ کرو!“

”ٹانٹا...“ اب میں چلا...“ قیام بھی سامان سفر درست کر کے روانہ ہو جاؤ گی۔
ہو سکتا ہے تمہارا چھیف دن تا فرما براور است رابطہ تمام کرنا ہے۔“

«خوبصورت ہوتوں سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے اول یوں یوں ہونے لگتا ہے!»

اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ پھر لٹکاتے ہوئے کہا!

«بیگ بات ہے! وہ فور سے اس کی آنکھوں میں کھلتی ہوئی ہوئی!

«آخوندی ہو جاؤ!»

«وہ صر... گمراہ تھکرانہ بچے میں بولا! ملکی ہے دہی ہو!»

«رکیا؟»

«ہمیں... آپ بینیں گے... گمراہ کی بُشی کھیانی تھی!»

«بتا ذہلی! ہم اکھیں لکھ کر تیز بچے میں بولی!»

اوہ سی... بتا کہوں!»

وہ پھر کچھ سوچنے لگا!

«میں یاد دیر تک انتظار میں رکتی۔ جلدی بتاؤ!»

«ایک بار ایک خوبصورت لاکی نے مجھے بہت پیٹھا!»

«بکراں سے!»

«یقین کیستے اگلے بارہ برس کارہا ہوں گا! وہ روکی ساختے تھی کہ میری بائی آنکھ پر ایک بُشی بیٹھ گئی تھی!»

«بداش! یہی بہرام بنس پڑی!»

«آپ بھی بدعاش کہہ رہی ہیں! گمراہ جو گیر آؤں ہے تو اُنمیں یہی تھم یہی ہے!»

«وہیں نہیں شیک ہے! پھر کیا ہوا!»

«یہ اس نے دلوں ہاتھوں سے پیٹھا شروع کر دیا تھا! وہ تو اکھیں پھر ہے سے رہی تھی کہ ایک راکھیرتے پایا۔ پکایا کیا اس مُرد و نے بھی میرے ہی دوچار اقتدار دیتے تھے!»

آج دہ تیسری بار وہاں جا رہا تھا! پہلی بار وہ خود اسے گھنی تھی اور دوسرا بار

تلے کا دعہ دیا تھا! اور دوسرا رات بھی اسے کھانے کی کوشش کرنے تھی تک کروہ

گوان آدمی پہنچا۔ اور گمراہ اپنی ہر کات و سکنات اسے بار کر لانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے

خیال سے تھنیں ہیں ہے۔۔۔!»

مارت کے چھاٹک پر پہنچتے ہی ریڈی میڈیک اپ چھر سے سے محروم ہیں! سچ!

چکیا رہنے پہاٹک کھول دیا تھا! وہ موڑ سائیکل کو اندر لے چاہا گیا!

یہی بہرام براہم سے ہی میں بودھی ہے۔۔۔ اور ایسے بائیں تھی کہ گمراہ کو بکھا

کہا پڑا۔ خود یا کہیں آپ کو غوریہ شہو جاتے!»

«سخت بد فاق ہے۔۔۔ یاد ہے اس نے بکھار کی پٹھنے۔ بڑی خوبصورت تھوڑی پڑی

پچھے۔۔۔!»

گمراہ سر جھکاتے ہوئے اس کے سامنے چلتے تھا!۔۔۔ وہ میدھی اسے اپنے اسٹوپی

لائی۔۔۔ گمراہ کی نظر اس تصویر پر پڑی جس کا وہ اس نے براہم سے میں دیا تھا۔۔۔

ایسے ایک مرد تھا۔۔۔ بے چارہ آدم۔۔۔ اب تھی کہ پتوں سے بھی خروم۔۔۔!

«لاخوں والا قوت۔۔۔ وہ بڑی بیا۔

«کیوں۔۔۔!

«اگر کوئی مرد ویکھے تو اُنکی تقدیر گماحت۔۔۔ گمراہ نے نامہ لکھا رہ بیٹھے میں کہا!

«تم بھی تو وہ ہو۔۔۔ اب وہ مکرا تھی!

«اُر سے میں کیا۔۔۔! گمراہ نے کہا اور جھینپ کر سر جھکایا!

وہ چند سو سے فور سے کھمی رہی پھر دوپتی ایک تم جھسے خالق ہو۔۔۔!

گمراہ نے اشبات میں سر ہلا دیا۔

«آخر کیوں!»

«بڑی قائم تھی۔۔۔ گیوں بارہ برس کی عمر میں تم انکل گڈے رہنے ہو گئے تھے۔۔۔!

«پتہ نہیں۔۔۔! بہت خوب معلوم ہوتا ہے!

«لیکن ایک بات ہے۔۔۔ یہی بہرام بسیم بھیگی سے بولی!

«کیا!»

«آنکھ رکھی دیکھنے کا مطلب تم اسی عمر میں بھج گئے ہو گے!»

«لخت ہے۔۔۔ گمراہ جھکا کر بولا۔۔۔ آخر اس سے ہوتا کیا ہے!۔۔۔ میری سمجھ میں تو آج تک نہ آسکا!»

«بدھوہو۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ میر کوہا ہے۔۔۔ تم بھتے ہو!»

گمراہ چکر بولا۔۔۔ ایسی صورت بتاتے رہتے ہی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔

یہی بہرام برش اٹھا کر تصویر کے ایک حصے میں رنگ لکھتے گئی!

گمراہ بھوقن کھو جکڑا پلکیں چھپ کاہر ہا۔۔۔ دنستا وہ اس کی طرف گزری۔۔۔

« تو چھر تم کیوں آتے پوہیاں!»

«آپ نے بلایا تھا۔۔۔ گمراہ رک رک کر بولا!

وہ چند سو سے گھوڑی رہی پھر بولی!

«میرا خیال ہے کہ تم دنیا کے بے صرف تین آدمی ہو۔۔۔!»

«جی۔۔۔! دنستا گمراہ نے تھنچے پٹھلتے اور غصیل آداز میں بولا۔

«جو داگ مجھے جاتے ہیں اسکے پیچے پھر تھے ہیں!»

«ہوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ اس نے سر ہلا کر کہا۔۔۔ میں بھتی ہوں! تصویری دیر کی پڑپی

کی خاطر وہ تینیں لیتیں بڑھتے کہتے ہوں گے!»

«کیا مطلب ہے!»

«پھر نہیں۔۔۔ ٹولیو ٹوک کیسی سے قباری!»

«نشاندار!»

«میں اس وقت باہر جانا پاہتی ہوں! کیا تم پھر گیرے سامنے ہوئے۔۔۔!»

«خود چھوپو گا۔۔۔»

وہ منید کچھ کہنے کی بجائے ٹوٹنے والی لکڑوں سے اسے دیکھتی رہی!

گمراہ بھی اس کی طرف دیکھتا درکھبی کی تصویر کا جائزہ لینے لگتا۔ آنکارہ بولی!

تمباری بھر جاڑی کی بنار پر تھا سے گھر والوں کو کشوٹی توہن ہو گی!

«صرف ایک آدمی کو تشویش ہو گی اگر میں دو تین دفعوں کے غائب ہو گیا۔۔۔!»

«رکھ۔۔۔!»

«سر بہرام کو!»

«پوہنچ!» وہ خاترات آمیز انداز میں مُکاری!

«گھر پر صرف ایک لوگ رکھے۔۔۔ اس کے تیش ہو جائیں گے!»

«تم کرتے کیا ہو!»

«ریفیکھریش کا کام جانا ہوں۔۔۔ نش ہاری کے مروڑ خاتمے میری آدمی کا ذریعہ ہیں!»

«ٹازم ہو۔۔۔!»

«لاخوں والا قوت۔۔۔ لخت ہے ملار مت کرتے دامے پر۔۔۔ کام کرتا ہوں۔۔۔!»

اور اُجھت دھول کر لیتا ہوں۔۔۔ مجھے کام کرتے جیسیں ان کا فائدہ ہے۔۔۔!»

سوار پر کام کرتا ہوں تو وہ وحشی سوکی رسید مجھ سے مکھدا ہے یہیں!۔۔۔!»

«میں دراصل یہ معلوم کرنا پاہتی تھی کہ اگر تم کچھ دفعوں کے نتے یاں سے کہیں

باہر پڑ جاؤں بھلکاری کے شکار ہیں ہو جاؤ گے!»

«اُسے بے روزگاری کی پرواہ کے ہے!»

«اصغر، اس سے تو تم جلد اُس سماقا!»

”پھر اتنی...“
”اے سے نہیں... بُرش... تو یہ...“ وہ بلا ذہن کے گیان سے روانہ نکال کر اس کے
آنٹو نکل کر یہی۔

جیسی کئی طرح آنسو فون کا سلسلہ فتح بی شہر تے کوڑا تر سنجھلا کر بولی!
آپ بس کرد... درست اچھا نہیں ہو گا... یکوں میرا اتنا اچھا موت و تباہ کر رہے ہو!
پھر عمران کو سخوں پر آئتے میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں گئے تھے۔ اور ایسا معلوم
ہتا خفا بیسے کچھ دیر پہنچ کر خاص بات بخوبی بھی شروع!

”تم صرف سکی معلوم ہوتے ہو... اور کچھ نہیں! یہی بہرام بولی!

”اسے اب میں اپنا سروارستہ نکلا دوں گا!“
”نہیں! نہیں! سکی ہوتا بھی بات نہیں! وہ جلدی سے بولی تھی بھی بہت

اپنے گئیں... درست سر بہرام کو کیسے برداشت کریں؟“

”ہاتے...!“ عمران کا...“ اے یہ چارے سے بھی سکی ہیں؟“

”غصوں وقت سر باد کرو... یہیں باہر چلا ہے! تم اپنی موڑ سائکل ہیں پھر درد“
”پھر دردی...“

پندرہ بامیں منٹ بعد وہ بڑے آہستے میں نظر آتے۔ یہی بہرام نے اپنے بائش

ہر کسے بلا ذہن پر کوٹ ہیں لیا تھا!...“

کھڑی پھٹاک کے باہر تکی۔ عمران ہی ڈرائیور رہا تھا! یہی بہرام اس کے
لایا بھی تھی...!

”یا میں جانتے موڑ اور جستے رہو...“ اس نے کہا!

میران نے خاموشی سے تعجب کی!

رنقار بٹھاڑا۔ نیک سنان ہے! وہ کچھ دیر بعد پھر بولی

میران سیرین آنکھ سطھنی

۲۲

”آجتی ہوں، گاؤں ہوں، بدھو ہوں، سکی ہوں اور جھٹا ہوں آخہ آپ کی کس

بات پر لیتھن کیا جاتے...“ اتنی بہت کی فرمیاں ریک اوری میں توہنگہ نہیں ہو سکتیں۔“

”میں کہتی ہوں خاموش رہو!“
وہ اس وقت احمد پور کے ہوٹل کے مائنے سے گزرا رہے تھے۔ انکے موڑ پر ریٹ ہاؤز

کا اسٹوپ ہتا تھا!

کچھ دیر پہنچنے کے بعد اسی کے لئے یہی بہرام عذر ہابت دی!“ عمران نے پردازی

سے شاخوں کو بینچ دی اور سوچا اور ہے... ویسا جاتے ہا!

ریٹ ہاؤز کی کپڑا نہیں اندھیرا تھا... پور پر جیسے فوار میں جو بلب روشن ھاتا اس کی

روشنی تو پور پر جیسے کے تھے ہاتھی تھی!۔ یکن انکا بید پر جنگ کب گئی تھی! اسے تو

یہی بہرام کے اندر ہی سے ہی میں گرا یا تھا! اور یہ کہتی ہوئی خدا اور اگر گئی تھی کہ وہ گاڑی

ہی میں اس کا اختلاط کرے!

میران ملکن پر جو نکل چکنے لگا تھا!... عمارت کی بیجن کھو کر یون کے شیشے روشن تھے

میران پور پر کی طرف دیکھتا رہا۔ یکن یہی بہرام وہاں نہ دکھاتی دی اور جیسے

میں پتہ نہیں کس طرف خاتم ہو گئی تھی۔ پندرہ میں منٹ اگر جاتے کے بعد اہستہ سنان

دی۔ یکن یہ آدمیوں کے قدموں کی معلوم ہوئی تھی!

پھر اس نے یہی بہرام کی آدمیوں کو کسی سے کہہ رہی تھی میں تم آگے بیٹھ جاؤ!“

”اچھا یہم صاحب!“ بددسری آوار کھڑکی کے تربیت سے آتی۔ یہ بھی اکسی گورت

ہی کی تھی۔ یہی بہرام نے میران سے کہا!“ دروازہ کھوں دو!

میران تباشی جانب دا دروازہ کھوں دیا۔ اور دوسرا گورت اس کے قریب

آمدیں۔ یہی بہرام نے کچھی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا!

وہ بیٹھتی ہوئی بولی تھی!“ اب واپس چلے!

میران سیرین آنکھ سطھنی

۳۲

میران نے یہ بدلابیکن کچھ بلا نہیں...“ تھوڑی دیر بعد یہی بہرام نے ٹھنڈی

ساتھ سے کہا!“ تمہارا مرض... میری سمجھ میں آگیا ہے...“ تم ذہنی طور پر میں ہو۔“

میران بے ڈھنکن سے کھانس کر رہا گیا!“

کار تیزی سے آگے بڑھتی رہی!

”اب اب آگے سے بائیں ہاتھ کو موڑ لئا!...“ یہی بہرام نے کہا!

میران تے پھر خاموشی سے تیل کی۔ یکن یک سیک دے کچھ مروں سا بھی ہو گید

کیونکہ یہ نیک احمد پور کی طرف جاتی تھی جس کے فوار میں وہ ریٹ ہاؤز واقع تھا!

اگر یہی بہرام کی منزل بھی وہی تھی تو میران بھے تھوڑی پر گیا تھا!“ اس کے

علم میں وہ اپنا یہی میں میں میں اپنے استعمال نہ کر سکتا! اور میک اپ کے بغیر اس کا

کادا ہاں پہچان لیا جانا یقینی تھا!

”میں تمہارے نے دعا کی تلاش میں نکلی ہوں!“ یہی بہرام بولی!

”جج... جج... دو ماہ سے ہے...“ کسی دعا...

”تمہارا مرض میری سمجھ میں آگیا ہے!“

”دی جی ہاں... بھوک بالکل نہیں گئی...“ میرا خالہ ہے واٹر ٹری کی پاڈنگ“

وہ آٹا نہیں کیوں ہو یا!“

”میرے خدا... کیا میں یہ گاڑی کی کھدائی گراؤں!“

”پاٹ پن کی باتیں نہ کر دے...“ ابھی تک تھیں کافی میں ہوتے نہیں میں توہنیں سمجھ سکتے

وہ سورج کے بیچے بیچتے سے کیا ہوتا ہے مرد کھیں تو کافی بات بھی ہے!

”اچھا بس خاموش ہے...“ رفاقت کچھ اور بھاتا۔“ میر نیک بالکل سنان ہے!

”میں اخلاق نکلب کا ماریں ہوں خترس!“

”تم جھوٹے ہو یا!“

گران نے محوس کیا کہ وہ کچھ سرازی شرعاً کی ہے! —
وہ بڑا ہے میں رک گئے تھے!
کبی ہے بائیڈی بہرام نے گران سے پوچھا اور وہ لڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی! —
ماشائش!... گران نے جواب دیا۔
”تہمیں پرندے نہیں!“
”الحمد لله!“
”اندھہ پر!“
وہ قشست کے کمرے میں آتے!...
”تم بھے خوش بین معلوم ہوتے!“ بائیڈی بہرام نے کہا اور گران نے فری طور
پر تھہر کا کریں نہایت کرنے کی کوشش کی کہ وہ بہت زیادہ خوش ہے!...
”خاموش رہو!“ بائیڈی بہرام ناخوش گئی تھی میں بولی!
گران نے قہقہے میں پرواریک لگایا اور اس کے سرخونوں میں ہلکی سی جیشن ٹھیکیں
پائی جاتی تھی!... بالکل گاؤں کی درختی نظر آ رہا تھا!—
وہ نئے گھومنگی پر بولی! ”میں ابھی آئی!...“
ٹھہر لگنگ دم سے نکلتے وقت میں حرف اس نے دروازہ پنڈ کیا جاتا گہر ان نے قفل
میں بھی گئے اور اس کے گھومنے کی آواز بھی سنی تھی!...
وہ خشنی سافن کے کریڈی گیا اور حیب سے جیونگ کا پیکٹ نکال کر اسے پھاٹاتے گا۔
”آپ شوق فریائیں گی!...“ اس نے ایک پس درکی طرف بڑھانے ہوئے پوچھا!—
”یہاں ہے!...“ بڑی بولی!
”غرض!...“ گران نے خشنی سافن کے کمایا سائز بیسے میں کہا؟ جھے فراسی بیس آن
لہنا آپ نے جو کچھ کہا ہے اس کا تجہذیگیری میں کر دیا!...“

گران نے انہیں اٹھا دیا! قریب بھی ہوتی ہوئے گورت کے پاس سے جب ناگر دیکھی
بُو آرسی تھی! — گران سوپنے کا لگکر وہ ایسی بیٹھا گئی تھی کہ اور کہاں وہ پڑھتا تھا!
لڑکی کچھ دیکھ پورے شہر جانے والی سڑک پر نکل آئی۔
”دیدھے دیکھ پورے!“ بائیڈی بہرام نے گران کو غائب کیا!—
”بہت بہتر!“ گورت!...“ اس نے کہا اور گیئر پر جو اپنے حصہ تھا!—
پھر راست خاموشی سے طہ ہوتا رہا تھا!—
شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی بائیڈی بہرام نے پھر براشاں روچ کر دیا!...
لیکن اب ساری گھنگو ٹھکریں میں ہو رہی تھی!—
”درخت خوش ہو جاؤ!“ وہ گران نے کہہ رہی تھی!...
”کب!...“ گران نے بے حد خوش ہو کر پوچھا!
”مگر بچ کر!...“ بُو اب علا۔
پھر گران نے مزید دعاوت نہ چاہی! مزدورت ہی کیا تھی! بربات تھی ساختہ آیواں تھی!—
وہ بائیڈی بہرام کی ذاتی اقامت کا ہاتھ بھی جا پہنچے! ہارن کی آداں سن کر پوکیدار نے
چھاک کھول دیا تھا!...
کاڑی پر آمدے کے قریب تک مل گئی!—
اور اب روشنی میں گران نے اس میں کیہی دیہاتی رہ کر دیکھا جو اتنی درست اس کے
قریب پہنچی تھی!... اور اس کے پاس سے آئے داں بُو بھی اس کے لئے انجامی نہ رہ گئی۔
اُسی یاد آیا کہ اس قسم کی بُو اس جیگہ پاچی جاتی ہے جہاں پوچھتے بناۓ جاتے ہیں!...
سرتے ہوئے چارسے اور گوبر کی بُو بُو!...
”لڑکی تبول صورت اور گندی رنگ کی تھی! گُل آنسی میں سے نیارہ شدہ ہو گی!—
”انہر!“ بائیڈی بہرام بھرائی ہوئی کہا اور اسیں بولی!

”کا جاتے کا کہت ہو!“ لڑکی حسین پر بولی!
”میں اب بھی بینیں بھا جوڑا!“ گران گو گولیا...“ بُو بھی ہے اک فرنیسی!...
”خیر جاتے دیکھیے!...“ ہم خاموش بھیٹھیں گے!...
خاموشی کے اس طویل وقت میں لڑکی ایک بار مضطرب ہانداز میں کھلداری تھی!
گران نے اس کی طرف دیکھا تھا!—
”کاہے سے آتے ہوں ملکا...“ بُو کافیتی ہوئی آداز میں بولی!
”گران بُت بنایا بھارتا!...“
”ہم سیم صاحب کی بُونڈی ہیں...“ بُو لڑکی نے کچھ دیکھ کر!
”بُو!...“ اب تو کچھ کچھ سمجھیں آ رہا ہے! گران پوچک کر رہا!
لڑکی بیٹھنے لگی اور گران نے بھی اعتماد انداز میں اس کا ساقہ دیا!
اسی طرح آدھا گھنٹہ گزر گیا... لڑکی گئے پر عجیب سے تاثرات تھے!...
کبھی وہ ٹھیکی سی معلوم ہوئی: اور کبھی ٹھکھوں میں بسختا ہست نہ رک آتی!...
”کچھ بات کر دو...“ کاہے پر بُونڈی ہو!“ بالآخر اس نے کہا!
”کیا عرض کروں محترم!...“ انھیں کافوف مجھے کھاتے بارا ہے!
”یوکا چے!...“
”انھیں!—“ گران نے پوچھا!
لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا!
”افراطی!— افراطی سمجھتی ہیں آپ!
”لڑکی نے اپنی میں سر کو جیسی دی!—
”افراطی!— افراطی!“
”لڑکی نے اپنی میں سر کو جیسی دی!—
”افراطی!“ اسے کہتے ہیں کہ وسائل حیات کی کمی ہر لیکن میں نیم آن اپنی نیجے
کی فردا دنی ہو جاتے!“

”لیکن میرا قصور لیڈی صاحب؟
”چل جاؤ! وہ پرستی کر سکتی!

”خواہ خواہ.....!“ وہ سر جھٹک کر بولا۔ ”خود ہی بُلاقی ہے پس طرح جھٹک دیتی ہے... آپ کامروں بھی میری سمجھ میں آگئی ہے... آپ خود ملکی پڑھنے بجاتے سوہراں... اگر وہ پڑھنے دھرا فی موڑ دیں اور کاظم کبار میں پڑھنے شروع آ پڑھ کریں گے!“

”چل جاؤ!“ یہ لیڈی بہرام مکھان کر جھٹکتی پڑی۔

”اس سے ارسے...!“ گران سے ہوتے انداز میں بڑھ کر پہنچا۔ لیکن تیزی سے پڑھنے ہوئے دوچار ناخواہی ہی گئے... یہ لیڈی بہرام پر بیسے دیواریکی کا درہ پڑھنا...!

بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ
اس بیسے کادی کے نئے چار گئے بہت تھے...!
سائیستین بنجے زورہ رانا میں تک پھٹا تھا! سوتے سوتے چار جگئے تھے!—
یہ لیڈی بہرام نے پھر سوہنے دیا تھا!... ایسی تیزی بے نیام بُحَاطِ بُحَاطِ
دو منہ بی کھیتاری گیا تھا!
اکھی کھتی ہی بُحَاطِ بُحَاطِ کر دیا۔ بہت خوش معلوم ہوتا تھا اداانت نکل کر پڑھنے تھا!
”ہاس... وہ گونکا برلنے لگا ہے!“
”خجھ سے ساقر پڑھاتے تو مرد سے بھی بول ایکیں گے!“ گران انگڑائی لے کر بولتے
وہ بے چارہ فرم رکنا ہی تھا...!
”ہمیں باس ایں بہت خوش ہوں! ہم دیر تک گفتگو کرتے رہے ہیں! وہ اپنی
انگریزی بول سکتا ہے!“
”اگر تم اسے عربی بھی سمجھا سکتے تو میں سکون سے مر سکوں گا!“
وہ بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ...!
”بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ!“
”وہ بھی خیث روحوں پر بھیں رکھتا ہے۔ پھری رات ہم بھروسوں اور پڑھنے یوں کے
متعدد گفتگو کرنے رہے تھے!— اس کی حدودات بہت وسیع ہیں۔ میں تو بیران رہ گیا...
اس نے پچھلے سال ایک ایسی خورت دیکھی تھی جس کا سرگرد ہے تھا...!
”ساری خوبیں گھر میں کامروں کا سردار کھتی ہیں...!“

”کیا مطلب?“ گران خواکر اس کی طرف پڑا!—
میں تھیرے الماری بھی خانی گردی ہے!
”د ابے دماغ قریبین خراب ہو گیا۔“ گران ٹھہرناہ کر چھٹا۔
”مدھر کر دیجے بھوسہ کر دو...!“ یکن میں تمہارا دشمن تو میں ہوں! تپیں ایک پختے
ٹکٹک پر چلانا پڑے گا باس!“
گران بے بی سے منڈپا کر دیا۔
”د بوساری دیا کون نکھلوں پر چالے پھٹا تھا اس وقت اس احتق کے آگے خود کو
بالکل اُر ختم کر رہا تھا!—
”وہ مرد گوہ کہاں ہے؟“ بالآخر اس نے بھرا فی ہر فی آہاڑ میں پوچھا!
”میں نے اسے ایک کام تکارا پر بھیج دیا ہے کہ میں تم اسی کے بوتے نہ تراو دو!“
”دفع ہو جاؤ مردود!“ گران پھر اس کی طرف بھٹا ادد دکھلے دیتا ہوا بیرونی
برآئتے تک نکال لیا۔
”کھو دے بھوہیں...!“ رات کے بارہ بجے تک!— اس نے اسے گھول دکھا کہا پھر
وہ اندھے آئے کے بیٹے مڑا ہی تھا کہ فون کی گھٹنی کی آہاڑ سناتی دی!
وہ تیزی سے فون والے کے میں پہنچا۔
”د پتو...!“ وہ ماڈھپر میں، میں بولا!
”بیک زید! سر!“ دہنی طرف سے کافانی کی
”اچھا...!“
”رمان صاحب کا پرشل اسٹٹھ اپ کی تماش میں ہے!“ پھری رات بھی بڑی دیر
ٹکٹک اپ کے غیث میں آپ کا منتظر رہا تھا...!
”جو لیارا شہ ہو گئی یا نہیں؟“

”خاقی ہنس ہاں...!“ اس نے مٹو شی لا کو دیکھا تھا... وہ بُحَاطِ بُحَاطِ سے چاند کی رات
کھڑا گاہیں میں قردا ہوئی ہے... جب بھی بھی جاتی ہے پیغمبر پھیلتا ہے!
”اپنے میرے بوتے کہاں گئے؟“
”ہمیں سے جب بھی کوئی اس کا نہ رکھتا ہے ایک پختے تک نکلے پر بھر تاہم ہے!
”اچھا تو پھر“ گران سکھیں لکاں کھلدا!
”میں نے احتیاط کا پ کے بوتے بندول کو دیتے دیتے!
”اچھا!“ گران من پھر لکر رہ گیا!
”دیکھو یاں!“ ہمیں بھی نکھل پر ہوں...! میں اسے کسی طرح ہنس رک سکا تھا... کرہو
مششی کا کانڈہ نہ رکے!
”مٹو شی لا کے پختے تک اس وقت اپنے گاہیں کی کسی کاراں میں نہیں بلکہ رانا پا میں میں ہے!“
”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا باس...!“ عجیث رو میں پل بھر میں نار قبول سے
ساڈھوں تک پہنچ سکتی ہیں!
”میکن اب میں باقاعدہ ٹکٹک کیسے پہنچوں خیت!...!“
”نکھل پر یاں!— خدا کے نے سنبھال ہو جاؤ!“
”کیا تم اسے بھی نکھل پر ہے پرایا کر کے ہو؟“
”ہنس ہاں آج ڈف نے میو ساٹ انداز میں سر ہلا کر کیا!“ مٹو شی لا کے تکنکے کے بعد سے
وہ ایسی زبان بولتے تکا ہے میں نہیں سمجھ سکتا... ہو سکتا ہے وہ سے میں کوئی زبان ہری
نہ ہو... عجیث رو میں تو کادی کر کتے کی طرف بھر نکھل پر ہو کر دیتی ہیں...!
”گران انڈکر میو سات دا سے کرے میں آیا...!“ لیکن یہاں یوڑوں کی الماری
مر سے سے خالی نکھڑا تی۔
”بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ بُحَاطِ!“ سر ٹاکر بولتا ہے میں باس سیم اتنا احتق نہیں ہوں...!

وہ گئی جناب... اکری پندت منٹ پہلے کی بات ہے؟

میرے نئے آٹھ بُرے کے چونکی ہوڑی فرما بھاؤ۔

بہت بہتر جناب...!

گران نسلہ منٹلے کے صورتیں براہمے میں واپس آیا بھروس کی بستکی طرح

امین شن، نظر کیا... اس کی پکیں تک بیش جھک یہی قیس...!

کھڑے رہو مردود... اسی طرح...!

پروادہ نہیں باس... ایکن میں نہیں نظر میں دیکھنا پسند نہیں کرتا...!

اُجھیث اب یہ ضعیف الاعتمادی ترک کردے دلنش اپنے سامنے مجھے بھی جنم

سنبھاوے گا...!

تم اسے ضعیف الاعتمادی کہتے ہو باس... کچھا بھی بھی کہتی ہے... میں بھی

کریں ہوں... میکن یہ تو سوچ کر جب تم سبوں کا بآپ زمین پر چھینا گیا تھا... اس وقت

یہی صرف جیٹ روؤں کا سکنی تھی؟!

مرہی ہوگی... میکن اب میرے ادتنے سوا کوئی تیراخیت کرنیں پر ہو دیں ہے!

میری گدن میں پر وفت کراس الکارہ تباہے... اس وقت بھی جب میں آسمانی

بآپ کی نافرمانی کرتا ہوں... وہ مجھے معاف کرے۔ وہ بھرا ہوئی آذانی بولا۔

وکھڑا رہ یہ نہیں! گران نے خیج کر کہا اور پھر انہوں ناپس آگیا بہر حال اسے نگہ

پیرتی باقاعدہ میں جانپڑا تھا!

اُدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر میک زید نے بوتے گھوادیتے تھے اور گران

کو بوتے پہنچ دیکھ کر جو زفنسے دونوں انکھوں سے اپنی انکھیں بند کر کی تھیں پانچا

رامخانہ میڈیم خون کی طرح....

گران نے موٹ سائیکل سنبھالی اور یہی میڈیم کیک اپ بیس باہر روانہ ہو گیا۔

مجھے اپنے کھلی رات والٹ رہیہ پر افسوس ہے...!

اسے وہ... ہے گران جھینپی ہوئی پسی کے ساتھ بولا اکری بات نہیں!

میں بھی خصہ آکیا تھا اب جب فھاٹا ہے تو میں نہیں سوچی کہ جو کہری ہوں وہ

مناسب بھی ہے یا نہیں!

گران کچھ بول لاد کہتی ہی ہے میری نکروں سے تردوں کے بے شمار تاپ گزے میں

میرا دھوکھی ہے کہ میں تردوں کو کچھ سکتی ہوں... میکن...!

وہ خاموش ہو گئی اور گران ہنقوں کی طرح من پھانسے اسے دیکھتا رہا!

پھر دی بعد وہ پھر بولی کہ تم یا تو خڑاک قسم کے ایک بیوی یا ایک کھدیاب ناپ بچپنیاں

میری نظر سے گرد رہے!

کچھ بھی ہو! میں تو خود کے قسم سے سمجھتا ہوں! گران گھکھیا!

یکن وہ اس ریا ک پر توہ دیتے بھی کہتی رہی! میں نے آسیوں گوںہ استھ کے

ایک نہ دے! ”شی اسٹرپن ٹول کا لکر“ میں ایک ایسا ہی کوار پس سا تھا! وہ اپنی ہر سے دلی میگتہ

سے اس درجہ شرما تاپہ کی بدر مٹھے کے با جو دبی اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا! وہ

اس کے سرمنی کو کچھ بھیتی ہے اور زیادہ تر ایک گھریلی عازم کے باریں اس کے ساتھ

آتی ہے اور وہ اس میں پلپی یعنی گلتائے۔ اس سے چھید خانیں کرتا ہے!

وہ سخت ہے بخار تھا! گران بڑھایا۔

وہ خارجی سے سے گھوڑی پر جو بولی آیکن اس کے باہر ہو دبی تھم ایک اپھے

دوست نہیں ہو سکتے ہو!

گران خوش نظر آئے لگا اور ایک بیک بولا! اب آپ نے مجھے کچھ بھگنا نہ روح

کیا ہے!

نہیں تھیں کہ دیہ بات پھلی رات ہی میرے ذہن میں آتی تھی!

اس سے یقین تھا کہ اب رجحان صاحب اس سے مٹا چاہتے ہیں۔ میکن وہ فرمی طور پر ان سے مٹا ہے چاہتا چھا!... میر جانے کے وہ فائمیں بھی دیکھتے نہ دیتے بس کی اسے ضرورت تھی... اور ظاہر تھا کہ وہ کم از کم انہیں تو بھر نہیں بتا سکتا تھا!... یہ نکدہ بہر حال ایک درسرے تک سے متعلق رکھتا تھا اور صرف سلطان کو جواب دھنا پہنچا اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس ناٹیں کو اپنے ہی ٹھکے کے قابلے سے مصالحت کرنے کی کوشش کریں گے! کچھ دیر بعد موڑ سائیکل کا رخ سر ہو رہا تھا کی طرف ہو گیا آج وہ دہاں نادقت جا رہا تھا... اس سے پہنچنے والے ایک مفتر وہ وقت پر جانا چاہتا تھا!

ضروری نہیں تھا کہ سر ہو رہا تھا میں اس سے مٹا چاہتا تھا!... اس کا خیال ہے کہ اس کی عدم موجودگی کی طرح پھانک بھی پرہیز کر دے سکتے ہیں! میری میڈیم کی طرف پرہیز کر دے سکتے ہیں!

ریڈی میڈیم اپ عمارت کے قرب پہنچنے سے پہنچ ہی پرہیز سے مٹا ہے! یہی بھری ہے! یہی تریکی! یہی سر ہو رہا تھا! یہی مکاری!

”دیہ آئی نادقت کیسے؟“ اس نے پوچھا!

”بھی جسوار ہے تھا!“

”تم بکوس کرتے ہو تو... مجھ سے مٹھے آتے ہو...“

”وہ پست نہیں...“

”چلو... اندر بڑا...“

”سر ہو رہا...!“ گران پرہ نکروں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑھا یا۔

”تو ہم وجود نہیں پیش... شاید شام سے پہنچ دا پس نہ آئیں“

گران اس کے ساتھ شنگ روم میں آیا۔ وہ چند لمحے اسے فوت سے دیکھتی رہی پھر بڑی!

”بھی مزدھن تباہی... بھی حشر ہے خودت ملک کا... ایک رملے میں نکاریوں کے جو ہے چراکتا تھا...“

”میرا ملک اڑائے کی کوشش ہوت کر... سمجھدی گی سے نہ؟“

”آئی۔ ایم۔ سروری... اپ تباہی...!“ گران نے ہر سو گوش ہو جاتے کی ایکٹک کی...“

وہ چند لمحے کو سوچتی رہی پھر بڑی! ”ہمارا مزدھن طبقہ بڑی دشواریوں میں مبتلا ہے...“

اس اتفاق یافت نہیں ہو تھی کہ سچے طور پر آدمیوں کی زندگی پر کر کے بان کے متعاقبی طرح طرح

کی خوناک بیماریوں میں مبتلا ہیں...“

”یہاتھ ہے؟“ گران بسید گی سے سر ہا کر بولا!

”یہی نہیں دویات بایش تھا ان کے لئے دویات تجویز میں ضرور کی ہوں۔ انہیں نہیں سنبھالی ہوئی“

”والا تھا کو جڑاتے خوردے!“

”ستے رہو رہو...“ وہ دھنپلہ گئی!

”بھی بہت اچھا...“

”اس سلٹے میں بھی تھا مدد کی ضرورت ہے!“

”میں حاضر ہوں!“

”میں روایں فرما کر دوں اور تم امین انہیں ان پک سنبھاوے!“

”بڑی خوشی سے!“

”بھاگ دو! کام ہے!“

کس قسم یہ اس کے جواب کر دینا... کچھ کہنے لئے کی ضرورت نہیں؟
”بہت اچھا...“ عروان بولا۔
اس کی موسائیکل کی پذیرتھے ملکوں کو تراک پر آتی تو اسے خیال ہے کہ میکاپ پر جو سب ہیں پڑا رہ گیا
دیکھا جاتے ہوں۔ وہ پڑھتا ہے۔ ”وہ پڑھک اپ کو دروازہ استعمال کرنے کا رادہ ہی ترک کر دیا احتیفنا
اب وہ ان لوگوں سے تکڑا ہی جانچا پڑتا تھا ان کے لئے لئے دنوں سے سرگردان رہا تھا!
موسائیکل دروازہ کی طرف بڑھتی ہیں!
خود ہی دیر بعد وہ میکاپ کی بجائی سچا جانچا ملک کا پتہ بھی بہرام تھا کہ کھو دیا تھا۔
ایک پڑھتا ساچا تھا تھا تھا...! کافی تظریج مبارکہ اس نے وجہل کے بارے میں پوچھا...!
کافی ترک کرنے کا کام ایسی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی پیشہ عروان کی طرف تھی! احتما
پوچھا کہ آدمی معلوم ہو جاتا تھا!
عروان یہی ہر احمد کا دیا ہوا کاروں بیٹھ میں دبائے اس کے سامنے پڑتا
”وجہل! عروان نے تھیں انہماں میں کہا
اس نے اپنا بھاری چڑھا اٹھا کر نیم دا کھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ عجیب کی لاپرواہی
الدیسے تعلقی تھی اس کی انکھوں میں!
عروان نے کاروں اس کے سامنے کھو دیا!
اس نے اس پر اپنی سی نظر داں اس طرح سرلا دیا جیسے اب وہاں عروان کی بجودی ضروری نہیں!
عروان تیری سے دروازے کی جانب موگلیا۔
یکن وہ اس شخص و وجہل کو اس طرح روا روی میں بندھ پھوڑنا چاہتا تھا!... اسے
دیکھ کر اس کی داداشت میں کچھ عجیب سی تحریک ہوتی تھی!
وہ تیری سے اپنی بھوپری سی سہلتے تھا!... اسے دست یاد کریں اس کی ایک انکھوںیلی ہرگز
کے گریبان کے بلاؤ رہیں رہتی تھی... من دھن دھن شکل تھی اس ووجہل کی...!

”میں زیادہ تدبیساً محسیں ملکاً رہتا ہوں! میر سے پاس وقت ہی وقت ہے!
”ہاں شاید کچھ رات تم نے مجھے اپنے پیشے کے بارے میں بتایا تھا۔“
”ریفری ہرگز کام کرتا ہوں!“
”غیر... غیر... تو پھر تم بتا رہو ہے“
”بالکل...“
”اچھا تو داؤں کا ایک بکس ایک بکھر فری طور پر سچا دو۔“
”لا یہی... میں ابھی جاؤں گا!“
”بہتر سی ہو گا۔ تو گوئی کے مزدوروں میں اجھل انھوں نے پھیلایا ہوا ہے تھیں وہیں جانا
ہے... دباق پر طلک کے گرداموں کے قریب تھیں ایک آدمی و جید ملے گا۔ یہ میٹ ہے
اور اپنی ایشوی ایش کا صدر بھی ہے اور داؤں کا بکس چپ چاپ اس کے گوائے کر دینا وہ سمجھ
جاتے کہا کہ میں تھے بھجوایا ہے...“
”بہت اچھا...“
”میں اس کا تکلیف کھو رکھا ہوں... میں اس نے کہا اور درسرے کرے میں پلی گئی...“
”عروان نے پھر نکل گیتا! اخود ہی دیر بعد وہ اپس آتی اس کے انھیں کافلہ کا ایک گلہ تھا!
”یا لو!“
”عروان نے باقاعدہ اس کا سامنے دیا۔ دیکھ کر سرپناہ اور پھر تہبر کے کرشمہ کی افسوسی جیسی میں رکھتا ہوا
”بلاؤ!“ داؤں کا بکس کہا ہے؟
”چھ بک کے قریب والی کوٹھری میں۔ اپنے بادشاہ کے کہہ اسی نہیں کافلہ کی کیجھ پر ا
جاتے گا۔ چلو میں چل رہی ہوں!“
”وہ اسے چھ بک کے قریب والی کوٹھری میں لا تھی۔ غائب پوچھ دکھل کے نے تھی!
”داؤں کا بکس سوچی قبیلہ کاٹنے شاہزادہ۔ اور لفڑی موسائیکل کے سرپرے میں جایا جاستا تھا!

کوئی ہم درون مل جائے تو کتنی غوشی ہوتی ہے؟
”انہوں آجایسے بھوپالی کے نکار کر کے۔
”تکری!“
وہ مکے میں داخل ہر کربے تکلفی سے کر کی پر جیو کیا:
”بھے جسی غوشی ہوتی ہوں! جو یا بُنی!
”یکن تپہارا بھو!“
”اوہ ہو!“ بیس زیادہ تر سوچر لفڑی میں رہی ہوں۔ بیڑا پ فرائی مخاب۔ ماں سو بیس...“
”غیر... غیر... جس کیم کھکھ کر فرائی بوں اور سچھ سکتی ہوں۔ یہاں بھے انگریزی برلن میں
بڑی درودی پیش آتی ہے اور متفاہی لوگوں کی انگریزی بھی سری کھجہ میں نہیں آتی!
”میں یک سال سے ایسا لامصر کر رہی ہوں اس لئے بھے ذوق کی دشواری پیش نہیں آتی!“
”کی محض سیاہی کی غرض سے؟
”ایسا لیکے بعض اخلاقی مفہوم سے مقتنی ایک کتاب کھو رہی ہوں!“
”اوہ ہو! تو تم کھکھتی ہو!“
”بھی ہاں!“
دروات کا کھانا میرے سامنے کھا کر کھا دیا
”تکری!“
”میں تبدیلی کا دباؤ کی غرض سے آیا ہوں... ماریٹ میں میراڑا پ کا کاروبار ہے!
جو یا کچھ سب وہی! اسکو پر جسی تھی مردوں کہاں سے کہا!“
”بیوڑھا آدمی ہوں۔ تم بوریت تو پیشیں ہوں کر رہیں!“
”ہرگز نہیں!۔ کم از کم میرے شے قریب پڑھا بڑھی و پھپ چیزیں ہے۔ چنان پھرنا آثار قیدیہ۔“
”وہے نوٹکپن سے بننا اور جو یا اسی دل میں اسے کالیاں دے کر رہ گئی!...“

جو لیا ناٹھروں ملک را ایکٹھوں کے اندازوں اب یاد ا رہے تھے! اس نے کہا تھا تمہاری منزہ
ہے اور عروان تھیں جس طرح چاہئے کا استعمال کرے گا!۔
وہ بیسٹ ہاؤز میں اس کی پہلی شام تھی...! بیان کرہے حاصل کر لیئے کے بعد کافلہ قیدیہ
دیکھنے گئی تھی... اس ادھار اس وقت دن بھر کی تھکی ہوئی دا پس آتی تھی...
کپاڑوں میں متعدد کاروں کھوڑی نہ لگائیں۔ اور ڈانگل ہاں میں خاصی بھروسہ کیوں۔
اس نے سچا آخیری دل خیرتے اتنی درد ویرانی میں کس قسم کی تفریح کی خرض سے آتی تھیں!
پھر وہ اپنے کرے میں پلی گئی تھی! اکیدہ میں اس کی کوئی دل کھاکی دیں! یہ سب کی سب
غیر تھی... وہ اسے طرف خاص تو جو دیستہ اپنے کرے میں پلی گئی!
”اس نے سوچا دنیا ننگ اس میں میں جائیں اپنے نئے دیں کہاں ملکوں میں۔
سارے سچے چیز گئے!
باہر لفڑی انھیں اپنے گا!... وہ بے شکہ بستر پر پڑی رہی۔... اٹھنے کو جی ہی نہیں
چاہتا تھا! میں میں سے ایسیں کسی بھاگ درستے ساقی ہمیں پڑھتا تھا...!
”آنکھ کر تھیں ہی نہیں چاہتا تھا۔ دن تھا کسی نے دروانے پر دلکش دی! انہر پر جسی پڑھی
بھوئی تھی! اٹھنا ہی پڑا!۔
سیستگ کا داؤن پس کر دروازہ کھول لا!

ہاہر ایک بڑھا آدمی کھوڑا چند ھیاٹے ہوئے انہماں میں ملکیں جھک کارہا تھا!
”بھجھ اقوس ہے! اس نے فرائی مخاب میں کہا!“ یہاں میں اپنے اشتیاق کسی طرح نہ
دیا۔ سکا جب یہ معلوم ہوا کہ ایک فرائی مخاب میں موجود ہیں۔ کاٹے کوں درجہ ب

اس وقت بیشتر رہتے کریمی بھی نہیں چاہتا تھا!

”میں بہان کئی ماہ سے ہوں! اے بیان کی پرکن ننگی بھی پرندے پتے بولتے نے کچھ دیر بعد کہا!

”ہاں نہ لگی تو پرسکون ہے! بجولیا بے رنی سے بڑی!

”اچھا تو اب میں پلوں۔ آدھے گھنٹے بعد فٹ انٹلگ ہاں میں ملاقات ہو گی!

بجولیا نے دل میں کہا: جنم میں جاؤ۔ اگر اس وقت تک نہ ڈین گیا تو اچھا جائے گا!

غمراں کی پرایت کے سطحان اسے کسی ایسے آدمی پر نظر رکھنی تھی جس کی باتیں ہاتھی پھوٹی

انگلی کس قدر غائب تھی! لیکن اس کی باقی سے بھی متراضی ہوا اخفاک وہ پنی اس کئی ہو گئی

کو چھپنا بھی نہیں ہے۔ انکلی کو چھپانے کے شے دستے ہی پہنچاتے ہیں! لہذا اسے کسی ایسے آدمی

پر نظر رکھنی تھی جو کم از کم بائیں ہاتھ کا دستانہ تو انہاتا ہی نہ ہو!

بڑھ سے کے پہلے جانے کے بعد پھر سڑکی! مجیب سی ننگی تھی ایا تو ازاد میں آرام یا پھر

انہیں جاگ دوڑ کر نہ لگی سے بھی بسوار ہوئے گے!

تصوڑی دیس پر غور دگی خاری ہو گئی پھر ہوش نہ رہا کہ رات کا کھانا بھی باقی ہے!

پھر انکلہ کھلی تھی کسی مسئلہ اداز کی پناپ۔ دل کھو پڑی میں دھکہ لکھ عورت ہوا... اور وہ

ادا ز پھر ستائی دی... کوئی درواڑہ پیٹ رہا تھا! بالکل پا گکون کے سے اندازیں... بجولیا کو

خفتہ آگیا۔ بھلاک کرنی؟ کون سیودہ ہے؟

وہ لٹک بند ہو گئی!

وہ تیری سے اٹھی اور سلیلگ کا قلن کروں کہ اس کی مدد کی کستی ہوئی درواڑے کی طرف بڑھی!

دردالہ کھلا اور اسی فرائیسی بڑھ سے پر نظر پڑی! بھی جا کر دوچار سلوانیں سنا دیں کہ

پھر فرموں ہی نہ گئی!

ہدوڑکی میں بڑھا ادمی ہوں۔ مجھ سے بھوک کی سہلہ ہیں ہو سکتی! تم خود دیکھو۔ زیج

نہ ہے این۔ انتہا کرنے کرنے تھک گیا تو ہمدردی یہ حرکت کرنی پڑی۔

”اوہ... مجھے افسوس ہے میری اچھا میں بیاس تبدیل کر کے آتی ہوں... دن بھر کی تھیں!

کی تھیں کے بعد فیر ارادی طریق سوچنی تھی!“

”مہبہت اچھا... تبدیل کرو بیاس؟“ وہ کرے گیں دھمل پر ہوتا ہو بولا۔ لیکن یہ صرف

بدر دم تھا اکتوبر کو تو خطا میں جہاں چاکرو بیاس تبدیل کرتی... لہذا پر اسے

اٹھ کر دو باختہ دم کی طرف جانتے گی!

”اوہ... میں بھگا تھا تم میں بیاس تبدیل کرو گی!“ بڑھ سے نے مایوسانی پھیلیں کہا!

”لئنی کوئی فرانسیسی نہیں ہوں۔ میریا...“ بجولیا تھے سکرا کر کہا اور غسل خانے میں دخل

ہو کر درواڑہ بن کر گیا!

وہ ان فرانسیسی روٹھوں کو اچھی طرح جانتی تھی! اس نے سوچا چلو تفریخ ہی سہتے گی!

بیاس تبدیل کر کے دہ پہاڑ آتی۔ معمولی سائیک اپ کیا اور بڑھ سے کے سامنہ نہ لگاں!

جانتے کے نئے تیار ہو گئی!

”اس گرم چک میں بھی خاصی سودی پڑتی ہے!“ بڑھا مندرجی کھانی کے بعد بولا!

”ہاں ہمیوں... لیکن میں ایک سال سے ان اطراف میں ہوں۔ لہذا مجھے اب کوئی نہیں

بات نہیں نہ لگتی ہے!

وہ انٹلگ ہاں میں آتے بیان اب صرف ایک ہی میز خانی نظر آرہی تھی اور

فالمیا اسی بڑھ سے کی تھی!“

”وہ دنوں بیٹھ گئے!

تفصیلی بہرہ پر ایک دو دیکھاں بھی دکھائی دے رہی تھیں اور ہر سب ہی کسی مغربی

ہیں تھک سے تھک رکھتی تھیں۔ سینہ فام بھی مرد تھیں لیکن دیسیوں کے مقابلیں خال مل بی نظر آتے

کھانے سے پہنچ کر شوگی!“ بڑھ سے پہنچا!

”کچھ پیشیں وقت ضرور صرف ہو گا لیکن میں آنے بھوکی ہوں...“

گھوڑیں تو اب کسی قسم کی یوگیوں سے پہنچی نہ ہوئی چاہیے...“ بڑھا مکاری!

”اب مجھے اتنا بھی بڑھانے سمجھو!“ اور کہا کہ بڑھ کر بولا!

”بستری ہے کہ تم خود بھی بھوک!“ بجولیا سے پڑھنے پر تھی!

”ہوں...“ اور بیسا سمنہ بنا کر بولا تھا میں میں میں میں!

”میں جانتی ہوں...“ وہ اس کی بات کاٹ کر بولی: ”ہمیں تو بھی اپنے بھوکیوں کا شہر ہے!“

”ہو ہے... تم نے دیکھا بھی ہے!“ اسی دیروں!

”ہمیں نہیں دیکھا تو یہ ہوا...“ میری دادی تو اب بھی ہر دیں رہتی ہے!

”تم میرا ملک اڑا رہی ہو رہا۔“

”میں نہیں... ایسی کرنی بات نہیں۔“ بجولیا سے مناتے کے سہ انداز میں بولی!

”کم از کم فرانسیسی خون رکھنے والی بڑی کو اتنے بے درد نہ ہونا چاہیے!“

وہ تم اپنے مندرجی دانت نکال کر مجھ پرید کر کر ہو بے لیکن پھر ٹھوڑی ناک سے آٹی تو

پید کرے گے...“

”اب میں نہیں دلوں گلباہ اس نے بے حد تھوڑا بھی میں کہا اور خاموشی سے کھاتا رہا۔“

دققتاً شور من کرو دندوں ہی پوچھ کے اکٹھنے کے قریب کئی اکٹھے کھاتا دیجئے

اہد ان میں سے ایک بہت اُوچی آداز میں بول رہا تھا! کاٹھنے کے پیچے تو دریست انٹلگی

کلکن لگتی تھی جس کی سوریاں پر بھی ہر قیمتیں!“

”کیا تھے؟“ جو یا آئتے سے بڑی!

”چوکا پکر اتھیں کیا ہے؟“

”بیان نہادت تو نہیں ہوتے۔“ یہ مشرقی بڑے چھوڑا تو ہوتے ہیں!

”شیر... بھر چلو اچھا ہے!“ بڑھا مندرجی خود کا ہوں!

میز سے اٹھا کر نہ کرنے کے بعد اس نے دیا! اس دوسری بھی تھی۔ کھانا میں پر رکھنے میں ویرانگی!

”کیا قسم جانتی ہو کر یہ سب پیشہ در دیکھاں ہیں!“ بڑھ سے کہا تھا سے کہا!

”میں کیجاں... میں تو آج ہی کہیں ہوں!“

”ہاں ہی بات ہے!“ بڑھا مندرجی خیر اخلاق میں سر بلکہ بولا!

”اوہ... بھی کیا...“ اپنے کھیں ہم ایسی پیسیوں کی طرف دھیان نہیں دیتے جو ہوا بولی

وہ تو غیب ہے! لیکن میں کچھ اور سچوں رہا ہوں!“

بجولیا نے اس طرف شانوں کو جسٹش دی سیے کہنا چاہتی ہے تو آس پے جاؤ۔“

”بیان ایسی نہیں سمجھو دیں ہم اس کلک میں اپریٹ ہیں تو ہیں“

بجولیا نے صرف سر بلکہ دیا۔

”تو یہ تمہارے لئے کوئی ایسی اپنے بات نہیں!“

بجولیا نے نہیں سر بلکہ دیا۔

”ذمہ دار... یہ غلیظانی تو اپنے دست کی گئی ہوں گی!“

”مکن ہے!“ بجولیا نے لارپڑا تھے کہا!

”میرے یہ تو کیا ہے!“

”خود بھی شروع کے تاجر ہوتا!“

”ہاں... ہاں... میں واقع ہوں اس سارے پکڑوں سے!“ بیان بھر بھر کر ہمیں ہی ہوں

میں بیادہ تو سرکاری آفیسر ہیں گے... سرکاریں اسیں کے بیٹے بیان رکھی ہیں...“

”اوہ تو کیا یہ سہتی بھی ہیں یہ!“

”بالکل... اور پھر میں بھر بھر کر ہوں!“ میں اپنی بہت دلوں سے دیکھ رہا ہوں!

”میں آدمیوں میں بھر بھر کر جانی پہنچاںی صورتیں لکھ رہی تھیں میں وہ جیتنیا نہیں کے ذمہ دار تھی تھے!

وہ مگر بیٹا فاد تو اجھی نک شہیں ہوا!۔

دنفنا ایک میز سے ایک لبائی کا آدمی اٹھا اور اسے اسے کافر مظہر کی طرف بڑھنے لگا!

وہ اب اپنیا چکورا ہمچوں جو جیسا پری ہے جس کے تیوارا پھے نہیں معلوم ہوتے!

”ہوتے دوسرے اسی کا نام ازندگی ہے اب جانی میں میں بھی خوب لایا ہم ریکروں کے نئے۔“

”وس شے اب ریکروں کو تمہارے نئے روزا جا بھیئے؟“

وہ سچے سفر جواب میں پچھلے کا نہیں جانا پڑتا تھا! میز سے اٹھنے والے کا نہیں قریب شد جاتے والے کا جیسیں پکڑ لیا جاتا اور اسے صدر دروازے کی طرف کھینچنے جاتا تھا!... ویکھتے ہی دیکھتے ہی دوسرے اس سے پڑ پڑا... یکھی جو بیٹا اس سے زیادہ ہی تھا! اس پہلا ہی گھونسے اسے صدر دروازے کے قریب لے گیا!...

کافر نہیں قریب پاشے جاتے والے دوسرے لوگ شاملاں اس کے ساتھی تھے اب وہ دراز قد

آدمی کی طرف چھپئے!... ادا پیچی خاصی جگہ شروع ہو گئی!

لوگ اپنی جگہوں سے اٹھا اٹھا کر دیوار کے قریب پہنچنے کی لکشش کرنے لگے... ایک دوسرے تو

کریں اچھتے گئی تھیں!

جو بیٹا بڑھ کا باختہ بکار کافر نہیں کی طرف گھپتی تھی! جیسا کہ ایسا شور ہاٹھا کر کان پڑی اور انہیں ساتھی دیتی تھی...!

وہ اپنی طرح جانتی تھی کہ وہ کافر نہیں قریب ہی زیادہ مخفوظہ رہیں گے وہ سب نے جھوٹا

رنے والے کو راتھا! اس پہنچے کو کافر نہیں کافر نہیں کی طرف تونڈ آئے دیتا۔ بلاہر ہے کہ وہ دیستہ ہزار کی ملکہ کا کوئی حمایتی سی رہا ہے!

پھر شاید کچھ ٹھیک ہوئے تھے جسی اسی کا ساقطہ دینے کی طلاقی تھی اور جھگڑا اس نے دلوں کو بال سے بامپ لکھا پڑا تھا!

”اوہ حلہ... اشکر، کار، طرف نکلا جدہ...“ وہ سب نے مانعہ سوئے کرایا!

”اوہ سہاپ کیسی باتیں کر بھی ہیں میٹم۔ میں انہیں دیکھ لیں گے! ایک لگ تھا!۔

”درخیں میں بچکو دنہنہیں کرتی؟“

”وہ آپ اس معاملے سے اگل بھی رہیں گے!“

”تمہیں بھی خطرات میں نہیں دیکھنا چاہتے!“

”ہو نہہ!۔ اس نے فیصلہ انہیں میر جنتش دی۔“

”نہیں گئی!“

”آپ اتنی جلدی نہیں کیوں ہو جاتی ہیں۔ کہی بڑے آنکھیز ہمارے گلاب ہیں۔

”میں اسے جیل بھاگ دوں گا۔ آپ دیکھنے جائیے...!“

جو بیٹا اس کی گلکوٹی کی طرف نہیں سی رہی تھی اس کا کافر نہیں نیزہ دناتھیں بھکر رہا تھا!

پورے ہال میں ایک لگ کے علاوہ اور کسی نے بھی دناتھیں نہیں ہوں رکھتے!

”بہر جان!...!“ ملکہ نے میل اس ان لے کر کہا۔ ایسے موقع پر مجھے اپنے معزز ٹکہ کوں

سے سخت شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے!“

”آپ نکر دیکھئے! ان کا علاج شاملاں دوست ہو جائے۔ ابھی کچھ دیر پہنچا ایک پیس افسیر

بھی ہال میں موجود تھا! وہ ان کے پیچے گیا ہے!“

”یہ بہت اچھا ہوا!۔“ وہ خوش ہو کر دی!

دوخون انگریزی ہی میں گلکوٹ کر رہے تھے اور غلطی پڑ گئے ان دلوں کو خاطب کر کے کہا!

آپ لوگ کچھ خیال نہ کیجئے! یہ سب یہاں کے شہ معمولی باتیں ہیں! لیکن میں انہیں تھیک کرنا

خوب جاتا ہوں!۔!“

”نہیں... نہیں... میں... میں... میں... میں...“

چھڑا گیڑا مٹ کر چلا گیا تھا...! جو جیسا عورس کر رہی تھی کہ وہ اسے نکھیوں سے دیکھتا رہا تھا!

”کیا یہ آدمی آپ کا منجر ہے!۔“ بیوی نے ملکہ سے پوچھا!

”وہ میانیں زد الہم زنات بھی کیا فرق پڑتا؟“

جو بیٹا دیکھا کر دیستہ ہاٹز کی ملکہ ان کی طرف آرہی ہے! قریب آکر اس نے کہا!

”ایسے موقع پر مجھے سخت شرمندگی ہوتی ہے؟“

”نشفیل ریکھنے والام!“ بڑھے تے اٹھ کر لی پھر تی انگریزی میں کہا!

”نشکر جناب! وہ بمعطف سوتی بولی؟ وہ ایک ساتھی جا گیر رہتا! سخت بغلی پرستی ہیں یہ لوگ!۔“

”بات کی سختی! جو لانے پوچھا!

”بیس ہو! اور بمعتزیز آدمی ہے۔ بیان قیام کرنے والی خاتیں کو پریشان کرتا ہے!“

”اوہ!۔ سخت بیس ہو! اپنے ٹھاٹھا مخفوظہ بولو!“

”لیکن ایک گرے اسی سبق دیتا ہے کہ نہیں گی سحر یاد رکھ کے گا!“

”کون ایک گر...!“ بیوی نے پوچھا۔

”وہ او اپنے بیوی کا رہا ہے!“

جو بیٹا سر اٹھا کر ساخت دیکھا! وہ دراز تدبیر شین انہیں کی طرف آرہا تھا جس نے

چھکڑا کر سو الوں کو باہر نکالا تھا!

وہ سرسرے ہی لمحے میں ہولیکا خاص طور پر اس کی طرف متوجہ ہوئا پڑا۔ کیونکہ اس کے

ہاتھوں میں سفید داستانے تھے!

”دیگر... دیگر... دیگر!“ ملکہ نے کہا اور دنوں سے بولی تے اگر آپ لوگوں کو

اعتراف نہ ہو؟“

”درخیں... نہیں... میں...“

ایک لگ تھے پوچھی کری سی سپنان کی!

”میں ان چھکڑوں سے تباہ ہوئی ہوں...“ بیوڑا مجھے کا دبابر بندھی کر دیتا پڑا تھا!۔

ملکہ نے تھکی تھکی سی آوازیں کہا!

”ہاں... کسی حد تک... درستار اکام توں بی رکھتی ہوں، اچھا نکریا وہ رکھتی ہوئی بولی!
بڑھے نے اٹھ کر اسے رخت کیا!
معقول ہوتا ہے۔ اس نے دوبارہ بیٹھنے ہوئے کہا! اس دردان میں وہ دلوں کھانا تھا
بھی ختم کر کچھ تھے!

”کھاتے کے بعد میں کافی کی خادی ہوں، جو لیا بولی!
مدھوڑ۔ مدھوڑ۔ بڑھے نے سر پر ہلا کپڑا درد کو اشارة سے بلا کافی کا آرڈر دیا!
چھوپیا سے بولا تھا اگر قیاس اخرا منہ زہر میں سکارا لگاؤں!
”بچھے کرنی اعتراف نہیں۔ میں نکارے ہیت بھتی چیز تھا رے اس چھوٹے سے
چھرے کے نئے تو رنگت پری مناسب رہے گی!
ستخنی سید وی سے میری ان خایروں کا مکملہ الرأیوں کی ذمہ داری مجھ پر عالم نہیں ہوتی۔
”بچھے افسوس ہے!

بڑھا مفہوم اندر میں سر ٹھاندار ہا۔ تھوڑی دیر بعد کافی آگئی!
”اور میں کافی خود نہیں بنائی۔ جو لیا سکا رکب بولی!
بڑھے کے ہزوں پر شفیق سی مکار اہمیت لذا آئی اور وہ خود ہی سپالیوں میں کافی
انٹیلے کا۔ جو دیا سپر رہی تھی کروت اچھا لگا۔ دھننا پر سفید دستانے یاد آئے
اور وہ سوچنے لگی کہ آخر غدران کو کس طرح مطلع کیا جائے!
دوپونک پڑی بڑھا اس سے اس کام پر پھر رہا تھا!
”فیکی لارڈیل۔ اس نے کہا اور پھر خیالات میں گمراہ گئی!

شام ہوئی تو پر بہرام سوار تھا اس پر معلم کے مطابق غدران کو دل گھٹھے اس کے ساتھ لے لیا
پڑے۔ اس کھجڑے کے نیڈی بہرام کے نکار طاقت تک تو پھٹا ہی تھا۔
لیکن آج ایسا معلوم ہوا تھا یہ یہ بہرام کچھ لاقوں کی طرف پہنچنے سے اس کی شکوہ دیکھی ہو!
”کہو۔ اتم نے میر اکام کر دیا تھا۔ اس نے نکل بیٹے میں پر چھا
”ہب۔ بالا۔ جھلکیوں نکلتا!
”کسی خلطا کو دی کر تو نہیں رہے دیا!
”اسے وہ... وہ ان شیطان کی طرح شہو مر معلوم ہوتا ہے! اور... اور... میری بھروسے
نہیں آیا کہ میں اسے کیا کھوں... کہیں میری اکیوں کا دھکو کر رہے ہو...!
”لیکی مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو؟
”وہ۔ وجہل۔?
”وجہل کیا۔ بتا تو جلدی سے۔ وہ جنم گئی!
”ذرا اپنے اسلووڑی تک تو پھٹے!
”بچھ بات بتا تو!
”اچھی نہیں۔ میرا ملیناں کے بغیر میں وہ بات زبان سے نکالوں گا!
”تم مجھے ترپ کرتے ہو؟ وہ چننا کاراٹی!
”دندر اس کر سے میں آئے جہاں اُستہ اس تھا دیر تھیں۔
”وہ بڑھے کے بنت کے سامنے ڈک گیا۔ اور اکیوں پھٹا پھٹا کر اسے دیکھتا رہا۔
”اُس کو کو کو گے بھیں یا۔

”اس سے دیکھ آئیے تا۔ ادا خاتوں کے چانے خانے میں دن بھر سلیمان ہتا ہے!“
”میں تھا اس ملائے میں جاناندھیں نہیں ہوتی۔“
”اچھی بات ہے! تو پھر اس پتھے گا۔ میرے ساتھ!
”میں میں چھاتر کر جب کی اس علاتت میں دیکھیے!
”اُسے تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔ پھر دیوار پا جائے اور برسنے میں پٹھے گا۔ نکاح دالا
اور غائب ہو جائیں۔ پھر کون دیکھے گا اپ کے؟
”اُس سے یہ اچھی نہیں ہے۔ بلکہ تمہیں تو وہ دیکھ چکا ہے!
”ویکھ چکا ہے تو کیا ہوا۔ ایک بار پھر وکھوں گا!
”دہنیں یہ مناسب نہ ہو گا۔ غواہ خواہ اس کے سامنے جانا جیکے ہیں!
”لیکوں ہا۔
”بجٹ نہ کرو۔ وہ سخت بیٹے میں بولی!
”بھی بہت اچھا!
”وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر کچھ کہنے والی تھی سکران ہاتھ اٹھا کر گولا اپر اپ
ایک جو بھی جائیے میں پتہ تھے میتا ہوں۔ وہ دوڑا نہیں کے رخ بھیتھا۔ آج بہتر بہ اسی نیکھیں گی!
”میں شکر بھی دیا تو انہیں نہیں جاؤں گی؟
”تو پھر کسی ایسے کے حاضر چلی جائیں یہ سے وہ پھانسنا ہو جاؤ!
”میری بھی ناہم ہے۔ میں اور کسی کو رکھا نہیں بن سکتی!
”لیکوں ہا۔
”پھر تم نے بحث شروع کی! اس نے اکیوں نکالیں اور سران اپنا منہ پھٹیے لگا!
”بھی بھی ہو گی۔ تھوڑی دیر تک پھر سچے رہنے کے بعد بولی!
”سچر لی!

”آپ شاید یقین رکھیں۔
”میں کوئی بیرونی پہنچوں گی بکھرے۔
”میر جیدل لا جبٹ ہے!
”لیکی مطلب ہا۔
”اس میں اور وجہل میں سر ٹھوڑی دیر تک نہیں۔ بلکہ نہیں۔ فرق ہے۔ وجہل اتنا یادہ بڑھا
ہیں جو مرتا۔ بڑھا تو ادا نہیں۔
”غمزان نے یہ بہرام کے پر شفیق کے آثار دیکھے اور اسے اخلاق اہمیت میں دیکھا دیا!
”تم مذاق تو نہیں کر رہے! اس نے کچھ دیر بعد پر پھا!
”آج تک بندگوں سے مذاق نہیں کیا!
”مکا ہا دھنلا کچھ تھی۔ میں تھیں بزرگ گلٹی ہوں!
”میکی تو نہیں ہیں۔ بلکہ میں بھکھا ہوں!
”میکوں کسی کھنچی ہوں اٹھوا کر چکرا دوں گی!
”تمہیں بھری بھیں اتنا کاپ کوکس طرح تو شکوں ہوں گا۔ یہ بھی بڑا مان جانے کے سے
انداز میں کہا!

وہ خاموش کھوڑی پارا ٹک سیکت گھوڑی تھی۔ یہ ہرے پر شفیق انگلی کے طبلے ٹھلات پا جانے کے
کچھ دیر بعد وہ بھرائی ہوئی اور ان میں بھلی میں نے وجہل کو آج تک نہیں دیکھا!
”پھر اپ ایسے آدمی کو دیں کیون میکی ہیں۔ اگرچھ کھاتے تو!
”مکا وہ تھیں اسی ہی آدمی لگا ہے!
”بہت تک تھوڑی شہر جائے جیسے تو پھر کو دیکھا رہ گتا ہے!
”وہ پھر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک پھر سچے رہنے کے بعد بولی!
”غمزان! ایک اتم کسی طرح اس کو بھی دھماکو گے!

کیا سچا لی؟"

دیمی فرازی مونچیں لگا کر شیر وانی پہنن لو گا۔ اور اسکے تبر تھیں ہرگلی بی۔ چند تھے۔"

وہ اڑھی مونچیں بامسخرے مسلم ہرگے اگر کسی نے...؟"

"اُرسے تو کیا دیسی ڈارجی ہو گی جس کے باہ تاروں میں پوشے جاتے اور جو عینک

کی طرح کافوں پر لٹکتی جاتی ہے؟"

"پھر کسی ہو گی؟"

"فرست کاس... بالکل صلی ولی؟"

"مگر اس مذکروں؟"

"ماڑے جناب! میرے کام میں ٹوڑے ہوتے تھے تو میں ہر میک اپ کرتا حساب کے؟"

"تو وہ اس قسم کی تو اُسی۔"

"اور کیا۔ گلوں پر سیدیش نکایا۔ باں چنکائے اور پھر تینپی سے درت کر لی۔ کافی

میک تکانی اور وحیدل کا بپ بھی میں نہ پچان سکتا"

"اُسی بات ہے! ان تھہاری کرتب بھی دیکھیں گے؟"

"ایک بات سمجھیں ہنین کتی۔؟"

"کیوں۔"

"وہ جیدل کو دیکھنے بغیر اپ نے اس بنت کا سانچہ کیسے بنایا تھا؟"

"جسے خود بھی یاد ہے۔ یہ تو دیکھنا چاہتی ہوں۔"

وہ یکنہ وحیدل اس بُت کی طرح کا ناہنین ہے؟"

"اچھا بات نہیں ردا ماغ مت چاہا؟"

"جی۔۔۔ بہت اچھا۔"

وہ سری بس مران نے میک زیر و کی فون کال پیسوں۔ وہ دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ یوں نے ایک ایسی کی نشان دہی کی ہے جو ہمتوں میں سفید و ستابے پہنے رہتے ہیں۔
ایک نام ہے۔ سیٹ ہارز کی لائک لائی ہے۔ باریٹ ہارز بی میں رہتا ہے۔
"میک ہے! اس کی گلگلی کراؤ۔ بروقت۔۔۔" مران نے اُن پیس میں کہا
"بہت بہتر جناب!"
"اُر کچھ۔۔۔"

"ہنس جناب۔۔۔" وہ سری طرف سے آوار آتی اور مران نے ریسیور کھدیا۔۔۔
آج اسے یہی بہرام کو وہار کے ملاحتے میں لے جانا تھا!
فون کی گلگلی پھر بھی اور میک زیر و کی آوار آتی تھیں خالی اسے تباہ کرنے جوں کی تھا کہ یہ ریشن ہے!
وہ سری طرف سے پھر میک زیر و کی آوار آتی تھیں خالی اسے تباہ کرنے جوں کی تھا کہ یہ ریشن ہے!

کہا اور ریسیور کیلیں پر پٹخ دیا۔
میک دس بجے وہ ایک یہی کیس سیت یہی بہرام کے لئے خانے میں پہنچ گیا تھا!
دیسیک اپ کیا تھا۔۔۔ اصلی بھی سے ٹیکر دیں لئے تھے!
"قُم آدمی ہو یا۔۔۔ یہی بہرام اسے پرچھیں نہوں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی کیون جمل پر اس
ہنیں کیا تھا!

"اب کیا وہ جسے پچان کے گا؟"
"مشکل ہی ہے۔۔۔ اُرسے اُر قم نے میرے سامنے ہی حصیں نہ بدلہ ہوتا تو میں بھی نہ پچان

وہ میکیں سے اس کرچا شے خانے کی طرف پہنچ رہے!
مران نے دیکھا وحیدل کھلے ہوئے دروازے سے صاف نظر کر رہا ہے۔ وہ آگے بڑھتے
ہے۔ مران کہتے ہوئے اُسکے آپ کا جان پھانپا چڑھ رہے۔۔۔ کہنے نظر کیا!

"ہاں۔۔۔ یہی بہرام نے بیس سانس لی۔

"کی خیال ہے رکھ کے!

"ہنیں آگے لکل چھو۔۔۔ میرے ندم لا کھوڑا رہے ہیں!

"میں سہارا دوں!

"ہنیں۔۔۔ میک ہے!

اس کی جانیں دلگھا سیٹ مران ہی خوس کر رہا تھا!

وہ اسی طرف پلتے ہوئے چائے خانے سے تقریباً ایک فرلانگ آگے نکل آئے!

"اب یہاں کوئی ٹھنگ کی دیکھنے کی جگہ ہو تو میں کچھ دیر دم لینا پسند کروں گی!

"اس عمرت کے پھر لکل پلتے۔۔۔ ایک چھوٹا سا کھٹے ہے۔۔۔

وہ پلتے رہے۔۔۔ زیادہ درہنیں جان پڑا تھا!

یکش صاف سخرا ثابت ہوا۔۔۔ یہاں کئی چھوٹے پھوٹے فیلیں کہیں بھی موجود تھے۔۔۔!

ایک خالی کیسین میں وہ جائیجھا!

"ویکھا اکپ نے!" مران نے پوچھا!

یہی بہرام نے اثبات میں سر ٹال دیتا تھا کچھ بولی ہنیں تھی۔۔۔ اس کے چہرے سے تھکنی

کا ہر ہو رہی تھی۔۔۔ بہوت شک تھا!

"کیا پہنچے پانی ملکوں؟" مران نے پوچھا!

"ہاں۔۔۔ اُوہ کراہی۔۔۔ اس دہا کراہی کی کھنکاڑی کہنا چاہیے۔۔۔ کیونکہ اداز میں زندگی ہنیں تھیں!

"کیا بیعت کھڑا رہا ہے؟" مران نے اظہار اندائز میں پوچھا!

سکتی۔۔۔ واقع قم کمال کے آدمی ہو جاؤ!

کافی دیکھ دوہنگ نادیوں سے اس کا جائزہ لیتی رہی!

"جگہ تھم ہی نہ اپنے کو دے گے!

"غائبی دار قریبیوں کا لہسن بیٹیں ہے یہ سے پاس؟"

"کون پوچھتا ہے؟" یہی بہرام نے اور عاقل سے کہا!

"ہ ایسا نہیں۔۔۔ ایسے حالات میں کتنے کب پوچھ میتھے ہیں؟"

"پھر میں تو ریکھن کر دیا یوں نہ کر سکوں گی!"

"اس وقت تک میں برقد پہنچ رہوں گا جب تک اپ کو راجو کریں گی۔"

"کیا بات ہوتی؟"

"بات۔۔۔" مران اپنی کھوڑی سہلنا ہو جاتا ہے اور اس بات تو میری سمجھیں بھی ہنیں آتی۔۔۔ یہے۔۔۔

جسے تھی اچھا۔۔۔ لگا کر کسی ٹاراٹی دار کوئی عورت رہا یہو کرے؟"

"و تم باقیوں میں وقت بہت ضائع کرتے ہو۔۔۔ اب ہیں پڑنا چاہتے؟"

"خیر۔۔۔ ہم میکی سے پیں گے۔۔۔" مران نے کہا!

اس وقت اس عمرت میں ان مددوں کے ملاحتے اور کسی نہیں تھا جو ہیئتکار کر شدید ہڈا دیا گیا تھا

وہ زیادہ ودرہنیں پڑے تھے کہ میک خالی میکی مل گئی!

یہی بہرام میکی میں ملٹھے جانے کے بعد بھی نقاب ڈالے رہی۔۔۔

"میکم۔۔۔" ہم پیچی پان کی ٹوپی بھل آئیں ہیں!۔۔۔" مران مددی پر ماٹھ پھیر کر دلا۔

اور یہی بہرام خیسے انہیں میں کھنکا کر خاموش ہو گئی!

اس کے بعد مران خالص مکھنی طرز میں قیانو کر ہیا یات دینے کا اور ہاف کے علا

میں پہنچ کر خاؤ کے چائے خانے سے تھوڑے تھاٹ پر میکی رکاوی تھی!

"یہاں میکیاں مل جاتی ہیں لہذا دکے رکھتے سے کیا فائدہ؟" مران بدلہ

”تم نے دیکھا وہ مرد و دیپاں تیز لایا ہی نہیں؟“
”ابھی دیکھا ہوں...“ عمران احتشام بولا۔
”نہیں... شہرو... شیک ہے...“
”وہ تو شیک ہے۔ لیکن اس نے آئندہ پری طرف کیوں نہیں نہیں؟“
”ختم کردے۔“ وہ بات اٹھا کر سیاری سے بولی، اور جھک کر کافی کی چکیاں لینے لگیں۔
عمران اسے فور سے دیکھ رہا تھا۔ انداز ایسا بھی تھا جسے معلوم کرنا چاہتا ہو کہ لوہا تپ گیا تھا۔
شیک اسی وقت لیڈی بہرام نے بھی سر اٹھایا اور سکارب بولی تیکا دیکھ رہے ہیں۔
”شان خدا۔“ جواب علا۔
”کیا مطلب؟“
”یعنی کہ آپ کے اتحادوں یاک ایسے کامی کا بتا دھلوادیا ہے آپ نے دیکھا گکہ مرتقا؟“
”وہ اپنے بھائی کو واس تھے کہ...“
”وہ نہیں صاحب... ایں تو وہ صندل حن عشق کردار ہوں گا!“
”وہ کاش اس عرض میں قاف بھی لگا سکو؟“
”دقاف... تفاف...“ عمران اس طرح بڑھایا جیسے اس کے پیچے کو سمجھنے کی کوشش
کر رہا ہو۔ پھر اسدا انداز میں سر ٹالا کر بیلات کجھیں نہیں آیا۔
”بالکل کوئی ہو۔ سبھی سمجھیں جیسے ہو!“
”میرت ذہن پر قو و حیدل سوار ہے!“
”یکوں بے۔ اس سکے پچھے کیوں پڑ چکے ہو؟“
”وہ پتہ نہیں کیوں اس کی صورت یاد کر کے خفتہ آتا ہے؟“
”کب تک آتا ہے گا...“
”جب تک... جب تک... اب کیا تباہ کر کب تک آتا ہے گا!“

”وہ بھی سمجھو...“ اب بے میں اکتا ہے سمجھتے میں تسلی پانی کے بیٹے کہا تھا!
عمران نے دیکھ کر اندر جلا جائیا۔
”پڑھے پانی...“ اور سچرکافی، دیپیٹ چکن سینڈ پیز...“ اس نے کہا اور دیکھ رہا تھا۔
”میں کچھ کھاؤں گی نہیں!“
”دیسری نزدیک پنک اٹھی ہے! اس تو ٹکوار دھوپ میں!“ عمران بولا۔ اس کی آزادی میں
چھکار سی حسوں ہوتی تھی۔
لیڈی بہرام سر جھکا تھے جیلی بھی۔ مخصوصی دی بعد عمران نے کہا یہ کیا آپ کراپی غلطی پر
انسوں ہے؟“
”دیکھیں غلطی...“ اور چوک کر اسے گھوڑے نے گیا۔
”یعنی کہ غلطی سے آپ نے اس بے ٹککم کا جسم خدا دیا؟“
مشتعل سی مسکراہٹ اس کے ہنوز میں پر فوادار ہوتی اور اس نے سر ڈال کر کہا۔ اور کیا۔
”یہ سمجھو... سنت تھافت ہوتی۔“
”اچھا ہی ہے کہ آپ اس بڑو دو کو اپنا کھنچتی ہیں!“ لیکن میں اس کے خلاف ہوں کہ اس
کی آنکھاں آپ اپنے... یعنی کر دہاں... دہاں... رکھ رہتی ہیں!“
”کہاں... چاہیے!“ لیڈی بہرام کی آنکھیں دھنٹا نہ رارت سے پچکیں!
”وہیں... ہیں ہیں ہیں...“ عمران سر جھکا کر شر میں انداز میں ہے!“
”دیا گیٹ...“
”آج اک اس نظر کے معنی میری سمجھیں نہیں آتے دردش...“
”دردش کیا...“
اتش میں دیسری کافی اور سینڈ پیز... سے کیا... بات جہاں تھی دیں رہ گئی۔
عمران نے خاموشی سے اس کے لئے کافی بنائی... اور لیڈی بہرام نے اس نے کہا۔

”دہوں میں رکر بانیں لکیا کر دیجھ سے؟“
”بی بان اور نہ آپ سیری تصویر بنا کر دم لگا ہیں گی!“
”اُس سے بھی زیادہ بُر ابتنائی کروں گی!“
”آج کے بعد سے پھر آپ سے نتاکون چو!“
”نہ کر دیکھو!“
”کیا کریں آپ؟“
”میں دیکھیتا اسکی کرمنہ دکھاتے کے قابل نہ رہو گے!“
”بائیں تو کیا یہ اُسی منظر برو جائے گی!“ عمران نے تاہم بھی پڑھ پھیر کر کہا!
”میں تم سے پوچھ کر جی۔ ہوں گی کہ حیدل سے کیوں خارج کھاتے ہو؟“
”غارو وہ خود کھاتے مرد وہ میں تو چکن سینڈ پیز کھارہ ہوں۔ الحمد للہ!“
”مجھ سے اڑتے کی کو روشنی نہ کرو!“
”پر کاٹ دیجئے!“
”میرا خیال ہے کہ میں یہی کروں گی!“
”تصویر بن کر...“ عمران نے خوش ہو کر پوچھا!
وہ کچھ نہ بولی کافی ختم کر پکتے کے بعد بھی اس کے انداز سے نہیں معلوم ہوتا خفا کہ وہ اٹھ
جانا چاہتی ہوا۔ نہایت الینان سے کرسی کی پشتکاٹہ تک گئی تھی۔ اور نیم دا انکھوں سے اسے
دیکھے جا رہی تھی!
”اوائی میں بھی اچھے لگتے ہوں...“ کچھ دیر بعد اس نے بھروسی ہوئی آدیزیں کہا۔ اس جو ٹوپی نہ ہوتی!
”قیض کیجھ لیڈی بہرام آج کے بعد سے پھر کسی نہ ملؤں کا آپ سے؟“
”میں کہ تو درستی ہوں... ایسا کر کے دیکھو!“
”کیا کریں آپ...“

”کوئی اور بات کرو!“
”اب آپ اس کے بہت کو برداز کر دیجئے؟“
”میکوں سمجھی امیں اپنی محنت کیوں ضائع کروں۔ بڑی محنت سے سانچھ تیار کرایا تھا!“
”خیر ختم کیجھے...“ میں اس کے تصور سے بھی اکتا ہیں۔ عمران اپنی کشیاں باتے کلکا۔
”اب تو میں کرو ہوں گی۔ خیر ختم کیوں خٹا ہو اس سے؟“
”باتا تو دیوال دیسری سمجھیں نہیں آتی!“
”اپنے ذہن کرٹوئے کی کوشش کرو!“
”یہ فن بھی نہیں آتا۔“
”میں کسافی!“
”ذہن کرٹوئا!“ بھجے میں معلوم کرذہن ہے کہاں۔ مختاری یعنان کھوپڑی میں
باتے میں! لیکن یہ بات میرے پتے نہیں پڑی!“
”پھر تپہارا کی خیال ہے!“
”تم جمعے میں ہوتا ہے!“
”وہ کیا شہرت ہے...“
”بُر بُر اسے اس سے بلاشبہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب بھوک زور سے گی ہو تو میں
روٹی کے ملادہ اور کچھ سچچے ہی نہیں سکتا!“
”وہی بجوت پڑوا!“ وہ مخفکانہ انداز میں بولی!
”ہ بالکل...“
”اُدہ۔ ہاں۔ تو قو و حیدل سے کیوں لفت کرنے لگے ہو؟ مجھ سے کیوں کہا تھا کہ اس
کی دیسری آنکھ بلاؤز کے گریبان میں نہ رکھا کروں؟“
”اُرے صاحب میرا کچھ چھوٹتے۔ دوچار گھوں کی یعنی انکھیں لکھا کر دیں کہا کیجھے ایر کیا گرتا ہے

عمرات کے چاہاں پر پیچ کر اس نے پھر جگنا چاہا!
”اپنے بچوں کی طرح — صندھیں کیا کرتے ..“ یلیڈی ہر ہم بولی ”تمہیں مزید کچھ وقت
میرے ساتھ گراہنا ہی پڑے گا۔“
”مرا بے صوت ..“ عمران کا نتیجہ ہوئی کہ ادازیں بولاں!
وہ اسے یہ دھنے نکال رکھنے ہی میں لائی تھی — اور اس ”بیت پیش“ کے ساتھ اس طرح
تن کو کھڑی ہو گئی تھی جیسے اس نے اسے گھنی دسے کہ اس کی انگاری اچھا دیا ہوا!
”زیادہ وحید ہے ..“ وہ اہمتر سے بڑا بڑا پھر عروزان کی طرف موکر بولی اُنھیاں
وہ حیدل کرنی اہم خصیت ہے!“
”اپ بہتر کچھ سکتی ہیں .. میں کیا جائیں؟“
”قد تم میرے درست ہو!“
”آپ ہمیں نے بنایا ہے ..“ درستہ میری درستی تو سر ہر ہم سے تھی!“
”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ..“ خوش برکاد دست بیوی کا دشمن ہنسنے ہو سکتا!
”ویسے ہی ہیو اُن لوگوں کی جان کی ذمہ ہوتی ہے!“
”خفاق نہیں ایں ایک مشپر سخیدگی سے گفتگو کا چاہا ہتھی ہوں چاہا
”ضرور کیجئے ..“
”میں چاہتی ہوں کہ تم اس وحیدل کے باسے میں پھان میں کرو!“
”اچھا ..“ وہ ہونقوں کی طرح منہ پھاڑ کر رکھا!
”اس طرح کہ اسے علم نہ ہونے پاشے — تمہارے نئے ممکن ہے کیونکہ تم بڑا اچھا
میک اُپ کر لیتے ہواؤ!“
”عمر میں پھان میں کس قسم کی کروں گا!“
”اس کا تعاقب کرو — یہ معلوم کرو کہ کہاں رہتا ہے۔ کس قسم کے وگوں

”یا تو بھر و وقت میرے ساتھ رہو گے یا شہر ہی پھر رہو گے ..“
”میں شہر پھر رہوں گا!“
”میرے ساتھ نہیں رہو گے!“
عمران نے لفی میں سر ٹالیا۔
”اچھا پڑا اٹھوا دہ اٹھتی ہوئی بڑی!
”بل تو لانے دیجئے دیکھو!“
”د کافٹری پر اداکر دیں گے!“
”پھر کافٹری پر بیل اداکر کے وہ باہر آئے تھے ..“ آدمی کھنے نہیں اس کردار رہنے کے
بعد بھی وہ کوئی نیکی نہ حاصل کر سکے!
”اب تو میں بڑی طرح تھک گئی ہوں!“ یلیڈی ہر ہم منہنائی!
” بتائیے میں کیا رکتا ہوں!“
”اڑے ... دیکھو ..“ وہ ایک گھوٹا گھاڑی!
”کل صح تک بخوبی گے!“ عمران نے منہناء کر کھا!
”آسے روکو کا سے ..“
عمران نے گھاڑی دا سے کرو اور دی!
اس طرح دہیل کا سفر ہے ہوا اور اس کے بعد وہ ایک بس اسٹاپ پر اتر گئے!
یہاں نیکی ملنے میں بھی دیرشتگی! — عمران نے چاہا مخاکہ وہ وہیں سے اگل
ہو جائے!—
”چیز نامکن ہے!“ یلیڈی ہر ہم بولی ”تمہیں میرے ساتھ چلانے پڑے گا!“
”اچھا جتنا بہ!“ عمران نے مردہ سی کہا ادازیں کہا اور اس کے ساتھ نیکی میں
میٹھی گیا!

میک اپ بیٹھی میٹھی تھا! .. اس نے عمران کی لفظی تھا کافٹری پر ہو جیا سپر جانے لگی!
جس وقت وہ ہاں میں داخل ہوا تھا ایک میٹھی بھی خالی نہیں تھی ابھی نظر کی تھیں تھا
نہیں تھی اس کے ساتھ ایک غیر علی بھی تھا!
عمران نے اس کی میٹھی کی طرف جانا تھا سب نہ سمجھا۔ یہ دیکھنے کا دنہ بھی طرف بڑھا چاہا گیا! ..
ریست بازی کی طبقہ سبوات کے جھٹپر علیکی ہوئی تھی! اس نے سر اٹھا کر عمران کی طرف
ویکھا اور پھر بال میں چاہوں طرف نظر دیا اور ایک آپ اسی پر مچھل جانچنے جانچنے کو کوئی
اعترض نہ ہو گا! ..
باتی ہوئی میٹھی پر اس کی آدمی تھا! عمران اس کا تھکریہ دکا کر کے میٹھی کی طرف بڑھا!
اور قریب پہنچ کر طویل سافنی! یکوں نکدیہ دی جو کھو سکتا تھا جس کے لئے وہ یہاں آیا .. تھا۔
اس کے ہونقوں میں دستائے تھے اور وہ یہ ریضاں یہی معلوم ہوتا تھا!
”آپ کی اجازت ہے!“ عمران نے کسی کھلاتے ہوئے کہا!
”دھر دو .. دھر دو ..“ جواب للا۔ یکنہ بھر میں بے تعلقی تھی!
”نہیں اگر اپ اچھا نہ سمجھیں تو میں کافٹری پر کھڑے ہو کر کھاؤں گا!“
”میں نے کہہ دیا تھا مجھے کوئی اعزاز نہیں!“
”ٹھکریہ ٹھکریہ .. تو پھر آپ بھی کھائیے میرے ساتھ!“
”میں یہاں پھان نہیں ہوں۔ بلکہ یہیں کام کرتا ہوں!“
”کیا کام کرتے ہیں“ عمران نے اچھا نہ اھلائیں پوچھا!
”ہمیں جیسوں کی خرگری!“ بے حد تھے مجھے میں جواب لایا جس تھی سے بہرماج آدمی صلیب اپنے تھا!

”میں احتساب میلتا ہے!“
”اُسے وہ مرد و فریڈیں بھیش دیں بھیمار ہتا ہے .. اس چانے خانے میں ...!“
”دن رات تو بھیمار ہتا ہو گا ..“ اپنا ایک دن میرے سے شے ببار کرد۔ سب کچھ معلوم
ہو چاہئے گا! ..
”آپ آپ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہیں؟“
”مرتے دم تک نہیں!“
”تو پھر کرو گے میرا ہم؟“
”ضرور کروں گا!“
”میں اپنے ملنا!“
”میں تھکریہ شکر گردار ہوں گی۔ یقین کرو میری درستی مادی طور پر بھی تمہارے نے سوہنے
ثابت ہو گی! میں اپنے دوستوں پر بے تھا شہر تھری کری ہوں!“
”عمران اس طرح سر ٹالتا رہ جیسے اس کی باقیں اپنی طرح فہر نشین کر رہا ہو!“
”بس اب جاؤ! میں تھمیں زیادہ بور نہیں کرنا چاہتی۔ مل رات مقررہ وقت پر
مجھے بھیں ملنا!“
”عمران نے سعادت مندانہ اہلائیں میں سر کو جنہش دی تھی!
”میں یہاں پھان نہیں ہوں۔ بلکہ یہیں کام کرتا ہوں!“

"یوہ بھی جناب! دراصل میں ہی اُتھے ہوں؟"
 "اعلان کرنے کی مددوت نہیں! وہ تکڑا اکڑوں!
 "بھی بہت بہتر! اپنے عواد کو اُتو بھی نہ کہوں کہا! عمران نے فیصلہ پیدھے میں کہا!
 "تو یہ میں خطا گئے کی کیا بات ہے؟"
 "نہیں! جناب ایس سواب پکھنے کے اکیں بھاگا! ہو جائے میں پر دیر میں کسی سے لفڑی نہیں کرتا!
 "سال میں کتنے اندھے دیتے ہیں آپ!
 "بھی! — عمران نے تجھاں اہلخانہ میں پلکیں بھپکائیں! پھر اسے باقاعدہ طور پر غصہ
 آجائے کی ایکٹنگ کری پڑی۔
 "بھی! — ایکٹنگ کرایا۔
 "میں کھانا ختم کروں! تو پھر اس کروں آپ سے؟
 "آنچی دیر میں ہاصندھ خراب ہو جائے گا، آپ گا..."
 عمران پکھنے بولا ابتدہ جلدی کھانے لگا! تھا!
 کھانا ختم کر کے اس نے ایڈگر کو گھوڑا نشروع کیا! اب تر ایڈگر کے بھی تیورا پھٹھنیں تھے!
 "واقعی لڑنا ہے؟ اس نے پوچھا!
 "باکل! — عمران کا بھر منٹ تھا!
 "ایچا تو چلو بارہ!
 "بامہر کیوں؟
 "یہاں افرادی پیلسے کی اونٹ بخت کی بھانی ہو گی!
 "چھاٹھیں بولیں! اور کوئوں! عمران نے کوئی کوئی نہیں بھی کھانے لئے ہوئے کہا!
 "وہ بھی میں ہی ادا کر دیں گا۔ بن تم باہر پل کریں ہے! قلعوں مار کھاؤ!
 "یہ بات ہے! عمران کے سخن پھر نہیں گئے۔

"ٹنکریہ اٹکیے؟
 ایک دیر میں کی طرف آ رہا تھا! عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 "چکن سوب اور ملائیشیہ! اس نے دیکھ سے کہا! اندھی ریت دیر میں سرگستہ ہوا چلا گیا!
 عمران نے پھر ادھر ادھر کی باتوں سے اس کا جماعت چانداش روایت کر دیا۔
 "معاف کیجئے! ایڈگر نے اخونگوار بھی میں کہا! غالباً آپ یہ بھول گئے ہیں، ہم دنوں
 ایک دوسرے کے لئے بالکل بھتی ہیں!
 "ایمی ایمیٹس بھی دیر ہوئی جاتی ہے۔ ہر آدمی دوسرے کے لئے بھتی ہے لیکن جب
 دو آدمیں بیٹھتے ہیں تو دوسرے دن وہ دوست کہلاتے ہیں۔"
 "دوست بیٹل کے معاہدے میں ہوتے ہیں جناب ہوں میں!
 "یہ تو ادھر پہنچ گئی بات ہے۔ جناب لوگ مجھے بہت پسند ہیں!
 "اچھا بخاومشی سے کھانا کھائیے!
 دی سڑ طلب کی ہوئی چریں میر پر لگا کر رہا تھا! —
 "میرے سے شے بہت مخلک ہے کھاتے وقت اگر بولتا رہوں تو احمد خراب ہو جاتا ہے!
 کوئی موجود نہیں ہوتا تو کام اپناتھا ہے!
 "میں نے آپ کو یہاں پہنچے ہیں دیکھا ہے!
 "آپ بھیک کیتھے ہیں میں سردار گھوڑے میں رہتا ہوں! پاگل کے نے کام تھا جو ادھر جلا
 گیا۔ مانندی یہ... ہوئے..."
 "خوب! تو آپ کویہ سفر پنڈ نہیں آیا!
 "ارے کوئی بات بھی ہو! جھلا آنار قیادیہ بھی کوئی دیکھنے کی پسند ہیں! مجھے زمان دو گوں
 پر غصہ آتا ہے جو اثمار قیادیہ کے لئے کھدا فی کرتے ہیں..."
 "بگروں خصراً تھے بناب!
 "بگروں خصراً تھے بناب!

دہاٹھ گیا! اور بولاتے پڑا میں بھی دیکھوں کتنا بس جی سے قمیں!
 دو قوں ہاں سے نکل کر بار آمدے ہیں آئے! پھر پر پر جیں اڑگنے! ایڈگر نے کہا!
 ذرا آگے ہیں کر زندگانی کیں گے دہنے...!
 بات پوری ہیں ہر قنی تھی کہ عمران کا یارِ عالم اس کی کرسے جانکا!
 یہ بولو بولہ میلے! اس نے آہست سے کہا! خاومشی سے چلتے ہو! درد سرکار کا
 ہوا ہے کسی کو کافیں کام خبر ہو گئی!
 "کیا مطلب? — ایڈگر چلتے چلتے رک گیا! میکن بے حس درد کت کھدا رہا!
 "میں ہیں ڈھیر کر دوں گا۔ دندن چلتے رہو!
 "بھاہام اسی جاگیر دا سکے آدمی ہو جس سے کل جھگڑا ہوا تھا!
 "میں کہہ رہا ہوں چلتے رہو!
 "چلو! ہاں نے لاپرواں سے شاون کو جنمیش دی! اگر میں غائب ہو گیا تو اسی
 سو رکے پنچے کی گردن پکڑی جائے گی!
 وہ پھر چلتے گا! —
 ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی وین کے قریب پہنچ کر عمران نے اس کو رکھنے کو کہا اور
 وہ بڑھی بے جگہی سے پلٹ پڑا۔ اگر صرف ماروانا ہوتا تو اس وقت عمران نے
 سردار کا ٹھیک ہضور دبایا ہوتا! —
 بیوالو کو حب میں ڈالتے ڈالتے اس کا ایک گھوٹنہ برداشت کرنا پڑا
 عمران کے سماں ٹھیک کوئی اور ہوتا تو یہ گھوٹنہ اسے کئی قدم پچھے لے گیا ہوتا! —
 جو ای ٹھوٹنے ایڈگر کی کنٹی پر پڑا تھا! اس کے سر پر کھوڑا گئے۔ درد سر ٹھوڑی پر پڑا۔
 اور دلوں ہاتھوں سے مت دباۓ ہوتے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا!
 وین کا پھیلا دروازہ کھلا اور کیٹن خاوفنے نیچے اتر کر اسے سنبھال لیا۔

خاومشی سے گاڑی میں ٹھیک ہوئے! — عمران ایڈگر کو ٹھوک رہی دکھتا ہوا غریباً!
 ٹھوکری پر پڑتے والے گھوٹنے نے اسے خون مٹو کئے پر جو کر دیا تھا! خادر نے اس
 کی بٹوں میں ہاتھوں سے کراستے اٹھایا اور دین کے پچھلے دروازے سے اسے اندر بخانے
 کی کوشش کرنے لگا۔
 "ٹھڑو... ٹھڑو... — ران پر ایک فالر کشے دیتا ہوں ٹھیک ہو جائے گا! عمران نے
 خادر سے کہا! اور ایڈگر بکھار کر گاڑی میں داخل ہو گیا! —
 عمران نے اسٹریکٹ بنہالا۔ اور گاڑی تیز فشار سے ٹھر کی طرف رہا ہو گئی!
 عمران نے بندہ گاڑی میں خادر کو خاٹھ بکر کے کہا! اگر یہ شور چاٹنے کی کوشش کرے تو
 بے دریغ اس کی کمپنی پر فارک دینا!
 "بہت اچھا... — خادر کی آذان آئی۔
 گاڑی تیز فشار سے شہر کی جانب بڑھتی رہی تھی اسی شہر پر پڑ کر اس کا سرخ داشن منزل
 کی طرف ہو گیا!
 ٹھوٹنی دیر بعد ایڈگر داشن منزل کے ساونڈ پروف کرے میں منتظر آیا تھا!
 اور ہے ہوش! خادر نے اسے ہوش میں بینیں رہنے دیا تھا! اس کی دنیبنت! عمران
 کی دھمکی اگر بینیں ہوئی تھی! ایڈگر کو شور ہڑو چاٹتا۔
 کچھ دیر بعد عمران ساونڈ پروف کرے میں داخل ہوا اب وہ یہ اپنی بیٹھنے بھی پھر دیکھا
 دی کسی سیاں شے میں رہنی تکر کے ایڈگر کی تاک کے قریب گیا اور کچھ دیکھا
 پڑیں گے!... ایڈگر اکھوں کے پوٹے ترکت کرنے لگے تھے! پھر نہ تنے بھی پھر دیکھا
 اور آنکھیں آہستہ آہستہ کھینچ لیں!
 پسند نہ کر آنکھیں چالنا رہا پھر اٹھ بیٹھا! عمران پر نظر پڑی۔ اس نے اسے غور
 سے دیکھا اور اس کا پنجھا ہونٹ پھوڑنے لگا!

مکار نے کی کوشش سنتا ہوا فرلاشت ہو سکتا ہے۔ کبھی بھی ہو گا۔ ہم دونوں اکثر ساختہ پڑتے
خچھا لیکن پوچھس نے تو دستائے کا ذکر کرے ہٹپن کیا ہے?
”بھی پوچھس ہٹپن ہوں! دستائے میرے پاس ہے!
”تم کون ہو؟“

”وہی جو نادین کو انھوں نے گلیا تھا۔ تمہاری ساری راکیاں انھوں کا تم لوگوں کے
کارڈ بار کی وجہ سے میرے کارڈ بار کو دھکا لگا ہے! اسے میں کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتا!
”اوہ۔“

”تم لوگوں سے پہلے میں ہی آفسروں کو رکایاں پہلائی کرتا تھا!“

”وہ تم اب بھی کر سکتے ہو!“ ایکر نے خود کی مظاہر کیا!

”ہٹپن...“ گران خیلے ہیں میں بولات تھم لوگوں کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے!“

”میں تھیں یعنی ہٹپن کر سکتا ہے!
”میں ہٹپن ہٹپن کر سکتا ہے!
”دو تھوڑے بھروسی ہے!
”ایکر نے شک پہنچا ہے میں کہا!

”کوئی بھروسی ہٹپن ہے! تھیں ہیں! تھیں ہیں! تھیں ہیں! تھیں ہیں!“

”کیا طلب؟“

”تم قاتل ہو۔ رام سنگھ کے قاتل۔“

”یہ کوئاں ہے؟“

”اس دن تمہیں آؤں گا تو تم اسے نقل کرے جاؤ گئے تھے۔“

”کہاں مکروں ہے؟“

”تم اپنے بائیں پاٹھکا وستاں کا لاری ہی میں چھوڑ گئے تھے!“

”میں کہاں ہوں۔ جھچھے یہاں کون لا یا ہے؟“

”نہ... ہٹپن... میں ہٹپن جاتا تم کون ہو؟“

”اوہ... ہم پھر ہبک گئے!“

”میں کہاں ہوں۔ جھچھے یہاں کون لا یا ہے؟“

”میں لیا ہوں۔ ایکر دیکھو۔“

”گران نے پلاٹک کی معنوی ٹاک اپنی ٹاک پر فٹ کر کے اسے دکھائی۔“

”تم کون ہو؟“

”کیا رام سنگھ نے تھیں ہٹپن بتایا تھا کہ میں کون ہوں۔“

”کون ہوں؟“

”تمہاری روکیوں کا دلال۔ اور کچھ؟“

”ایکر خاموش سے اسے گھوڑا تارا پھر بولائے تم کیا چاہتے ہو؟...“

”بھالا ایک ایسے شخص سے میں کیا چاہوں گا جو چھانپ پر لکایا جائے والا ہو۔“

”کیا طلب؟“

”تم قاتل ہو۔ رام سنگھ کے قاتل۔“

”یہ کوئاں ہے؟“

”کہاں مکروں ہے؟“

”سراسر مکروں ہے؟“

”تم اپنے بائیں پاٹھکا وستاں کا لاری ہی میں چھوڑ گئے تھے!“

گران نے اس کے پھر سے پسروں کی مخصوصی کی۔ لیکن اس نے پھر سنبھالا لیا اور

ایکر نے اس کی صرف گھرگاہ کیجاں زرش سے اٹھنے کی کوشش ہٹپن کی۔

”تم جواب درجے۔ تمہارے جسم کی سادی ہٹپن اپنے بڑوں سے اگل ہو جائی گے!“

”تم بھر سے کیا پوچھو گئے؟“

”بھوکچھی پوچھو!“

”اگر بھر صدوم ہو گا تو مزدوج جواب دوں گا!“

”تیلہی بھر!“ کاریٹ ہڈنے کی تعلق ہے؟

”ال... تیلہی بھر۔“

”اہ۔ جلد جواب درجے۔“ اپنے پوچھنے کے حوالے کر دیا تو منتوں بولنے ہی کوئی سوگ ہے۔

”تھت... تم کون ہو؟“

”ایک بہت بڑا ایک میلا۔“

”تیلہی بھر! اسی ریاست اضافی اصل بھی ہے لیکن تم اس کے خلاف کوئی ثابت بھی نہ

پہنچا سکرے گے!“

”ٹھیک! ایسے کپی بات بنا تھے تو تم نے؟“

”اے! ہڈیوں کے بارے میں بتائیا!“

”ووکیوں کے بارے میں بھی دھی بتائے گئے!“

”میں صرف ہڈیوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں!“

”میں نہ کہہ تو دیکھ رکھیوں کے بارے میں...“

”مکروں ہٹپن!“

”میں کس طرح یعنی دلاؤں!“

”تم نے رام ٹھکر کر کیوں مار ڈالا۔“

”میں اسے ہٹپن مانتا چاہتا تھا۔ میں نے تمہارا شاترا لیا تھا۔ لیکن اس نے

”تو پھر تمہیں زندگی بھر ہٹپن قید رہنا پڑے گا۔ یا پھر میں خود ہی تمہیں پھانسی رید ہو گا۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں کہ...“

”رام سنگھ کے تھیں کا اعزاز تو تمہیں کرنا ہی پڑتے گا! تم نے محوس کیا تھا کہ وہ میرے

تھا! میں آجائے گا اب تھم اسے نقل کرے جاؤ گئے تھیں یوں کرتا پڑا کہ دھجے تھما رایا

ماٹیوں کا کوئی بیکت بڑا راز بتا دیتا۔“

”ایکر نے شک ہٹپن پر زبان پھیر کی اور تھوک نکل کر رہا گیا!“

”ہاں تو... تھیں تھری دیتی ہی پڑتے گئی۔“ گران ایک ایک لفظ پڑوڑے کر بولا۔

”پھر اس کے بعد?“

”اس کے بعد جو بھر بھی ہو گا تمہارے حق میں ایچھا ہی ہو گا!“

”میں نیا رہوں!— مگر اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم اپنے وعدے سے پھرنا جاؤ گے؟“

”کیا دعہ؟“

”یہی کہ تھری دیتے کے بعد تم مجھے رہا کر دو گے!“

”میں تے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا!“

” تو پھر میں تھری ہٹپن دے سکتا!“

گران نے بھر پر تھپٹوں کے گاہ پر سید کر دیا۔ پہنچا بکارہ گیا پھر جھیٹ

پڑا۔ چھٹا کیا تھا بس اپنی شامت کر کر اسے بیٹھا تھا! گران نے اسے گھوڑوں پر

رکھ دیا اور کے لیختا سڑک رکھتا ہی پڑا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کے ساتھ کی شیشیں ہوں۔

وہ منٹ کے اندر ہی اندر وہ بے دم ہو گر گیا۔ لیکن اکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس

ٹرخ پکیں جھسکارہ تھے کچھ سچائی نہ دیتا ہو!“

گران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ کبھی کبھی ٹھری بھی دیکھتا رہا۔

ذخیرہ اس نے کوئی خلی آوازیں کہا! میں تم سے بکھر پکھر کر کیا مجھ بواب دو گے۔ ایک

میرا ہاتھ پکو لیا۔ اسی وقت آنکھ سے تریکھ دب گیا!

”تم پھر اڑنے کی کوشش کر رہے ہو رام سنگھ بھے باڈیں کے افواہ کندہ کی میت سے جانتا تھا! جھلاتم باڈیں کی بازیا نی کے لیکھی کیے مارڈا ہے؟“

میرا پتہ نہیں کیوں میرا دماغِ اٹھ گیا تھا تھیں بیوی اور کی بینجیں دیکھ کر!

”ایک اگر اتمیں بتانا پڑتے گا... درستہ ہیں کہیں تمباری تبریجیں جائے گی!“

”تم ملک میل ہو!“

”ہاں!“ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا!

”دیکھ میکر کسی راڑ کی تیمت چاہتا ہے۔ ابنا تم قیمت مقرر کر سکتے ہو امیں ہیں یہ کھکھ کر بھی دے سکتا ہوں کہ رام سنگھ میری گولی سے بلاک ہوا تھا!“

”بچھے حرف باڈیں سے پڑپی ہے؟“

”اُور وہ تمہارے قبیلے میں بھی موجود ہے؟“

”بالکل ہے!“

”بس ترکوواتے اپنے پاس اہم اسی سے پوچھو! میں تو کچھ نہیں جانتا!“

”اپنی بات ہے! تو اب میں نہیں بھی اپنے بھی پاس کھوں گا!“

”اس سے کیا خانہ ہو گا!“

”تو ماڈیں بھی سے کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟“

”ایک پکھڑو لا!“

ماڈیں بست نوش تھی! لیکن صدر عسوں کرتا تھا! چیزیں اس نے وہ خوشی اپنے اور پیدا روتی لدار کھنچی ہوا دیئے وہ اب اپنی موجودہ حالت کے باسے میں غصیٰ انتکو نہیں کرتی تھی۔ ایسا کتابیتے سا بابا سال سے اسی کے ساتھ تھی آئی ہو!

البتہ خام ہوتے ہی کچھ بے چین سی نظر آتے تھتی۔ اس کا حل صدر تھیں نکلا مخاکرات لئے ملک مختلف تفریج کا ہوں کے چک لکاتے جائیں۔

اسی وقت رات کے قبیلے تھے ایڈیون ٹکب کے ہاں میں بیٹوں اور ماڈیں بھری دیکھیں ہیں!

سوائے اسپارٹ لائٹ کے اور کی کی روشنی ہاں میں ہیں تھیں! رقص کرنے والیوں کے ساتھ ہی ساتھ تینوں اسپارٹ لائٹیں بھی گردش کر رہی تھیں! کبھی تاشائیوں پر بھی روشنی پڑ جاتی؛ ایسے ہی ایک موقع پر ماڈیں بھری طرح پڑ گئی تھیں! اور پھر اس تے کافی ہوئی آوازیں کہاں پہلو۔

”آٹھو! اجلدی!... میرے خدا... اٹھو بھی...“

میگوں کیا بات ہے!“ صدر نے پوچھا!

”بانوں میں وقت نہ گنواؤ ورنہ پہنچتا اوگے!“

”آخر کچھ بتاؤ بھی قو!“ صدر تھجھلا دیا!

”خطرہ ہے یہاں چاہا سے تے۔ خدا راجح شکری!“

”اچھا اپنواٹھو!“

وہ دو قوں اندر کراپنے لئے راستہ بناتے رہتے ہاں میں بھری تھی! میزین

کے درمیان بھی لوگ کھلتے ہوئے تھے!

صدر دروازے کا پرداہ ہٹا کر وہ باہر نکلے باڈیں کی رفتار بہت تیز تھی سب

تے پیٹے سائنس پڑتے والی طیکی میں وہ بیٹھ گئی!

”آخر کہاں چنا ہے؟“ صدر بھی اس کے قریب بیٹھا ہوا بولا۔

”ہیں بھی چلو!“ پس تو ہیں یہ دیکھنا ہے کہ کئی ہمارا تعاب تو نہیں کرتا!

”وہم تو نہیں ہو اتھیں!“

”ابھی حکوم ہو جانا ہے! باڈیں لے کیا اور مراد کھاڑی کے عقبی روشن دان سے

باہر دیکھنے لگی!

مرٹک سنان نہیں تھیں اپنی دوڑک کاڑیاں اور موڑا سائلین خدا رہی تھیں!

وقتاً وہ بولی تے ہاں۔ ہمارا تعاب کیا جا رہا ہے؟

”کیا کوئی جاناسچونا چہرہ ہے؟“ صدر نے پوچھا!

”سر ہر نہ کیسے کہہ سکتی تھی!“

”بچھے بھی بتاؤ!“

”وہ دیکھو... موڑا سائلک پر سیاہ سوٹ دالا!“

”تو یہ تمہارے ان خلڑاک دوستوں میں سے بت جن کا تذکرہ تم کرتی ہو...?“

”ہاں!“

”یہ تو بڑی اپنی بات ہوئی!“ صدر خوش ہو کر بولا۔

”کیا اپنی بات ہوئی؟“

”اب میں اپنیں دیکھوں گا!“

”ارسے اس پیکر میں نہ پڑو! اپنی جان بچانے کی کوشش کرو!“

”اب ہم گھر والپیں چلیں گا!“

"اوہ... اے صدر نیکی سے اڑ کر بہت کی طرف چھٹا ہی تھا کہ ماؤ لین

تے اس کا پا تھوڑا لیا!

"بیتاں ہے ماؤ لین۔ اب تو تم کاڑی میں بیٹھی رہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں!"

"صادر خدا کے لئے...!"

لیکن اتنی دیر میں صدر اس سے با تھوڑا اکرہت میں داخل ہو چکا تھا!

گراں ہے... اگر لاشیں چیزوں کا پیکٹ پھاتی ہوں نظر آکتیں تو ایسے تھیا

گران کی لاش باور کیا جائے تھا۔ وہ تو مکارا بھی تھا اور صدر کو آنکھ بھجا ہاری

تھی!

"اے صدر بھنگلا گیا!

"آخر اس کا کیا مطلب ہے؟"

"آنکھ مارتے کا؟ گران نے پوچھا!

"میں نہ اس کے مودو میں نہیں ہوں!"

"اور میں سوت بند کی میں ہوں! اے صدر سے ساخت!" گران اس کا انکھ پکڑا

ہٹ کے سنبھل دوڑنے کی طرف بڑھا!

"یعنی کہ... وہ...!"

"شٹ اپ۔ اے!" گران اس کے چھپتے ہوا عینی دروانے کی طرف بڑھتا رہا!

بالآخر دہاہر گلی میں آنکھے... یہاں ایک موڑ سائکل موجود تھی!

"چلو ٹھپٹ پھٹے!" گران سیٹ پر ڈھپٹا ہوا بولا۔

"یعنی! تو اس سیں چھوڑ جائیں گے!"

"نہیں نہیں! اسی بادے کانے کے ساتھ واپس آکر اسے بھی سے چھین گے!"

"میں نہیں سمجھ سکتا!"

"ٹھپٹو!... گران غرابا!

اس کی اطلاع دے گا!"

"ای بھی تو سوچ کر اگریسا میں میرے بھی کسی روت سے ملاقات ہوئی تو کیا ہو گا!"

"اب میں انتباہ بھی نہیں ہوں کہ میری عدم موجودگی میں میرے اوسمیں کے

علاوہ کوئی اور بھی داخل ہو سکے!"

"اچھی بات ہے! ماؤ لین نے طوبی سافس لی اور سیٹ کی پشت گاہ

ستک گئی ہے!"

صدر نے بالکل ہٹ کے سامنے گاڑی روکتی تھی۔ اتنا تھا کہ سیوالی

موڑ سائکل آگے بڑھی پلی گئی۔

"میں بہت پریشان ہوں صدر!... تم خطرے میں ہو... اچھا میں یہاں

اتری جاتی ہوں... تم دیسیں جاؤ!"

"اچھا نہ میری شرمباری... ایسا کو کچھ سرف قم ہی اندر جاؤ... اگر قمر ایسا پلی

آئیں تو میں سمجھنے کا کیا تو ہٹ خالی ہے یا میرا کوئی آدمی موجود ہے اور اگر قمیں

دیر ہو گئی تو پھر میں سوچوں گاہ کی مجھے کیا کہا چاہیے!"

ماڈلین کس قدر پچھا تھی! لیکن بھرہٹ میں داخل ہو گئی تھی۔

صدر نیکی میں بیٹھا رہا تھا!

وہ فٹاں تے دوڑتے ہوئے ہدوں کی چاپ سی اے موڑ پر ہٹکر کھاہی

تھاکر ماڈلین قریب اک رانپتی ہوئی بوئی... وہاں... وہاں... تو ایک لاش ہے!

"لاش! اس کی! اے کسی لاش؟"

"تمہارا ہی آدمی ہے! وہی جو اس رات آیا تھا!"

"وہ... یعنی کوہ... اے صدر! ہٹکا یا!

"ہاں... ہاں... وہی جو تھر راست پا کر رستے لا باختا!"

لائچ کے بروت میں آجائتے کے بعد صدر نے پوچھا تھا کیا مجھے یہ بھی نہ معلوم ہو

کہ کجا کہ اب میں کہاں سے جایا جا رہا ہوں؟

گران بڑی سمجھ آزاد میں بولا! مجھے احساس ہے کہ تم پر بڑا ظلم ہوا ہے۔

"اب اپ اس بات کو اور زیادہ الجھا رہتے ہیں؟"

"ہنس کبھی کبھی بیٹھے دوسروں کے بارے میں سوچنا ہی پڑتا ہے... اس دوران

میں تھیں بھی اس سے بہمندی ہو گئی ہو گی!"

"اے بھی ہو گئی تھی مجھ سے! اس وقت اپنے آدمیوں میں سے کسی کو دیکھا تھا

اور مجھے فراہ مطلع کر دیا تھا! تم جہاں بیٹھے تھے تھا اس سے اٹھ گئے تھے اسی کو تھوڑی تھی!

صدر کو کھافی اگئی اور جملہ پورا نہ کر سکا!

"کیمی تو ہے!"

"امدانہ کیا جاتے کہ اس نے بھی بھی دیکھ دیا ہے یا نہیں؟ نیکی کے

ایک دسری تفریح کاہ کی طرف پڑتے تھے۔ اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ ایک

موڑ سائکل سوار تھا کہ رہا ہے یہ وہی آدمی تھا کہ اس نے کلب میں

دیکھا تھا! میں نے کہا اکہ ہیں ہٹ میں واپس پہنچا چاہیے۔ لیکن وہ کہتا رہی کہ

ہنس ہیں کہیں کھلی میں رات ہو رہی ہے!

"تم ہٹ میں کہوں واپس آنا چاہتے ہے؟"

آپ کے کہنے کے مطابق عجی اٹھنا نہ تھا کہ اسی تھی بھی خاطر نہ ہوں گے

انہیں بھی اس تھا کہ کام ہو گیا تھا! الہادا ان میں سے کوئی نہ کوئی مجھے ہٹ میں

خود ملے گا اور اسی سے مجھے یہی سوم ہو سکے کہ اس مجھے کیا تھا ہے؟

"غوب! اے گران بر را کر رہ گیا!

"لیکن... میری بھی نہیں آتا... اے صدر! تھکا کہ پیشی ملنے والا!

صدر شدید ترین جلاہٹ میں بستا ہوتے کے باوجود بھی اس کے کہنے کے خوف حکر کے

موڑ سائکل فرائی سے بھری ہوئی آگے بلند گئی! صدر تھکی زیادتی کی بنادر بالکل

خاوش ہو گیا تھا!

چھوڑ سائکل دوسرا جانب والے ساحل پر رکی تھی اور گران تے صدر کو

اترنے کے لیے کہا تھا!

"میں نہیں سمجھ سکتا! اس نے ایک بد پھر کچھ کہنے کی کوشش کی!

"ہوں... ہوں... شیک ہے! دہ دیکھو ساتھ لائچ ہے! اس میں

چاکر سعادت مند پھوپھو کی طرح بیٹھ جاؤ!

"لائچی اس کا یہ مطلب ہے کہ..."

"خدا غافت کرے تمہارے جیسے کہتا ہوں جا کر لائچ میں بیٹھ جاؤ!

"میں نہ سے دھوکر ہیں دے کتا گران صاحب!"

"تاب... باش! ا تو کوئی مکمل کر دیا تم نے۔"

"میں کہتا ہوں!"

"اور میں کہتا ہوں کہیں کہاٹکارہ کر ہو گی سے لائچ میں جائیں!"

"وہ بارہٹکی میں میرا اٹھنا کر رہی ہو گی؟"

"شیک ہے جو کچھ کر رہی ہو گی وہ خود ہی کر رہی ہو گی تھا امداد کیوں پوچھ

ہو رہا ہے۔ جلدی کرو۔ وقت کم ہے۔"

صدر کا دل چاہ رہا تھا کہ گران کو مندر میں دھکیں کر خود ہوٹل کی طرف بھاگ

تکلا بیکن وہاں تک رسکا۔ کہکشکا! وہ گران کا تقدیر اس کے قریب سے ابھی

تکلا بیکن وہاں تک رسکا۔ کہکشکا! گران نے موڑ سائکل کو ساحل ہی پر چھوڑا تھا اور وہ دنی

لائچ میں بیٹھ گئے!

جو کلا۔ جو لاکٹ کی شکل میں ہر وقت اس کی گودن میں پڑا رہتا ہے ہے۔
”میں اس کی اطلاع فتحی آپ ہی سے ملی تھی! اور میں نے اس کے بارے
میں پھر ان میں کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔“
”تم نے عمل مندی کا مظاہرہ کیا ہے ایسا کر کے۔ حقیقت یہ ہے صدر
صاحب وہ خود یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آپ کیا بلاں ہیں۔ اگر وہ بخوبی
زندگی سے تنگ آتی ہوئی تھی تو اپنے بارے میں آپ کو سب کچھ بتا کر آپ
سے خلاص کی راہ پر پہنچی۔“

”اے چھوڑی۔ آپ بتائیے کہ آپ یہ سب کچھ کیوں کرتے رہے ہیں؟“
”میں سوچتا ہوں کہ تمہیں بنایا ہی دلوں تاکہ لوگوں سے کام کر سکو۔ یا یا مشکل
پوری ہیم میں نہار سے علاوہ میں کسی اور پر اعتماد نہیں کرتا!“
”تمہرے کچھ نہ بولا! اس نے سکریٹ کے دو قسم کہرے کش نے تھے
اور انہیں میں کھو رہے جا رہا تھا!
موز لایخ کی رفاقت خاصی تیز تھی!
”تمہیں میرا گونکا درا ٹیور یاد ہے تما!
”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں آپ سے اس معاملے کے بارے میں بھی مسلم کرنا
چاہتا تھا لیکن مجھے موقعہ نہ مل سکا!
”وہ یہک دوست طلب کی سیکٹ سروں کا سر بردا۔۔۔ سو یہ میں سے ماڈیں کا
تمہارے کہا جائیا کیا تھا۔۔۔ یہی یہاں پہنچ کر اس نے اس کا سراغ لکھ دیا۔۔۔
میں ان دونوں دروس سے پہلے ہی میں تھا۔ کسی نہ کسی طرح سر بردا ٹک پہنچا چاہتا
تھا۔۔۔ اس کے لئے یہاں بہت پرا فی کافر ای فراہم کی تھی۔ اور تھر میں اس کی پہنچ
کرنا پھر باغنا، تھیک اسی زبانے میں ایکسو نے وہ گونکا بھی میرے سرمنڈھ دیا۔

”یہ صحیح کی بات ہے جس وقت دونوں دلوں پہنچنے تھے میں ہٹ کے اندر
موہو دھکا! میں نے تمہارے دلوں کی پوری گھنکوئی تھی! وہ اندر آتی تو اس نے میری لاش
دکھیا۔ یہ میں نے اس نے کیا تھا! تم اندر آتی تو ہر بہتر کہ تم تھا ہی آتے بالوں ہی
ہوا بھی بینداز اب دیکھو۔“ اج رات تھی پہنچ میں چین کی نینہ سوڑا گے!
”لیکن۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ!“

”اے آپ جنم میں جھوٹیے صدر صاحب۔ آپ اپنا پارٹ ادا کر کے!
”اچھا بختم کیتے یہ باقی۔۔۔ میرا سر جگارا رہا ہے۔۔۔ وہ بھی بھی ہو! اس
میں انسانیت کی تڑپ ابھی ہاتھی ہے!
”تم صرف ایک سکریٹ ایجنت ہو۔۔۔ اسے نہ بھوڑا!
”میں ادنی بھی ہوں مuran صاحب۔۔۔ ماڈیں کی زندگی میں ایک زبردست افکاب
آیا ہے اس کی پوری تھیت بدی کر رہا تھا ہے!
”اے تم قومیت سے بھیجا زادہ بے وقف معلوم ہوتے ہو۔۔۔“

”مuran صاحب میں بہت ذکری ہوں!“
”اے خاموش رہو! دوسرے ٹھنڈے سے پانی میں ایک غوطہ دوں گا۔ طبعیت اپنے
ہو جاتے گی!
”صفدر کچھ نہ بولا! اب اسامنہ بتاتے ہوئے سکریٹ کمیں میں سے سکریٹ
نکالتے لگا۔
”تم آفراس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ مuran نے کچھ دیر بعد پوچھا:
”میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ اپنے ماحول سے اتنا تھی ہوئی
ایک بانیہ رہا کہے!
”یہت اچھے سب غالباً اس نے تمہیں اس راستی کے بارے میں فرم دیا۔

کو اطلاع مل کر وہ اصل آفسیروں کو روکیاں پڑائی کرتی ہے۔ یہ بات تمہارے ایکٹوٹک
بھی، ہمیں اور شاید اسے سوچنا پڑا کہ وہ حصوں زر کے لیے تو ایسا کر میں سکتی
کیونکہ ایکٹ بڑے مالدار گھرانے سے تعقیل رکھتی ہے! کوئی اور ہی علت ہو
سکتی ہے لہذا اس نے اپنی لائیوں پر کام شروع کر دیا! تم جانتے ہو کہ
ایسے اوث پانگ معاملات میں اسے میری ہی یاد تھا تھے۔۔۔ بہ حال مجھے
یہی بہرام کے سلسلے میں چجان میں کرنی پڑی! اور میری رسانی اس ریٹھ ہاؤز
ٹک ہوئی۔۔۔ دیاں پہنچنا تھا کہ ماڈیں بھی دیہیں موجود میں اگوٹے نے اسے
چجان لیا! دیاں اس کی موجودگی اس بات کی دلیل تھی کہ ایکٹو کے نہشات عالمیہ
تفصیلیہ سی بہرام کسی پیغام کی سیکٹ ایکٹی کی الگار بھی ہوئی تھی، اور کیوں کے ذریعہ
امی آفسیروں سے حوصلت کے لازم حاصل کرتی تھی؟ ایکٹو میں خام مواد کی طرح اتفاق کے جایگیں
ذریعہ تھیں جو آفسیروں سے حوصلت کے لازم حاصل کر کے بلالاکسی اور نک پنچا قریبی ہوئیں۔۔۔
مuran نے کچھ دیر غاموش رہ کر اسے رام نگاہ اور ایڈر گے بارے میں بھی بتاتے
ہوئے کہا؟ اس طرح میں اس حقیقت نکل پہنچ سکا کہ یہی بہرام ہی اس
ریٹھ پاٹ کی اصل مالک تھی۔ کاؤنٹر پر پہنچنے والی خیر ملکی عورت دراصل میخ
کی حیثیت رکھتی ہے!

”تین۔۔۔ سینے تو سمجھی! یہ بات بھی تو پائی ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ یہی بہرام
بہرام یہ دھنڈا حصوں زر کے لئے بھی رکھتے ہیں“

”وہ کس طرح؟“

”اے یہ بات نہ ہوئی تو آپ کی رسانی ایک ٹک کی حیثیت سے
ماڈیں تک بیکر جو سائی! آپ کو ایک عام ٹک کی حیثیت سے رام نگاہ دلان
کے ذریعہ ریٹھ ہاؤز پہنچنے تھے!“

آٹکھ شعلہ بنی
۹۳

ٹک میں ماڈیں کی تلاش میں اس کی مدد کرکے! میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے ٹڈیشور
بنائکھاڑی کی سیٹی بھی کرتا رہوں اور ماڈیں کی تلاش بھی جاری رہے!
”کیا وہ واقعی گونکا ہے؟“

”میں بہت اور میں بول سکتا اس نے میں نے اسے گونکا بنادیا تھا!“
”وہ ماڈیں کا تھا تھی کیوں کر رہا تھا؟“

”اس نے کہ وہ ایک جنگ باز ٹک کا بیکرٹ ایجنت ہے! اس کے ٹک کے
بعض مقادلات کو دوسرے ٹک میں نہیں کھانا کھا کر ماڈیں بھی دیہیں موجود میں اگوٹے نے اسے
یہاں ہمارے ٹک میں اس کی موجودگی ہمارے لیے بھی باعث تشویش ہے! یہیں کہہ دیں
یہ ٹک سے تعقیل رکھتی ہے ہمارا ٹکلا ہوا دشمن تو ہمیں ہے نیک ہمیں اپنے اقصادی
جالیں بکھڑانا چاہتا ہے تاکہ ہم اس کے بھلی متصوروں میں خام مواد کی طرح اتفاق کے جایگیں
”وچھ آپ کو کیسے علم ہوا تھا کہ ماڈیں ریٹھ ہاؤز میں موجود ہے؟“ صدر پس پوچھا
”یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہیں پہنچنے سے جس معاملے میں الجھا ہوا تھا اس کا
تعقیل بھی اسی سے نکل آیا!“

”اس معاملے کے بارے میں ابھی ٹک آپ نے کچھ نہیں بتایا۔“
”تم پہنچے ایک سکریٹ اور پی لو۔۔۔ پھر میں بتاؤں گا!“ اسے کیوں اپنے چھپوں
کا ستیا ناکر رہے ہو! امیں پیسوں کا پانسٹی گھنی اور نقل درودہ استعمال کیا
کرو تاکہ وقت سے پہلے میانچی جاتی رہے۔۔۔“

”آپ پھر بیکنے لے۔۔۔ خدا جسے ملکان کیجیے۔۔۔ درست!“
”درست کیا ہو گا ہے۔۔۔“
”کچھ بھی نہ ہو گا!“ صدر مردہ سی آوان میں بولا۔۔۔
”اب آئے ہو را پر۔۔۔ اچھا تو سنو۔۔۔ یہی بہرام کے مارے مرنیوالی نہیں۔۔۔“

”اب اسی کے بارے میں بتاؤ گا۔ ماڈلین تو کسی طرح ہاتھ پر لگتی تھی! میکن یہ بھی تو صوم کرنا چاہتا کہ اس کی پشت پر کون لوگ ہے۔ اور وہ بیان کس مشق پر آتی ہے۔ اس کے پاس فرانسیس کی موجودگی کا بھی ملم جائے ہو چکا ہے لہذا اس نے صوچاں اس کو اور تھیں بے ہوش کے موبارہ پڑھا دیا جاتے ہیں۔ طرف ریست ہادیز سے اس کی لگم خندگی کی فرضیت ہو گئی اور مری طرف وہ اپنے فرانسیس کے ذریعہ پڑھا دیا گیا۔ اس کا ملک خندگی کی فرضیت ہو گئی اور دوسری طرف وہ اپنے اس کا کوئی تعقیب نہیں تھا۔“

”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اینہا اور کاؤنٹر والی عورت لیڈی ہرام کے اس مشن سخواط قافی ہیں؟“

”ملکی طور پر واقف ہیں کے اور اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ لیڈی ہرام افری خنسیتہ بنتی ہے۔ بلکہ وہ اور کسی کو جواب دہ ہے اور جس کے کام ہماری ہے وہ میکن بھی پاس ہی پایا جاتا ہے۔ ایک بہادر لارڈ ہے۔ جس کے لفڑاک مختلف قسم کے کام سراغیم دے رہے ہیں۔“

”سر ہرام کے بارے میں کیا خیال ہے؟“

”اپنی فویسٹ کا لیک ہی خلبی ہے۔ اور ایک بخطہ ہی کی وجہ سے اس نک رسائی کی۔ اس نک رسائی نہ ہوتی تو لیڈی ہرام اپنے سخنہا بھی مشکل ہی ہوتا۔ اسے بہت زیادہ پرانی کاریں مجھ کرنے کا خبطہ ہے! منہ مانگے دامون پر خریدتا ہے الیک کاریں بہدا میں نے بڑی دخواریوں سے سنت اٹھائیں ہی ایک فرد کا حامل کی تھی یہ راستوں سے گزرتا تھا لیکہ سر ہرام سے یقینی طور پر مذہب ہو جاتے۔“

” عمران چند لمحے خاموش رہ کر اسے بنانے لگا کہ کس طرح سر ہرام سے ملاقات پر تھی تھی۔“

”ماڈلین کا معاملہ پھرہ گیا۔“ صدر بولا۔

”یہی سمجھ لیجئے!“
 ”یہ بے حد فزوری ہے۔۔۔ ماڈلین کے اخواں کنہہ کی جیت سے مجھے دو آدمی جانتے تھے۔ رام سنگھ اور اینہا۔۔۔ رام سنگھ مر چکا ہے۔۔۔ اینہا۔۔۔ داش منزل کی خواتیں میں ہیں۔۔۔ اب وہ کہی ماڈلین جو محیں اور تم کوچھ اپنے ہے اسے بھی خواتیں ہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور کیوں نہ تھیں بھی دیکھ دیا جائے؟“
 ”کیوں؟ مجھے کیوں پا صدر نے ڈھیل ڈھالی، پسی کے ساتھ پوچھا!
 ”ماڈلین کے بعض خواریوں کی نظر میں تم آہی ہی گئے ہو گے۔۔۔ لہذا اپنی تھیں بھی آبرام ہی کرتا چاہیے۔۔۔ شیک ہے۔۔۔ تمہارا کام بالکل ختم۔۔۔ جب تک میں اطلاع

۹۴ ر۔ س۔

”شروع گھرست بہرہ نکلتا۔“

”کس قدر بھکائیں گے آپ مجھے؟“

”یجوری ہے صاحبزادے۔۔۔ میں بہت احتیاط سے کام لے رہا ہوں!“
 ”چھ دری کے نہ ددنوں ہی خاموش ہو گئے۔۔۔ پھر صدر نے کہا۔۔۔ پڑھیں اب دہاں صورت حال کیا ہوا۔“

”ساخت کی بات ہے! جب تم ہٹ سے برآمدہ ہوئے ہو گے تو وہ چھر اندر ٹھیک ہو گی اور میلان صاف پاکا سے پیٹے تو اپنی ہوا ہو گا پھر سمجھی ہو کی کہ تمہارے چھک کی کہیں یہاں آپ کی لاش۔۔۔“ صدر میں کرولا۔

”لاش بھی اٹھاتے گئے ہو گے پوچھ پوچھ سے بچنے کے نئے!“

”وکیا ہٹ کا پوچھ لے آپ کی نشان دیجی تر کرے گا!“

”کی نشان دیجی کرے گا۔۔۔ شام میں کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو کر دہ کس کا ملائم ہے!“ بے چارہ تو سیٹھ صاحب کے اس کارندے کی بھی نشانہ ہی نہ کر سکے کا جس کے ہاتھوں سے ہر ماہ تشویہ پاتا ہے؟

”بہر حال آپ اسے نہ تھیم کریں گے کہ آپ سے کوئی غلطی ہونی ہے!“

”غلظیں تھیں میں کی جاتیں بلکہ علیقی جاتی ہیں!“

”ویکھاٹے کس طرح آپ کو جھکتا پڑتا ہے؟“

”ھر در دیکھتا۔۔۔ عمران نے کہا اور شندی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔“

”یکن۔۔۔ وہ۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔ ماڈلین!“

”ہزار جان سے تم سر عاشق ہو گئی تھی!“

”میری بات سمجھتے تھی کوئی شش۔۔۔ یہ! صدر بھلایا گیا
 ”تم ہی بتانا چاہتے ہو تاکہ بالکل مہاتما بدھ کے سے انداز میں گھنٹوں کے نگہداں میں تھی!“

وہ اسے دیکھ کر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے آگے پڑھی تھی۔ لیکن پھر قریب
اکھ را تھوڑا دیشے تھے!
وہ تم اتنا استھان کیوں کرتے ہو؟ اس نے شکایت آئیں پھر میں کہا تھا!
”ڈنکر قند اور مہندی کے پھر میں پڑا ہوا تھا!“
”کیا مطلب؟“

”ہبھیری باتوں کا مطلب خود میری سمجھ میں نہیں آتا؟“
”و خیر چھوڑو۔ تم تے اس کے نئے کیا کیا۔“
”ہ اسے کیا بتاؤ۔ میں تو مارے جیرت کے پاگ ہوا جا رہا ہوں۔“
”کیوں؟“

”یہ آپ کا وحید بھیج پڑی ہے!“
”کیوں کیا ہوا ہے؟“

”کل میں نے اس کا تعاقب کیا تھا!۔ آپ نے دیکھا ہی ہے کہ وہ خافر کے چانے
غائب میں کیسے پھٹے ہوئے۔“
”ہاں میں نے دیکھا تھا!

”لیکن کل شام کو وہ دہاں سے اٹھ کر گھوڑے گاڑی میں بیٹھا اور پھر تھوڑے دن کی بنتی
کے تریب اتر گیا! دہاں سے پکھ دی پسیل پٹنے کے بعد ایک پھٹوئی سی عمارت میں داخل
ہوا اور آدھے گھنٹے کے بعد جب برآمد ہوا تو طبیب ہی بدلہ ہوا تھا۔ بڑا انفیس سوت تھا جنم
پر۔ آنکھوں پر یہ میں فرم کی یعنیک تھی اور دن تھیں چھڑا۔

بلکہ پر اک ایک لیکی روکا تھی اور چل پڑا میں تو تعاقب کر کر رہا تھا مجھے جھیل کی
لبی پڑی اور اس کے بعد تو مجھ پر حیرتوں کے پہاڑوں پڑے جب میں نے اسے گینڈہ بڑوں
میں دھل ہستے دیکھا اور جناب وہ رات وہیں برس کرتا ہے باشیر دل خان کے نام سے دہاں

”آپ کے سامنے سوچتے ہوئے شرم آتی ہے!“ گران نے نظر میلی سی مکار ہست
کے ساتھ کہا!

”کیا کوئی اس ہے؟“

”لیکن کیجیے!۔ کہنے تو تم کھا جاؤں۔“ دیسے اگر آپ اجازت دیجئے تو دوسرا سے
کمرے میں جا کر سوچ لوں...!“

”تم میرا مددگار ہے ہو۔ کیوں؟“

”دارے... تو یہ تو یہ...“

”ابھی بات ہے... جاؤ... دوسرا سے کمرے میں...!“

”گران ان انکھ کر دوسرا سے کمرے میں آیا دروازہ بند کر کے چھپنی پڑھادی۔ اور
پھر دوسرا سے ہی لمحے میں وہ فرش پر رکے بیل کھڑا تھا!۔“

”قریسا پندرہ منٹ تک وہ اسی حالت میں رہا۔ پھر سید جاوہ ہو کر دوام سے اپنی
پیشانی تھکنا رہا۔“ دفعہ بارہ سے یہی بہرام نے صوانہ کھلکھلا کر کہا۔

”اس سے سوچ پچھے؟“

”نج... جی ہاں...!“ وہ بکھار کر رہا۔ اور جھپٹ کر دروازہ کھوں بیا۔ یہی بہرام
کو ہنسی آگئی۔ بے تحاشہ بنتی سبی اور گران گھپٹے ہوئے انداز میں کھنڑا رہا۔

”دیکھئے!۔ اس کی نہیں ہوتی۔ آپ جھانکتی رہی تھیں!“

”یہی حرکت تھی رہا۔“ وہ ہنسنی پر قابو لانے کی کوشش۔ کرقی ہر ہونی!

”دیکھیے!۔ اسرا مذاق نہیں اڑائی۔“ درہ میں اپنا فیصلہ بدیں گا،“

”اس سے نہیں... میں مذاق نہیں اڑا رہی۔“ لیکن سوچتے کا یہ طریقہ میری سمجھیں نہیں آیا!“

”یہ بیکا کی شقیں کرتا ہوں۔“ اس طرح کھڑے ہوتے سے دران خون سکی طرف
ماں سوچتا رہے!۔ اور عقل... عقل... کیا کہنا چاہیے!“

”لیکن اسی ایک پڑی کی کمی ہے تم میں۔“
”کس پڑی کی؟“

”وقت فیصلہ کی۔“

”گران کچھ نہ رہا۔ وہ کسی بھری سوچ میں معلوم رہتا تھا۔ وقتاً مخموری دیر بعد اس
تھے کہا۔“ لیکن اگر سرہرام کو معلوم ہو گی تو۔“

”تو کیا ہو گا؟“ وہ بھجنگا کی!

”میں ایک بہت اپنے دوست سے محروم ہو جاؤں گا!“

”پسچ کچھ بالکل احقی ہو۔“

”پچھے بھی ہو۔“

”اڑ سے بایا۔۔۔ انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا!“ میں تم اسی عالمت تک محروم ہو
گے۔ اقامتی کو علی میں تھیں کبھی طلب نہ کروں گی۔ سرہرام کے سامنے ہم دونوں ایک
دوسرے کے لئے ابھی بھی رہیں گے!“

”بھگے سوچنے کا موقع دیجئے!“

”سوچ لو۔“ لیکن شام تک...۔ بل جیسے جواب چاہیے!

”اچھا تو پھر میں۔ چلوں!“

”کیوں؟“ اتنی جلدی...!“

”ہاں... سوچوں کا جاکر!“

”آخر ٹھنکا کر تے وقت اتنے تو فر کیوں ہو جاتے ہو...!“ پھر سوچ لینا کیا ضروری
ہے کہ ابھی سے جا کر سوچوں... اور پھر کیا تمہیں بیٹھ کر نہیں سوچ سکتے...!“

”وہ نہیں دوسرا طرح سوچتا ہوں!“

”اچھا نہ دوسرا طرح سوچو!“

”آج تک کرفتی آدمی طلبی نہیں!“
 ”پہلے خود تو آدمیت کے جانے میں آجائو!“
 ”کس کے لئے آجائو!... بندروں اور بھوٹوں کے لئے!“
 ”ختم کر دیتے باقی... کیا تم میری شکل بھی تبدیل کر سکتے ہو؟“
 ”کیوں نہیں!— سرمنڈھ دوں کا در پیشتر می پا جامد اور شیر وادی!“
 ”پھر کوئی اس شروع کر دی...“!
 ”اجھا... اچھا... میں سمجھا... یعنی کہ آپ بدی ہوئی شکل میں جو عورت ہی بہن پاہی ہے میں ہوں!“
 ”وہ کچھ بولی کرنی گہری سوچ میں معلوم ہوتی تھی!— گمراں بھی خاموش رہا!“
 ”خود یہ دیر بعد وہ بھرا تی ہوئی آکار میں پڑی!“
 ”چلو!... میرے اسلوپیوں میں چلا!“
 ”چلتے!—“ گمراں نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا!
 اسلوپیوں پہنچ کر بیدار ہبڑا وجدیل کے بہت کے ساتھ رک گئی!— پھر
 گمراں کی طرف کو کبڑی بی! میں نے جھوٹ کہا تھا کہ یہ بت میرا نہیں ہوا ہے!“
 ”تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے...“ جلد اور وہ صلائب ایک نادل کھینچے ہیں اور
 اس پر رحمت انسار کا حام فمال کر کسی پیشتر کو ملکا دیتے ہیں کیونکہ آجھل خواتین کے کھنے
 ہوئے نادل بہت مغلوب ہو رہے ہیں!“
 ”پھر وہی باتیں!—“ وہ آنکھیں نکال کر بڑی یہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ ساری تصاویر
 میری بنائی ہوئی نہیں ہیں!“
 ”بھلا بھجے اس سے کیا بحث... نصادر یہ بھی ہیں... کسی نے بھی بنائی ہوں!“
 ”میں نے بنائی ہیں!—“ وہ جملہ کر چکی!—
 ”اسے تو اس میں خطا ہونے کی کیا بات ہے!— آپ ہی نے بنائی ہوں گی!—“

”عقل گدگی ہی میں انکی برتی ہے...“ وہ ہنس پڑی!
 ”خدا کی قسم پلا جاؤں گا اگر آپ اب طاقت اڑیں گی یہ گمراں نے غسلے ہیں کہا!“
 ”اُسے... نہیں!... اب ہنسی تو... نہیں... اچھا!“
 ”وہ پھر میںی رونکے کی گوشش کرنے لگی اور گمراں نے اس سامنے بنا شے کھوارا!...“
 ”کچھ دیر بعد وہ میںی پتاق پاہی اور بخیدگی سبوقی اچھے امید ہے کہ تم نے میرے حق میں
 فیصلہ کیا ہو گا!“
 ”جی، اس سے یہکہ ایک شرط کے ساتھ... وہ یہ کہ آپ مجھ سے بخت نہ کرنے لگیں گی!“
 ”وہ کیا کہا اس سے?“
 ”میں نے اکثر جا سوسی ملبووں میں دیکھا ہے باکوئی روز کسی محاذے میں جا سوس سے مدد
 طلب کر قی ہے اور معاوحتے کے طور پر اس سے بخت کرنے لگتی ہے۔ میں اس پھر میں
 نہیں پڑوں گا... پوری تجوہ لوں کا!“
 ”تم جھک مارتے ہو... میں پہنچے ہی کہہ گی ہوں سکبارہ سور وپے دونوں گی!“
 ”چلتے ٹھیک ہے۔ بدسری بات بھی میں بیٹھے ہیں تے ملبووں میں دیکھا ہے کہ
 جاسوس اور لڑاکی کہیں چلتے جا رہے ہیں کہ دشمنوں سے نجیبیں ہو جاتی ہے وہ لڑاکی کا اعطا
 سے جانا چاہتے ہیں اور جا سوس ان پر ٹھوڑتھوڑتا ہے اور تھکا تھک ہو جاتی ہے جوں بھاگ لئے
 ہیں اور لڑکی کی بیٹھ کر جا سوس سے پہنچ طلاقی ہے... یہ بھی نہیں پہلے اپنے ساتھ!“
 ”اب خاموش ہو!— دیدہ کان پکڑ کر باہر نکال دوں گی!“
 ”اپنی شرط بیان کر دیں میں نے اب آپ جائیں!“
 ”تم احق ہو!“
 ”ہاں باہر سور وپے کے شیں یہ بھی نیم کروں کا!“
 ”پس کہنا کبھی آدمیوں میں بھی میٹھے ہریا نہیں!“

اکٹھے شعلہ بنی

غمران سیرز

۱۰۹

اس نے اس کو ہاں سے اٹھا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ رام سنگھ کو بھی اسی نے قتل کیا ہے۔
 اور اب خود غائب ہو گیا۔ سیرجھ سے پیچ کر کہاں جائے گا۔ کیا تم اپنی پریشانی مان کر سنگھی ہے؟
 ”بس طرح ختم کہو میں تیرا ہوں!“
 ”آج رات کو تو جسے گریٹہ ہو ہوں کے کرسے نہ رہ دیں ٹو!“
 ”بہت اچھا!“
 پھر وہ ایک دم اچھل کر کچھ بیٹھا۔ گمراں نے دیکھا کہ بت کی وہ آنکھوں پر ہے!“
 کے بلا ذر زکے گیریاں میں رہا کتنی تھی۔ بہاں کل سرخ ہو گئی ہے۔ شکل کی طرح دیکھ بیٹھی تھی۔
 وہ اس سے کافی دردھوڑے ہوئے کے باوجود بھی اس کی آپخ حموس سے رہا!“
 اس نے یہ دی ہبڑا کام کا ہاضم کر کر اور پیچے کھینچ لیا! اب اس بت میں گھنی جگہ سوراخ
 ہو گئے تھے۔ بن سے دھوکاں پھوٹ رہا تھا۔ وہ بالکل اس طرح جعل کر کچھنے لگا بیسے
 پلاٹک اگ کڑا یعنی کے بعد گھنٹا ہے۔ یہ دی ہبڑا بڑی طرح کا پہنچی تھی۔ اس کی
 آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں اور صورہ دیت پھل کر ایک بدمخاش اور شیر پر اور دوہرے پر ہوں
 ہو کر گمراں کے بازوں میں جھوٹ گئی!—“
 گمراں اسے اٹھا کر دوسرا کرسے کرسے میں لایا اور صوف پر فان کر پھر تیزی سے اسلوپیوں
 میں واپس آیا!—“
 بت سے اب بھی دھوان اٹھ رہا تھا!

اس نے مایوسانہ اندر میں سرکھنیش دی!— اور خاموش کھلا رہا!

اس آگ کے چیزیں کامکان نہیں مقابلاً اس نے چاروں طرف گھوم کر جلد ہوئے پلاٹک
 کے ڈھیر کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس کرسے میں واپس آیا جس لیٹی ہے جو اب بے گوش پر ہی تھی!—
 وہاں سے پڑھنیش نکاروں سے دیکھا رہا۔ پھر تبعنی رہا تو رکھ کھوئی پر لٹھ جاتے رہا۔
 آخماں تھوڑا رکھا۔ آگاہ رہا جسے گل حکر دوڑا۔ اس کے میں والہ آگاہ

اکٹھے شعلہ بنی

غمران سیرز

۱۰۶

”تم آج سے میرے بیکری ہو!— اس کا شیل رکھتا یادوں سنت بچے میں بدلی!“
 ”اُسے ذکری آج ہی سے تجوہ لگے گی!“ گمراں نے غوش ہو کر پوچھا!
 ”وہ کچھ نہیں ہوئی، لکھنی کی گردی یا مکھنی سی پھرشاند نیس سینکڑے بعد اس نے اس بت کی
 دوسرا آنکھ بلا فرک کے گیریاں سے نکال کر آنکھ کے حلقوں میں فٹ کر دی تھی!—“
 ”غفتات کے منہ سے کاوان آنے گی!“ ایں۔ بی۔ پاؤ ایں بی۔۔۔ ایں۔ بی۔ ایں بی۔۔۔
 ”ہو۔۔۔ ہو۔۔۔ ہو۔۔۔“
 ”ایں۔ بی۔۔۔“ بت کے منہ سے آدا آنے گی!“ کیا تیہیں علم ہے کہ ریسٹ ہاؤنڈیں پر ایشور
 بیٹھی ہوئے... اردو!“
 ”پر ایشور بیٹھنے!“ یہی بھی ہبڑا کے بھے میں بیت تھی!“ میں نہیں سمجھی!“
 ”اُوہ تو تیہیں علم نہیں!“ ہمچہ لفڑی تھا!
 ”یہیں کردیں!“ میں پکڑ نہیں جانتی!“
 ”بھج سے سنبھا۔۔۔ ایک اور مار تھا۔ ایک دینی دلائل رام سنگھ کی مدد سے پر ایشور
 بیٹھنی کر رہے تھے!“ تیہیں دہ نئی روکی یاد ہے ناجو غائب ہو گئی تھی!“
 ”ہاں۔۔۔ یاد ہے!“
 ”اس کے غائب ہو جانے کے بعد کسی نے رام سنگھ کو تمقل کر دیا!... اور اب ہم دن سے
 ایک گھنی غائب ہے!“
 ”میں بالکل نہیں جانتی! رام سنگھ کا قریام ہک پہلی بار سن رہی ہوں۔ ایک گھنی غائب
 ہے تو سرپریشی ہی کی بات ہو سکتی ہے!“
 ”نشی روزی مل گئی ہے۔۔۔ وہ اسی نے لانگی تھی کہ جب تم لوگوں پر شہر ہو گیا خبا جھے
 اس بیٹھ کی اڑتی جو طبقی غربی تھی۔۔۔ یہکہ اس کے دہ مجھے حالات سے باخبر تھی اسے
 دہاں سے غائب کر دیا گیا! اتنا یہ ایک گھنی غائب ہو گئی تھی!“

لیڈی بہرام میں ہٹت سے پہنچے ہوئے میں نہیں آئی تھی۔

خنوڑی دیر تک وہ بے سدھا پڑی رہی پھر اس طرح پوری بیٹی کاون کے قریب ملکا بہرام اس کے بعد دو اپنے دوڑتی ہوئی اسکلوں میں داخل ہوئی تھی! عمران بھی اس کے پیچے کی پچھے دوڑتا ہوا دیاں پنجا خاتا۔

جلد ہوئے پلاٹک کا پیر مخفنا ہو چکا عقاوادہ حضرت سے انکھیں پھالتے اسے دیکھتی رہی پھر ولیسی بھی پھٹی پھٹی انکھوں سے عمران کو دیکھنے لگی!

”غم... میں کہتا ہوں! پلیہاں سے درد پھرے ہو تو جاؤ گی“ گردنیز نے کہا! پھر وہ دلکھرا تھی رہی تھی کہ عمران نے سہارے کے شے اپنا بازو پیش کر دیا۔ اس طرح وہ دبارہ سنگار دم میں آئے اور وہ نہ عالم سی ہو کر موٹے پر نیم دروازہ ہو گئی۔ اسے عمران خاموشی سے اس کا جائزہ لیتا رہا!

وہ بھی اسے دیکھے جاوے پی تھی!

”آپ نے دیدل کی آواز نہیں ہو گی۔“ اس نے پوچھا اور لیڈی بہرام نے اپنے سر کو منی میں جھینک دی!

”میں نے سئی پہ اس کی آواز!“

”تو پھر پا لیڈی بہرام نے مروہ سی آواز میں پوچھا!

”اس بنت نماڑا نسیل سے آتے والی آواز دیدل ہی کی تھی!“

”میں ہیں!“ وہ اچھل کر کھڑکی پر گئی!

”ادڑگر نیڈ کے کارے نمبر ۸۳ میں ویدل ہی شیردل خان کنام سے رات بسر کرتا ہے!“

”میرے جدا۔“ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر دیکھ گئی!

”یکوں کیا بات ہے؟“

”میری بھٹکیں نہیں آتا کیا کروں۔“ میرے دلاظزوں نے اسے دھوکہ دیا۔

انہاڑ... لباس کی بے ترتیبی۔ ان سب نے مل جل کر جاذبیت میں اضافہ ہی کیا تھا!

”آپ کو کٹے جانا پڑے گا۔ یاد و خود آتے گی۔“ عمران نے پوچھا!

”خود بھٹک جانا پڑے گا!“

”ادڑ آپ دیدل سے خالق ہی ہیں!“

”میکا مطلب ہے وہ پوچک پڑی!“

”میرا خیال ہے کہ میں نے اس نوائیں پن مار تھا کام جھی سانقا!“

”تمہارا خیال درست ہے!“ وہ اسے پر لشکش لفڑوں سے دیکھتی ہوئی بولی!

”تو پھر!“

”میری بھٹکیں نہیں آتا کیا کروں۔“

”ووگ بھے احمد بھتے ہیں! لیکن بعض اوقات میں بہت معقول مشورے دے سکتا ہوں!“

”دو میں نے بھی اکثریت سوچا ہے!“ پھری سی سیکڑا ہوت اس کے ہٹنبوں پر فروادہ ہوئی۔

”تو پھر بھے پورے حالات سے آکھا کر دیکھا شاہزاد کام آسکو!“

”مذ جاتے ہیں تو تم پر اعتماد کر لیجیں کوئی چاہتا ہے۔ لیکن میں غمیں اپنی کہانی ہرگز نہ سناؤں!“

”لیں کسی طرح اس آدمی سے سچھا چھڑانا ہے؟“

”تم نہ اسی طریقوں کے بارے میں کیا جاوے؟“

”اسے میں بھلی کے کئی کاموں کا ماہر ہوں... صرف ریڑھ بھریں ہی تک تو محدود ہیں!“

لیڈی بہرام مختار بانہ انہاڑ میں صوف پر دیکھ گئی!

”تم کھڑکیوں ہو!— بیٹھ جاؤ!“ اس نے عمران سے کہا!

”ذکر کر!“ مانی لیڈی۔“ ساخت والی سیٹ پر بیٹھتا ہوا بُلا۔

”میں نہیں اس بست کے بارے میں بتا سکتی ہوں!“

”مطلوب ہے کہ تمہیں ہڑو گے۔ میں آرام کروں گی!“

”اچھا جتاب ز آرام ہی فرمائے!“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور وہ انہوں کی پیلی دم

میں پلچر لگی!

”عمران نے دروازہ بند ہوئے کی آواز ہی سی تھی!

”اس نے صوف پر نیم دروازہ ہو کر انکھیں بندر کر لیں!“

کچھ پر بعد فون کی گھنٹی بیجی اور عمران نے رسیور اٹھایا!

”وہ سری طرف سے کوئی سورت بولی رہی تھی!“

”عمران نے بھی نسوانی آواز بنا کر کہا۔“ لیڈی صاحبہ آرام فرمائی ہیں! اس وقت ان

کو جگایا ہیں جا سکتا بکونی پیغام ہو توڑ کر دیکھئے!

”وہ سری طرف سے آواز آتی تھی صرف آتنا کہہ دینا کہ مار تھا لڑا چاہتی ہے اسند شرودی پہجا!“

”بہت سہتر۔ پیغام توڑ کر لیا گا!“

”وہ سری طرف سے سلاسل مقطوع ہونے کی آواز میں کارس نے بھی رسیور کو کھوایا!

خاکریڈی بہرام پر نظر پڑی... وہ اسے عجیب نظروں سے گھوڑے جارہی تھی!

”پھر اس نے آہستہ سے کہا!“ آفاقی تم جاسوسی ہی کی ہوئی تھیں کہ رہے ہو!

”اوسے بس کبھی کبھی سکن جاتا ہوں!“

”نہیں میں نے اتنی کامیاب نعلی آواز آنکھ نہیں سنی!“ فون پر کون تھا؟“

”وہ کوئی مار تھا تھی... لیکن یہیں گھنٹوں کی تھی۔ لیکن پیچے سے رسی ہیں معلوم ہوتی تھی!“

”اگڑا۔ تو تم اس کا سیقت بھی رکھتے ہو۔“ میں کیا کہہ رہی تھی!

”ملٹا چاہتی ہے!“ ملٹا ناتھ شرودی ہے!

لیڈی بہرام نے طویل سانس لی! اس وقت وہ پہنچے سے بھی ریا وہ دکش نظر آ رہی

تھی۔ شب خوابی کے لباس میں اس کا جسمانی سن کچھ اور انکھاں بھٹکا اور پھر لاپرواں کا

میں گھوڑتا رہا!
 "اس سے پہلے آپ کیا کرتی رہی؟ میں بڑا اس نے کچھ دیر بعد پرچا!
 "میں کہہ بچی ہوں کہ جو ہنسیں بتاتا چاہتی برگزندیں بتاؤں گی جاہے مٹاہی کیوں نہ پڑے؟
 "خیر... خیر... تو ہر طال... میرزا نامیت... اس کی بدولت آپ کو نئے نئے آدمیوں
 سے بھی ملا پڑتا ہوگا!"
 "بس اب تم اس طرح پوچھتا ہے ہو؟ وہ ہاتھ اٹھا گبرولی!
 "ہرگز نہیں۔ بلو آپ ہنسیں بتاتا چاہتیں اس کے لئے جو ہندو ہنسیں کہوں گا؟
 "تم تو بُس کی تدبیر سے۔ اس وحیدل -"
 "وقت کرا دوں وحیدل کو پڑا"
 "واقعی بھجدا آدمی ہو!"
 "کوئی بڑی بات ہنسیں۔ لیکن قتل کرنے والے یعنی لا جھوڑت نہیں مولیتے۔
 میں یاک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو کچیں ہزار روپیوں کے ہونے کی کوئی قتل کر سکتا ہے؟
 "ہوا شیائیں پھر ہوتے گے۔ اے دہ مسکاتی!
 "یقین کیتے؟"
 "آخر ہو کس قسم کے آدمی؟"
 "وگوں کو غلطان سیرا محبوب شغل ہے! اب دیکھتے نا سرہرام کو کیا ملکا؟"
 "کہاڑیوں کے سلسلے میں تو انہیں کوئی بھی ٹھنگ سکتا ہے؟
 "چلتے تیم!۔ لیکن اب آپ کو تو اچھی طرح ٹکنوں گا!"
 "یعنی اسے"
 "پچیس ہزار اپنی بیسب میں بیال کریں ہی اسے قتل کر دوں گا!"
 "ماگر ایسا ممکن ہو تو میں نہیں دوں گی!"

"یقیناً بتائے! اس کے اس طرح تباہ ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ اب آپ کسی
 خلرے سے دوچار ہیں۔"
 "دیں بھی تو سی سو سوچی ہوں!"
 "لبنا خلنگی کا یہی تھا میں بتا چاہیے کہ آپ مجھے سب کچھ بتادیں تاکہ میں اسی کی حقیقی
 میں آپ کے لئے کچھ کر سکوں!"
 "مجھے سوچا پڑے گا میران۔ مجھے مہلت دو! وہ اپنی پیشانی ہونی تھکی تھکی
 سی آڈاڑی میں لوٹی!
 "آپ کی سرمنی؟ میران نے بے دلی سے کہا!
 "لیکن میں اس ٹرانسیور کے بارے میں تو بتا ہیں چاہتی ہوں۔"
 "درستانتی صاحب؟ میران نے اس طرح کہا جیسے اب اس تذکرے ہی سے بوریت محضی
 کر سکا ہوں!
 "کل سے پھر میں ہنسیں جانتی تھی کہ دیر وحیدل ہی بکارت ہے! ابکل یہ نام وحیدل بھی
 ابھی ہنسیں ہیں جو دوں پہلے مجھے معلوم ہوا ہے؟
 "خداوہ تو اس سے پہلے آپ دواؤں کے کارڈن کیسے صحتوںی تھیں؟
 "کسی کو ہنسیں اس بیہ پہلا کارڈن تھا جو میں نے سمجھا ہے! مجھے اسی ٹرانسیور پر
 ہدایت ملی تھی کہ ایک جگہ سے کارڈن حاصل کر کے وحیدل کو سمجھا دوں۔"
 "خود دسے آئیں یا سمجھوادیں؟"
 "درکسی اور سے سمجھا دوں۔ اپا خاص طور پر کہا گیا تھا کہ میں خود وحیدل کے پاس نہ جاؤ!
 "کارڈن کہاں سے حاصل کیا تھا پہاڑی سے؟
 "ایک خداوت خانے کے ایک آفیسر سے؟
 میران نے سیلی بجائے کے سے انداز میں ہونٹ سکڑ کر سر کو جبیش دی اور خلاں

"وقت پرنس آف ڈھمپ کہلاتے ہو؟"
 "دشہر کے بعض بڑے آدمی بھی اس نام سے بھی باد کرتے ہیں۔"
 "وقت آفر ہو کیا ہیزے پا"
 "پاہیز بھی کہتے ہیں بھی۔ بعض امریکن خندے مجھے منٹھنینگ کے نام سے جانتے ہیں۔
 خیر چوری شے اس ذکر کے میں کچھ دیر پہلے مارھا کے متفق ٹکنگ کر رہا تھا مجھے اپنی طرح
 یاد ہے کہ ٹرانسیور کی پکی ریسٹ ہاڑی کا ذکر تھا۔ کسی الگ اگر کے بارے میں کہا گیا تھا۔اتفاق
 سے میں جانتا ہوں کہ احمد پررو والے ریسٹ ہاڑنی کی مشکل کا نام بھی مارھا ہے اور وہاں
 کا ایک پوری شین ملازم ایمگر کہلاتا ہے!
 "رام سنگھ سے بھی واقع ہو گے۔"
 "ہنسیں!۔ یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے۔ رام سنگھ کے بارے میں کچھ ہنسیں جانتا ہے!
 "وقت کہنا کیا چاہتے ہوئے؟"
 "یہ مارھا ہی آپ کی موت کا باعث بن سکتی ہے! ادوؤں ہی صورتوں میں خواہ آپ
 ریسٹ ہاڑنے جائیں۔ خواہ وہ یہاں آئے۔ میرا مشورہ ہے کہ ہر اس شخص سے دوسرے
 رہے جس کا درسا بھی تھنی وحیدل سے ہو!"
 "غم... میں بھی یہی سوچتی ہوں۔"
 "وقت سب سے پہلے مارھا ہی کیوں نہ ٹھکانے لگا دیا جائے؟
 "رکیا مطلب ہے؟"
 "بس اسے ریسٹ ہاڑنے سے غائب کر دوں گا۔ اس وقت تک کے لئے جب تک کہ
 آپ اخبارات میں وحیدل کی لاش کی تصور ہے ویکھیں۔"
 "وہ کہیں تھیں میرا مذاق تو ہنسیں اشارہ ہے؟"
 "ہنسیں بالکل صحیح ہوں۔ آپ سے ایک باقی بھی بطور ایڈو اس نہیں لوں گا۔"

"لایتے ہو تھے۔ بات کی سریز!
 یہی بہرام نے اس کے پھیلے ہوئے تھا تو ہاتھ کر کر دیا! اور میران نے کہا تھا پہنچہ
 قلن کے اندر اندر آپ اخبارات میں اس کی لاش کی تصور ہے ویکھیں گی۔"
 "واقعی ایسے ہی ہوا!"
 "ویکھ لیئے گا۔ کیا میں آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں؟"
 "یقیناً۔"
 "میران نے بیکنڈریو کے غیر ہنسیں کئے۔
 "دوسری طرف سے اس کی آڈاڑی مکار بولا! میں وہ سہا ہوں پرانے آف ڈھمپ!"
 "میں بڑی دیر سے کوشش کر رہا تھا کہ آپ سے رابطہ تاگم ہو سکے!
 "کوئی خاص بات نہیں!"
 "ماولیوں کو کسی نے گئی مار دی۔"
 "کہاں اور کب پا؟"
 "تقریباً دو گھنٹے پہلے کی بات ہے! وہ ہبھ کی کھڑکی میں کھڑی تھی۔ گرلی پیشانی
 پر گلی ہے! فائز کی آڈاڑی میں سی گئی!۔ غالباً سائینس فرمانیہ کیا گیا تھا۔"
 "اور وہ لوگ کہاں ہیں؟"
 "میزون اپنی اپنی راہ گئے ہیں... ان کا لعاقب جاری ہے! پولیس ہبھ میں پہنچ
 گئی ہے اور کسی طرح اسے مسلم ہو گیا ہے کہ ہبھ رانا تھوڑا علی کی لیکھت ہے لہذا میں نے
 رانا پیلس سے جزو ف اور آپ کے مہماں کو مٹا دیا ہے... رانا پیلس میں اس
 وقت جو کیلیہ رنگ ہنسی ہے۔"
 "یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ دیر سی گلڈ۔ اچھا تھا۔ وہ میں ابھی ہنسیں رنگ کروں گا۔"
 "بلیں، لکھ کر دے لیں گے۔ بہرام کی طرف مڑا۔"

تصویر شائع ہوتے کے بعد ہمی محاوضہ طلب کر دیں گا۔ اور اس میں سے ایک پانچ ہجی ہر سے عزم ہو گی۔ وہ سب کام کرتے والوں میں قیم کر دیا جائے گا۔ ہاں تو تباہ مارچا کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟

”بُو مناسب سمجھو کرو۔ میری تو عالم ہی خبط ہو گئی ہے؟“

”اچھی بات ہے میں مارچا کا انتظام کئے دیتا ہوں؟“

عمران نے فون پر پھر بیک زیر دکٹر کے غرفہ میں کشہ اور درود سری طرف سے جواب پڑھ پڑا۔ احمد پرداز ریسٹ ہاؤز کی مشقہ مارچا کو دہلی میں سے اس طرح ہٹانا ہے کر کی کہاں کاں جبرہ ہو سکے آج شام تک یہ ہو جانا چاہیے؟

”بہت بہتر جناب۔! غائب اسے سینکڑا پہنچایا جائے گا!“

”ہاں! اسے بہت احتیاط سے یہ کام انجام دیا جائے!“

عمران نے سلسہ منقطع کر دیا۔

یہدی بہرام اپنے نیک ہو نہیں پڑیاں پھر ہمی تھی میں! اسے ادھاں دیکھتے۔ میں کچھ دیر خاموش رہ کر ان معاملات کے بارے میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔“

”غیر... غیر تم سوچتے رہنا... لیکن مجھے بتاؤ تم مجھ سے اس دردری آنکھ کے بارے میں کیوں ہمیں پوچھا! آخر میں اس بستے آگ کر کے اپنے گیسان میں کیوں رکھتی تھی؟“

”شوچتے اپنا، اپنا۔“ عمران سر بلکہ بلاست میرا بھی اکثر جی چاہتا ہے کہ بعض دو گوں کی آنکھیں لکھا کر اپنی جب میں لکھا کر دیں۔“

”شش، یہ بات نہیں! بلکہ دردری آنکھوں کے بغیر اسی کار آمد نہیں ہوتا! اسیں ایک منعند وقت پر دردری آنکھوں کے اس کے سیاقات و صور کرتی رہی ہوں۔“

”آپ کچھ بھی کرتی رہی ہوں۔ اب مجھے بورہ کیجئے! سوچنے ریکھئے!“

”کیا تم اسی انداز میں آنکھ کر دے گے مجھ سے۔“ یہدی بہرام تیز بھے میں بوی!“

”بے تباہ! اولیے اگر کوئی پیغام ہو تو اپ مجھے نہ کرادیجئے ان کی خدمت میں میں کہتے رہیں کر دیا جائے!“

”اُن سے کہہ دینا! آج رات ہو ٹل والا پر گرام منسوج کر دیا گیا۔ تم کون ہو؟“

”میں اسلوڈیو میں یہدی صاحب کو اسٹر کر تی ہوں جناب!... تو سی دیہنہا ہے؟“

”کیا وہ آج کل رات اسلوڈیو ہی میں گزار تھی ہیں؟“

”مجھے اسوس ہے جناب! ان سے پوچھے بغیر میں اس قسم کے سوال کا جواب دیتے کی جائز نہیں۔“

”چھے تو کوئی گورت امنیں اسیٹ نہیں کرتی تھی!“

”میں ابھی حال ہی میں آقی ہوں جناب!“

”اچھی بات ہے! امنیں میرا پیغام پہنچا دینا!“

”بہت بہتر جناب!“

”رنگریز فومنیں!“

چھر دردری طرف سے سلسہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی پیور رکھ دیا۔

اس کا سار پر آنکھ انداز میں ہل رہا تھا۔

اس بارگوں کی گھنی سکریڈی بہرام نیک رومن میں نہیں آتی تھی!

عمران نے کچھ در بعد بیک زیر دشیں کئے! ایک زیر دشیں کئے!

”آپ جہاں بھی ہوں۔ دہلی کے تریخی نزد کا دیجئے!“ بیک زیر دشیں کئے!

”بھی بڑی دیستے سوچ رہا تھا کہ آپ کوتاہنہ تین حالات کیجئے اگاہ کروں!“

”تازہ ترین حالات!“

”دو جی ہاں! ریسٹ ہاؤس والی مارچا بھی قتل کر دی گئی!“

”اوہ تو۔ اکب!“

”جب ایک بیک میرا اپ سے یہودہ قسم کے کام لیتا رہا ہے تو کیا ایک تریث آدمی آپ سے اکڑ آنکھ کرنے کا بھی حق ہیں رکھتا!“

”بُب... بیک میرا۔ کیا مطلب؟“

”مسانے کی بات ہے یہدی بہرام ابھر جسما اعتمی تناز سمجھی سکتا ہے کہ آپ نے یہ سب کچھ حصوں زر کی خاطر کیا ہو گا۔ ایکو نک آپ ایک کوڑا پتی کی بیوی ہیں اور خود خند بھی ہے!“

”نت۔ تم کون ہو۔ بتاؤ مجھے!“

”خدا فوجدار سگ کو اس سے کیا سرو کار۔ بس میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔“

لیکن کیا آپ مجھے بتا سکیں گی کہ آپ نے اچانک مجھے رازدار بنا نے کافی سلیکیوں کی دیا تھا۔؟“

”نم کرتی بھی ہو۔...! وہ آنکھیں بند کر کے لوٹی! لیکن آپ مجھے آرام کر دے دو۔“

میں بہت تھک تھی ہوں۔ میرا سر جکڑ رہا ہے!

”میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا اسکے آرام کیجئے! لیکن آپ کاں رسیور کر تھے جل آئیں۔ مجھے سیکڑی مذکور کیا ہے تو مجھ پر اعتماد بھی کیجئے!“

”وہ کچھ کہے بغیر شنگ روم سے چل گئی!...“

عمران نے پھر سر پھیلا کر آنکھ اپنی اور صورت پر نیم دلаз ہو گیا۔ ادھر حصی آنکھیں

ہبھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں!“

دقتنہ پھر فون لی گئی۔ بھی ادھر عمران نے رسیور اٹھا کر نواحی آواز میں کال رسیور کی۔

دوسرے طرف سے کوئی مرد بولا۔ آواز ہی تھی جو کچھ در پیٹ بت نماش اسی پر منی

گئی تھی! اس نے یہدی بہرام کے متعلق پوچھا تھا!

”یہدی بہرام اس وقت اسلوڈیو میں تشریف نہیں رکھتیں!“ عمران نے کہا۔

”کس سے اطلاع ملی ہے؟“

”پس میں نے اس کے بارے میں فون کیا تھا! جب اس کے آدمی دہان پہنچے تو معلوم ہوا۔ پوپیس موجود تھی!“

”اب کیا ہوگا؟“

”کچھ بھی نہیں! میں نے آپ کی مخفات کا ذمہ لیا ہے!“

”یکن پوپیس میں پوپیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی ہے!“

”بھا آپ کو پوپیس کے سامنے سے کیا سوڑا رہا؟“

”تم نہیں شجھتے... بھیں مجھ سکتے!“

”تو بھائی ہے... نا...“

”میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ پوپیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی!“

”وہ شاذ مارخا کے بارے میں آپ سے پوچھ چکرے! اس کے سارے جانے والوں سے کرے گی۔ اسے ضابطے کی کارروائی کئیں ہیں۔“

”کچھ بھی سبھی میں پوپیس کا سامنا نہیں کر سکتی!“

”فرم کیجئے! آپ شرکا چاہیں۔ اور میں ایسا اسلام کر دوں کہ پوپیس آپ تک پہنچ ہی نہ سکے! یا ان آپ کی عدم موجودگی میں وہ سرہرام سے تو یقینی طور پر آپ کے بارے میں پوچھ چکرے گی!“

”ہاں آں۔ یہ تو ہے!“

”کیا یہ چیز آپ کے لئے بہتر ہو گی؟“

”تمنیں قلیل نہیں! یہ بہت بُرا ہوا۔ بہت بُرا۔“

”بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا بجائی ہے۔ میرا کوئی شناساں مارنا لا جائے پوپیس اس کے بارے میں مجھ سے کچھ معلوم کرنا چاہے تو اس سے میری... فریضی پر کیا اثر پڑے گا؟“

”محض وہی دیرگر سی خاور نے اطلاع دی تھی!۔ وہ ریسٹ ہاؤز گیا تھا تاکہ آپ کے احکام کی تعیین کے امکانات کا جائز ہے سکے! وہ گولی ہی سے ہلاک ہوئی ہے! لیکن ریسٹ ہاؤز کی عمارت میں کسی نے بھی فائز کی آواز نہیں سنی؟“

”وہ ایک سبھی سے میں کیا پوچھتے ہے جو ماڈلین کی دیکھ بھال کرتے رہے تھے!“

”وہ شہر واپس آگئے ہیں! اور گرینڈ کے تین عنصرت کروں میں مقام میں ہیں!“

”انبیاء نکلوں سے اچھل سہ ہوتے دیا جائے! میں مناسب سمجھوں اس کام پر لگا دو!“

”بہت بہتر جذب!“

میران نے سلسہ منقطع کر دیا!۔ کچھ دیر وہیں کھڑا خیالات میں گمراہ پھردوانے کی طرف بڑھا!۔

اب وہ لیڈی بہرام کی خواب گاہ کے سامنے کھڑا تھا! اس نے دروازہ مکھ کھٹایا!

اور انہوں نے جھلائی ہوئی آواز آئی تھیا ہے۔ بیکوں مجھے بُد کر رہے ہو!“

”ایک ایم اطلاع ہے۔ لیڈی صاحبہ!“

”کچھ دیر بعد دروازہ کھلے!“

لیڈی بہرام نے سینگ گاڑنے میں بھی نہیں پہنچا تھا! اکھیں نہیں میں ٹوبی ہوئی کی

محلوم ہوئی تھیں!۔

”کیا بات ہے؟“

”خاطر سر پا گیا ہے!“

”کیا اطلب؟“

”مار عقاو کسی نے قتل کر دیا!“

”کیا ہے؟“ وہ رُکھ راتی ہوئی کئی قدم پیچے ہٹ گئی!

”ابھی ابھی اطلاع ملی ہے!“

”یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے!“

”لیڈی بہرام پلی گئی!“

”میران نے پھر فون پر بیک زیر دکے نہ ڈالیں کئے۔“

”میں سر باد! دوسرا طرف سے آواز آئی!“

”کوئی نیا ٹوپی پہنچ!“

”وہ نہیں اس وقت چھپ رہا۔ پر ایک گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں!“

”چھپ رہا...“ میران پوک پڑا کہ بہان کس جگہ؟“

”ایک منٹ ہو گیا!“ ابھی بتانا ہوں۔ ایکنیکٹ پوزیشن!“

”میران رسیدر کان سے لگائے منتظر ہا!“

”قہری دیر بعد آواز آئی۔ کوئی غیر مفترہ کے قریب ایک پیلی کا درخت ہے۔“

”اسی کے پیچے گاڑی روکے ہوئے وہ غالباً اس کی شین کی تحریکی کا جائزہ رہے رہے ہیں!“

”اون کی تحریکی کون کر رہا ہے؟“ میران نے پوچھا!

”چوہاں۔ اور صدقی!“

”انہیں مطلع کرو۔ کوئی غیر مفترہ اسے کاربر آمد ہو گی! میں اس میں بیلی میں

میک آپ میں ہوں گا۔ اور میرے ساتھ لیڈی بہرام بھی ہوگی“

”تو کیا آپ بُرے؟“

”ہاں کوئی غیر مفترہ، اسی کی ہے۔ اور وہ نہیں غالباً اس کی تحریکی کا جائزہ رہے ہیں۔“

”ہو سکتا ہے ہمیں خیر نہیں کر کشش کی جائے!“

”میں آجاؤں!“

”نہیں!“ تم جہاں ہو دیں مٹھروں میں دیکھ لوں گا!“

”میران نے سلسہ منقطع کر کے جیب پلاٹک کی تکالیف کا دھر سے پورا کر لی۔“

”تم نہیں سمجھ سکتے! میں سمجھا تھا بھی نہیں پاہتی! اس تم کوئی ایسی تدبیر کو کر پا سکتا نہ ہو!“

”سرہرام کیا سوچیں گے۔ جب پوپیس آپ کو ڈھونڈتی پھرے گی اور آپ لاپڑتے ہوں گی!“

”دو سب کو جنم میں چھوٹا ہو۔ کچھ کرو میرے لئے۔ اور جلدی کر!“

”میں آپ کو ایسی بچگی سنجھا سکتا ہوں جہاں پر نہ پڑا رکھ سکے۔۔۔ لیکن اس کے بعد آپ کے سو شیل راشیں پا کیا جائے گا؟“

”سب کچھ جنم میں جائے۔ میں پوپیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔ اپنی بارہوں ہی بنت!“

”کیا آپ سرہرام کے علم میں لائے بغیر کچھ دن شہر کے باہر گرد رکھیں ہیں؟“

”تمنیں میں انسان اطلاع دے کر ہی جاتی رہی ہوں۔۔۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے۔“

”میں یہ بھی بتاؤ کہ کہاں جا رہی ہوں!“

”گذا تب تو ٹھیک ہے۔۔۔ آپ ابھی اینہیں مطلع کر دیجئے کہ آپ باہر جائیں ہیں!“

”لیڈی بہرام سینگ گاڑنے پہنچے بغیر سینگ روم میں آئی۔ اور فون پر غرب ڈائیل

کرنے لگی۔ دوسرا طرف سے شاذ کاں رسیدر کری گئی تھی۔ اور اب وہ میران

کے پہنچے ہوئے الفاظ دہرا رہی تھی!“

اور پھر اس نے سلسہ منقطع کر دیا!

”بڑی سیرت ہے مجھے لیڈی صاحبہ!“ میران بولا۔ سرہرام نے شاید واقعی یہ

نہیں پوچھا کہ آپ کہاں جا رہی ہیں؟“

”ہم دونوں ایک سمجھوتے کے تحت زندگی پر کر رہے ہیں!“

”میران کچھ نہ بولا۔ لیڈی بہرام بھی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر میران نے کہا۔“

”تو پھر جلدی سے تیار ہو جائیں۔ مزورت کی پیشیں بھی رکھ لیجئے گا!“

”جانا کہاں ہو گا!“

کچھ دیر بعد یہی ہرام ایک چھوٹا سا سرٹ کیس لٹکاتے ہوئے کرس میں داخل ہوتی
لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی سوٹ کیس باختر سے چھوٹ پڑا۔
”خائف ہونے کی ضرورت نہیں مانی یہی۔ آپ کا خادم ہے۔“ عمران نے
کھاڑی مونچیں صافی ٹاک سیست پھر سے سے انگ کر دیں۔
”ادہ! میں داقتی ڈر گئی تھی!“
عمران پھر بولتا۔
اس نے دوبارہ میک آپ سیٹ کر دیا تھا
”میں کہاں تک حیرت کروں...“ وہ اسے گھوڑتی ہوئی لوٹی!
”لاں پڑھنا چاہتے ہیں میری صلاحیتوں پر۔ آپ تارہ ہو گئیں۔ میک ہے۔۔۔
اب فدا اور فتحہ ہے!“
”یکوں؟“
”کوئی تھی کی تکڑتی ہو رہی ہے!“
”کیا مطلب؟“
”تین آدمی آپ کی نکریں ہیں!“
”یعنی اس کے تین آدمی!“
”دیکھنے کو نکلتے ہیں؟“
”لیکن تم نے ہیں بیٹھے میٹھے کی کھدے دیا!“
”جب آپ بسا نبدیل کرنے کی تھیں۔ دوڑ کر دیکھ دیا تھا!“
”اوہ نہ... ہوں گے کونتی راہ گیر!“
”خدا کرست ایسا ہی ہو۔“ عمران نے بڑے خلوص سے کہا
اس کی نظر سرٹ دار پرستی! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک ایک سینٹ شمار کر رہا ہوا۔

کچھ دیر بعد یہی ہرام ایک چھوٹا سا سرٹ کیس لٹکاتے ہوئے کرس میں داخل ہوتی
لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی سوٹ کیس باختر سے چھوٹ پڑا۔
”خائف ہونے کی ضرورت نہیں مانی یہی۔ آپ کا خادم ہے۔“ عمران نے
کھاڑی مونچیں صافی ٹاک سیست پھر سے سے انگ کر دیں۔
”ادہ! میں داقتی ڈر گئی تھی!“
عمران پھر بولتا۔

”کامی گاڑی!“

”ہاں میں عقب نما آئیں میں دیکھ رہی ہوں!“

”بے نکری سے چلتی رہیے؟“

”ل.. لیکن میرتے ہاتھ اسٹرینگ پر جرم میں رہے!“

”جایا ہے۔ کسی طرح درست کھیل بگڑ جائے گا!“

”اگر میں بے ہوش ہو گئی تو۔؟“

”گاڑی قفل پاچھ پر پڑھ جائے گی!“ عمران نے بڑی سادگی سے کہا

”کیا اسی رفتار سے چلتی رہوں؟“

”ٹھیک ہے۔ فی الحال ہی مناسب ہے۔ تیس سے زائد نہ ہوتے دیکھے۔“

”گاڑی چیتم روڑتے گیا ہو یہی سڑک پر موڑی! یہاں ٹریک زیادہ تھا!“ اس

”یہ رفتار میں میں سے زیادہ نہ بڑھ سکی!“

”دریں جانا کہاں ہے؟“ یہی ہرام نے پوچھا!

”یا تو دوسرا دنیا کا سفر کریں گے۔ یا رات کا کھانا پٹاپ مٹاپ میں کھائیں گے۔“

”کیا مطلب؟“

”کامی گاڑی میں ہمارے باڑی گاڑیوں میں ہیں!“

”چیلیاں نہ بچھاؤ۔ مجھے بھجن ہوئی ہے!“

”دیا تو یہ وگ ہیں گولی مار دیں گے۔ یا میں ان کا قیصر بناؤں گا!“

”تم نہبا کیسے پشت سکر گے ان سے!“

”اب بڑا کرم مجھے کچھ سوچنے دیجئے!“

”وسچو!“ یہی ہرام نے ایسے بچے میں کہا جیسے کہہ رہی ہو۔ جنم میں جاؤ!“

لیٹھنٹ پوہان اور لیٹھنٹ صدیقی۔ والدکوں ابھن والی بے کداز مور سائیکل پر
تھے۔ کامی گاڑی سے ان کا فاصلہ لقرشیا ایک سو گز ہزروں رہا۔
”یاڑی یہ خص مدد خود مرتا ہے اور سہیں سرفت دیتا ہے۔“ لیٹھنٹ صدیقی بولا۔
”گون۔“ چوہان نے پوچھا!
”میں عمران کی بات کر رہا ہوں۔ سمجھیں آتا کہ ہم میں اس کی کیا حیثیت ہے؟“
”حیثیت سے کیا مراد ہے تمہاری؟“
”ملٹب یہ ہے کہ پڑتے کی طرف معاون شپر کام کرتا ہے یا اپنا عذر طور پر ہم میں سے ہی ایک ہے؟“
”وہیں جان کہاں ہے؟“ یہی ہرام نے پوچھا!
”یا تو دوسرا دنیا کا سفر کریں گے۔ یا رات کا کھانا پٹاپ مٹاپ میں کھائیں گے۔“
”کیا مطلب؟“
”کامی گاڑی میں ہمارے باڑی گاڑیوں میں ہیں!“
”چیلیاں نہ بچھاؤ۔ مجھے بھجن ہوئی ہے!“
”دیا تو یہ وگ ہیں گولی مار دیں گے۔ یا میں ان کا قیصر بناؤں گا!“
”تم نہبا کیسے پشت سکر گے ان سے!“
”اب بڑا کرم مجھے کچھ سوچنے دیجئے!“
”وسچو!“ یہی ہرام نے ایسے بچے میں کہا جیسے کہہ رہی ہو۔ جنم میں جاؤ!“

”ہم اپنے چیف کے پابندیں۔ جب وہ خود ہی اسے برداشت کرنا ہے تو پھر ہم بھی کرنا ہی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ چیف ہی کی کسی اسیکم کو عملی شکل دے رہا ہو!“

”یار ختم کرو۔ لفٹنٹ دن ہو گئے جھک مارتے ہوئے۔ خدا خدا کے وہ روزی ختم ہوئی تو یہ نیوں۔ لیکن صدر کہاں غائب ہو گیا؟“

”پستہ نہیں۔ ہٹ سے غائب ہوا ہے تو پھر نہیں دکھائی دیا۔“

”ٹرانسپری کی رسیونگ سائنس سے پھر آوازی تھی۔ میں تھری تھری سکس کھاڑی اب ایگن روڈ پر مڑ رہی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ انہیں تعاقب کا علم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تصدیق کرتے کے لئے خواہ جواہ پھر رہے ہیں!“

”ہو سکتا ہے۔“ تھری تھری سکس کی آواز آئی۔

”تو پھر ہم کیا کرنا ہے؟“ پھلی آواز

”صرف تعاقب کرنے رہو!“

”اوہ۔۔۔ اب۔۔۔ ایگن روڈ سے احمد پور والی بڑک پر مڑ گئی ہے۔“

”وہ کھاڑی؟“

”تعاقب جاری رکھو!“

”ہمارے ٹرینر کو بھی علم نہیں تھا کہ کوئی سے آپ ہی برآمد ہونے والے ہیں۔“

”ہمارے چیف کو تو علم خداور نہ دس منٹ پہلے ہم کیسے آگاہ ہوتے؟“

”لیڈی ہرام نہ رکھتا۔ وہ بھی ہے۔ اور خود بھی سیٹ پر آرام فرم رہے ہیں۔“

”مشتبہ نمازی فسیلہ کا رسیور اب بھی صدیقی کے کام سے بھاہا تھا۔ دعشاً اس میں سے آواز آئی۔ تھری تھری سکس اسپینگ۔۔۔ ہیلو۔۔۔ سیلو۔۔۔!“

”بس بس۔۔۔“ دوسری آواز

”کیا ہو گی تو رکھ رہا ہے۔۔۔ پھر کیا کہا۔“

”نہیں بس۔۔۔ ٹورٹ ٹورٹ رکھ رہی ہے؟“ دوسری آواز

”جھیک ہے۔۔۔ تم تعاقب جاری رکھو۔۔۔“ پھلی آواز

”او۔۔۔ کے بس۔۔۔“

”جو بان۔۔۔ صدیقی بولا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تھری تھری سکس مران کی شخصیت سے دافعہ ہے؟“

”جنم میں جائے! ہم اگر معاملات کا علم ہو تو ہم کچھ کر بھی سکیں۔۔۔ ہم کیا پتہ کر کیا ہو رہا ہے۔ لہذا اجتنا کہا جائے اتنا ہی کرتے جاؤ۔۔۔ خواہ جواہ اپنے ذہن کو تھکانے سے کیا فائدہ؟“

”نہیں۔۔۔ میں اس کو دی مران کے نکر مند رہتا ہوں۔۔۔ دیکھ لینا بڑی اچانک موت ہو گی اس کی۔۔۔“

”ہو جی پچھے کسی مورت سے؟“

”کیوں بھتی۔۔۔ آخر قسمی بیزاری کیوں؟“

”تجھے اس کا طریقہ کار پسند نہیں ہے۔۔۔ ہاتھ گھاگراں پکڑنے کی کوشش کرتا ہے؟“

”لیں مانی لیڈی۔۔۔“

”کسی خاص بخش پر سوچتے ہوں۔“

”لیں مانی لیڈی۔۔۔“

”خدا بھی نزیقاؤ!“

”اپنے بودو کے ثبوت کے لئے میں ڈیکارس کے خیال سے متفق ہوں۔ یعنی میرا اور اک میرے بودو کا ثبوت ہے۔۔۔ اور یاد رکھو کسی کی حق اک اتفاق ہے میرا حققت ہی خیاری حقیقت کھبری شیکھ دے تو ہم کی بھوکی ہے۔۔۔ اسی نیلے کا اتفاق پر نکدینا چاہیے۔ جیسے میں نہ رکھ دی ہے!“

”دیکھو اس کرتے ہو۔۔۔ تم تو بت تھنڈہ ہو۔۔۔“

”گھانی نہ دیجئے گا۔۔۔ درخت بڑا مان جاؤں گا۔۔۔ عقلمندی میرے لیے بہت بڑی کالی ہے!“

”تم کس کی حقات کا نتیجہ ہو۔۔۔“ وہ اپنی بہن روکنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی!

”امتحن صرف احتمل ہونا ہے اسے کرف بھی نا۔۔۔ جایا جا سکتا ہے!“

”نام بتاؤ!“

”نام کا بھی قائل نہیں ہوں!“

”تمہارا بھی قائم ہے!“

”مجھے قطبی پسند نہیں کیوں کہ یہ بھی میری ذاتی حقات کا نتیجہ نہیں۔۔۔“

”تم واقعی تھنڈہ ہو۔۔۔ کیوں کہ ایسی حقائقوں سے دوسرے ہو۔۔۔“

”دوہری حقات میرے بس سے باہر ہے۔ یعنی ایک تو حقات کروں۔۔۔ اور پھر اس کا کوئی نام رکھوں۔۔۔ لا جوں والا۔۔۔ اسے اسے۔۔۔ یہ آپ کے پکیوں ہڈڑی ہیں۔۔۔“

”اوھری حقا ہے!“

”لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔ اوھری ویراستیں تو ہم آسانی سے مارنے جائیں گے!“

”اس کے علاوہ اور کوئی جیارہ نہیں!“

”اوہ۔۔۔ اسے۔۔۔ یہ کیا کہ ہی ہے۔۔۔ لیڈی صاحب؟“ مران بیٹھا بیٹھتا ہوا ایسا۔۔۔

”ایک جگہ میری سمجھیں آگئی ہے۔ جہاں میں محظوظ رہ سکوں گی۔۔۔ تم بھی وہیں پہلو!“

”پھر در پھٹے فو۔۔۔“

”خاموش بیٹھے رہو۔۔۔ تم میرے بیکری ہو۔۔۔ میں تھباری بیکری ہنہیں۔۔۔“

”دماغ کیجئے گا بھوک گیا ہفا!“ مران نے طیل سانس لی اور شنگاہ سے نکل گیا۔

”گاڑی شہری آبادی کوچھے چھوڑتی ہوئی پچاس اور پچیس کی رفتار سے آگے رہتی جا رہی تھی۔۔۔ لیڈی ہرام کے ہونٹ پھٹے ہوئے تھے!“

”مران عقب نمازیتیں اس کے چہرے کے اتار پڑھاڑ دیکھا رہا تھا!

”کیا آپ مجھ سے خفا ہیں مانی لیڈی؟“

”نہیں تو!“ دوہنی پڑی۔۔۔

”آپ کا چہرہ پچھے بہت خنبناک نظر کر رہا تھا!“

”اپنی حقائقوں پر خسکا رہا تھا!“

”تجھے آج تک اپنی کسی حقاق پر غصہ نہیں آیا!“

”ایسا نہ کہو۔۔۔ ملکن سے کبھی آہی جاتے!“

”نامکن۔۔۔ مانی لیڈی! انھیں کوئی خصہ نہیں آتا۔۔۔ کتنے تو پھر امتحن ہی کیوں کہلائیں۔۔۔“

”دیکھن اوقات تم ناسیلوں کی سی بائیں کرنے لگتے ہواؤ!“

”میرا بھی جی خیال ہے مانی لیڈی۔۔۔ ملکی امتحن ہی تو ہوتی نہیں۔۔۔“ میں کھاتے دخنوں کا شکر نہ گستینیں!

”تو تم۔۔۔ فلسفی ہو رہا!“

”اچھا صاحب... اندھا نک ہے...“ موران نے ٹھنڈی سانس لی اور کوڑ کیا۔
کافی گاڑی بھی کچے پر مرا گئی تھی بلکن آں کے پیچے والی موڑ سائکل ہرگز ہی پر کچھ دھماکے جا کر کی تھی
موران نے دوسرا بار ٹھنڈی سانس لی اور اسی طرف دیکھتا رہا۔... زمین
تامہوار تھی اس سیلے ان کی گاڑی کی رفتار کم ہو گئی تھی!
وہ تعاقب کرتے والی سیاہ گاڑی سر پر پڑھی اُرہی تھی!—
”آج تو ماسے گئے!“ موران کہا۔

”اگر تم نے اس طرح بزردی دکھانی تو کیسے کام چلے گا؟“

”پنچھی خاں کا خون دوڑ رہا ہے میری رگوں میں!“ موران اکٹھا کر بولا۔
مرکر دیکھا تو موڑ سائکل اب بھی سڑک ہی پر لنک رہا۔ اُپر ہاں اور صدیقی نے اتر
کر شاید اس کا انجن دیکھ رہے تھے!

”ماں! لیڈی... پیٹ۔ کیا آپ اُرہر کے کسی کھیت میں قیام فرمائیں گی؟“ موران نے اس
وقت کہا جب انکی گاڑی اُرہر کے دوڑ دیکھتیں کے درمیان وہ گیارہ فٹ پڑھتے پڑھتے پڑھتے پڑھتے!

”سکریٹری! خاموش ہیٹھے رہو!“
”تو پھر فتارتی کیجئے... ورنہ ہمارا اس سلسلہ راست پر وہ اپنی گاڑی ہماری سے کلکیں گے!
”میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں! اکہ ان میں کتنا دم خم ہے!“

”وہیں... لیکن میرا کی بائیے گا!“
”تمبارا بھی امتحان ہو جائے گا! بہت بڑے بڑے دلوں سے کرتے تھے!
”اگر میں امتحان میں فیل ہو گی تو پھر آپ کہاں ہوں گے؟“

”وہ صرف تین ہیں... میرے سیک وقت تیس مردوں کو اپناباکستی ہوں!
”ماں! لیڈی! وہ بہت قریب آگئے ہیں!“

لیڈی بہرام کچھ نہ بولی!

”اس کا اندازہ نہیں ہے... باس!“

”الیسی ہی بات ہو گی!— اس قابو میں کرتے کے بعد کوڑ سیوں پینچاڑو!“

”اوے کے باس!“

پھر گوئی آغاز نہ سنائی دی!

”آج خیرت نہیں!“ صدیقی بڑھایا۔

”میوں! اکیا بات ہے؟“

”توہ تھیتاً انہیں گھیر رہے ہیں! گھیر کر کسی مقام پر کوڑ سیوں تک پہنچانا ہے
بس کارا مت اُرہر کے کھیتوں کے درمیان سے گزنا ہے!... اسے لو... اسے لو... ان کی
گاڑی تو اسی راستے پر چل پڑی ہے... اور دوسرا گاڑی بھی...“

”اب تعاقب اس ان ہو گا!... گاڑیوں کی رفتار تیس نہیں ہے!“ چوہاں نے
کہا اور موڑ سائکل اسارت کرتا ہوا بولا۔ بیٹھو! ہم گاڑی ادھر اسی پھر گردہ ہر
کے کھیتوں میں ٹھس پڑیں گے!“

”ادھر اگر دو فوں گاڑیوں کی رفتار تیس ہو گئی تو اُرہر کے کھیتوں ہی میں رہ جائیں
گے! لیشیٹ صدیقی بڑا!“

اب دو فوں گاڑیوں کا فاصلہ بیشکل تیس فٹ رہا ہو گا!... موران ہار بار مکروہ دیکھتا
چاہا تھا ایسی بہرام شاہد عقب نہ آئیجی میں اس کی حالت کا جائزہ لیتی رہی تھی۔
وہ فتحا وہ سپن کر لی! اسی برستے پر میری خاختا کادھوئی رکھتے تھے!—
”اوے آپ یعنی تو ہمیں لیڈی بہرام!— اُریں اپنی منصب کرو جگہ پر آپ کو سے جا
سکتا تو آپ ایقنتاً پر طرح محظوظ ہوتیں۔ لیکن یہ سب کچھ تو آپ ہی کر رہی ہیں۔
اگر میرا امتحان لینا مقصود تھا تو پیچے ہی بتا دیا ہوتا۔“

”تو کیا کہتے تھے!“
”وہم دبا کر بھاگ جاتا۔ یا پیچے بھاگ جاتا پھر دُم کا جھی انتظام کر لینا۔ لیکن یہ تو
کوئی بات نہ ہوتی۔ کچھ بھی نہ ہوا اپنا سوچا!“
”کیا سوچا ختم تھے!“

”اب کیا فائدہ بتائے سے۔ گردن تو کٹو دی آپ نے!“
”اب تم دیکھنا کہ میں اس نہیں کس طرح نچا دھکا ہوں! اگر بھجے بیٹھنے نہ ہو جاتا
و اتنی ہمارا تعاقب کیا جاتا ہے تو میں تمبارا ہی منصب کی ہوتی پناہ گاہ کا رخ کری!“
”بزرگوں سے نا تھا کہ ہوتیں ضدی ہوتی ہیں۔ آج یعنی جی آگیا اس پر!“

”میں اب اس مردود کو دھماکائی ہوں!“
”پیٹھے میری دھمکی دھکائی ہے کہ اس مردود کو لیڈی بہرام!“
”کیا مطلب ہے؟“
”کچھ نہیں!“

”نہیں بتاؤ اور نہ میں کھڑی روک دوں گی!“

”یہ بھی کر کے دیکھو بیٹھے لیڈی ہرام...“

”کیا یہ کسی قسم کی دھکی ہے؟“

”بھالا سیکڑی دھکی دیتے کی جوڑت کر سکتا ہے؟“

”اچھا باتاڈا بارگودہ میں تھم پر ٹوٹ پڑیں تو تم کیا کرو گے؟“

”ماخناپانی شرفت آدمیوں کا شیوه نہیں! بہنیاں آپ کو ان کے گواہ کے گھر کی راہ لوں گا!“

لیڈی ہرام بہت زور سے ہٹی! اور سفنتی ہی رہی!

”پوچھنا تو نہ چاہیے کہ آپ ہنس کیوں رہی ہیں! لیکن پھر بھی جوڑت کرتا ہوں“

”جسے اس پر سہنی آرہی ہے کہ میں نہیں ان کے ہوا کر کے خود اپنی راہ لوں گی!“

گران کچھ نہ بولا۔

کھڑی یکھتوں کے درمیان سے گزر کر پھر ایک چھوٹ سے میدانی قلعے میں داخل

ہو رہی تھی! ... ساتھ ایک پھوٹی سی ٹملاٹ بھی نظر آئی!

لیڈی ہرام نے پھر فنار بھائی دہان کی آن سے عمارت تک آپنی بانگڑی رک

لئی! - پھر لیڈی ہرام گران کی طرف مڑی تھی ایکن خالی ہاٹھ نہیں

اعتنیہ دوپارخ گانوں بورت ساپستول گران کے دل کا نشانے رہا تھا!

”تم... مانی لیڈی!“

”خاموش بیٹھے رہو گو۔“

ددسری کھڑی رک گئی تھی! اور وہ نہیں یعنی اقواء نے تھے... گران

تے کھیوں سے دیکھا! وہ ان کی گھڑی کی طرف بڑھتے آرہے تھے!

پھر وہ آدمی تکھلی سیٹ کے دلوں دروازوں پر سرمجم کئے اور ایک

”دیکھا آپ نے موقع بے موقع مان کایا تھیج ہوتا ہے۔ اب وہ اس سے کہہ رہا تھا! اس بات پر وہ اس طرح پوچھی تھی جیسے اس سے پہلے سوتی رہی ہوا پھر بے چون و پڑا کھڑی میں بیٹھ گئی تھی!“

”اب ایکلے ہی سرچل دیکھے گا! میں قدا ان لوگوں کو دیکھوں گا!“

”نہیں آپ تشریف کے جائیے جا ب! آپ ہاں بولائیں سب کچھ ہم ہی دیکھ لیں گے... آپ تو فرشتہ یہ بھی سر معلوم ہو کریہ علاقت کیا کہا لیا ہے؟“

”پوٹری فارم ہے شامہ... کپاڈنہ کے اندر مرغیاں ہی مرنیاں نظر آرہی ہیں!“

”تم ووگ اپنی سوت کو دعوت دے رہے ہو! آپا چون میں سے کوئی بولا تھا!“

اور گران نے کہا تھا! اور اس قسم کی دعویوں کے نئے پوٹری فارم تک قطعی

غیر ضروری ہے۔ اس سے تم ووگ ساری مرغیاں پار کر لانا!“

پھر وہ ایشٹنگ واے دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے رک گیا اور گولا۔

”تم دلوں اپنیں کوئے رکھتے ہو! فراہم دیکھوں گوں! اگر یہ محترمہ مجھے ساختہ

لئے تینر نکل جائی کی کوشش کریں تو کسی پہنچ پر فانکر دیتا! -“

لیڈی ہرام نے خوفزدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن کچھ بولی!

نہیں تھی! گران ٹملاٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

ٹملاٹ تو پھوٹی ہی تھی لیکن کپاڈنہ خاصاً بیسیع تھا جس میں چالوں طرف

بڑھتے بڑھتے جا لے رہے تھے... اور ان ٹمبوں میں شیار مرغیاں بکرا تک پھر ہی تھیں!“

وہ ٹملاٹ میں داخل ہوا۔ چاروں طرف ساتھا تھا! شامہ ان دو آدمیوں

کے علاوہ اور کوئی اس ٹملاٹ میں تھا رہی نہیں! اور وحیدل ان میں سے

کوئی بھی نہیں ہو سکتا تھا! وحیدل ہو لیڈی ہرام کے بیان کے مطابق پہنچے تراک

”میں پر سچ پچ گولی مار دوں گا!“ اس نے کہا

تیسرا آدمی پشت سے گران پر ٹملاٹ کر دیا۔ لیکن گران کی لات الیسی جگہ پڑی کہ

گزر پھرہ اٹھ سکا! اولیے اس کی سافنہ قسم کی کلاہ جیسے میں غزوہ تبدیل پر گوگی تھی!

ادھر عمارت سے بھی دو آدمی نکل آئے اور سپتول والے سے بھیں پانچ مد کے لیے لپڑا

استھنے میں گران نے دیکھا کہ دو آدمی یکھتوں کی طرف سے بھی جیسے آرہے ہیں خود اسی

کاشکارا ب اس کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا! گران نے سپتول

والے اپنی مارا اور پھر خود بھی ان دلوں پر چھلانگ لگاتی۔ ٹملاٹ سے بلکہ ہونے

لیڈی ہرام اپنی گھڑی سے کی گھڑی ایسیں اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے وہ سب

کچھ خوب ہو! - شامہ اس کے اعصاب قابوں میں نہیں تھے!

مارت سے لکھنے والے دوڑتے ہوئے ان تک پہنچے تھے! لیکن گران اس سے

پہنچے ہی پستول پر قلعہ کر کے سنبھل چکا تھا!

”اب تم سب اپنے ہاتھ اور ساٹھا دوڑتے ہوئے میں بہت نیزادہ احتی واقع ہوا ہوں!“

اتتے میں پوہاں اور صدیقی بھی تریب آپ سینچا!

ان کے ہاتھوں میں بھی ریلوار تھے!

وہ آدمی جو گران کی لات کھا کر گرا تھا اس میں بھی کیسندہ بیٹھ کے آثار پائے

جاتے تھے! لیکن اس نہیں سے اٹھنے کی کوشش میں کی غالباً موجودہ پھوٹیں اس کی

سمجھیں آگئی تھی!

”لیڈی! میں نہشیت رکھتے ہیں!“ ایڈی لیڈی! ہے! گران نے بڑے ادب سے لیڈی ہرام سے!

پوہاں اور صدیقی نے پانچوں کو کو کر لیا تھا اسیے اب وہ پوری طرف لیڈی ہرام

کی طرف متوجہ ہو سکتا تھا!

اس کے بعد اس تے انہیں اشارف کیا تھا! اور گاؤڑی آگے بڑھنی پڑی گئی
تھی! لیڈی بہرام پلکیں چپکائے بغیر خلا میں ٹھوڑے جا رہی تھی!
سھیتوں کے درمیان سے گور کروہ اس نامہوار میدان میں پہنچنے پر پختہ سرماں
تک پھیلا ہوا تھا!

”آپ کی پناہ گاہ تو مرغی خانہ ثابت ہوئی! مانی لیڈی...“ عمران نے بھرائی
ہوئی آوازیں کہا!

”ادب میں تعلیٰ طرف پر تمہارے رحم و کرم پر ہوں! لیڈی بہرام کا ہبہ بعد
ملح تھا۔

یہ مشورہ ہے یا انہیش مانی لیڈی...“ اب تو آپ سے ہر یات کی وضاحت
طلب کرنی پڑتے گی؟“

”بس خاموشی سے پٹھے رہو! میرا جو حشر چاہو کر۔ مجھے تعلیٰ افسوس نہ ہوگا“
”اب یعنی یہ بات بھی میری بھی میں نہیں آتی!“

”آخر تباہتے کیوں ہو!“ وہ قریب قریب پیچ کر دیکھا تھا!“ کیا تم یہ نہیں
سمیکھ کہ میں تمہیں کسی جاں میں چھاٹس رہی تھی؟“

”اُسے تو بہ تو بہ... قسم میں یعنی... ہو... ہو...“
”خاموش رہو... تم اول دربست کے جھوٹے اور مکار آدمی ہو! مجھے یہ بات یہاں
ہی نے بتائی تھی!... اور میں تمہیں اس کے جاں میں بھساویت کیے اپنی شاندار
اداکاراٹہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتی رہی تھی!“

”کسی دشمن نے میری طرف سے آپ کے کان بھرے ہوں گے!“ میں کیوں
سوچنے لگا الیسی بانیں!“

”تم نہیں سوچتے تو اب سنو! باں میں تمہیں دیجیں کے ہو اسے کرنا چاہتی تھی
میں بتاتا پسند کریں گی!“

”اب تو میں سب کچ بتاؤں گی خواہ تم کوئی بھی ہو...“ ریث ہافٹن نام کرنے کی
تجھیز ویجدل ہی کی تھی۔ اس طرح وہ اہم سرکاری آنکھیں میں نیک اپنی ایجنت روکایاں
پہنچا کر تھا اور وہ ان سے ایک تمہیر سرکاری راز حاصل کریں۔ یہ کام اطہمان سے
ہو رہا تھا کہ اچاکہ دیجیں دیجیں کوئی پہنچا کر اپنے اگر اور مار مقابان لوکیوں کے ذمیعہ
پرانیوں برسنے بھی کر رہے ہیں! لیکن وہ ان کے خلاف کوئی واضح ثبوت فراہم نہ کر
سکا اپنے اس نے پاہر سے اپنی ایک ایجنت بولایا! یہی روکی ماذیں تھیں۔ اس
نے ایک بیجا کی حیثیت سے ریث ہافٹن میں قیام کیا اور وہاں کی روکیوں میں جوں
کر رہے تھے! اس نے انہیں بتایا کہ وہ مالی حیثیت سے کس ندر مکروہ پر کوئی پتے رکھیوں
نے اسے راستے دی کر دہیاں کے مقامی آدمیوں کو اُپنے پیشہ مضمود اکسکی
ہے! وہ تیار ہو گئیں، لیکن برسن کی پہلی ہاتھ میں رات کو کوئی اسے اڑا کر لے گیا!—
ویجدل کو وہ اپنی پرورٹ بھی مدد سے مل کر پڑتا دیکھا اسے اڑا دینے میں ملکی تھا!

مران کچھ برسن بولا! اکثری شہر کے جاہے شکرہ آپا کی طرف جا رہی تھی، غالباً
لیڈی بہرام کو بھی اس کا احساس تھا کہ ان کا رخ شہر کی جانب نہیں ہے۔ لیکن وہ
کچھ بھی نہیں!

خود کی دیر بعد وہ بڑھا تھی! میں نے تمہارے بارے میں اسے فراہم اطلاع
نہیں دی تھی! کونکہ میں تمہیں پس کرنے کی تھی۔ میں بھتی تھی کہ تم ایک معصوم اُدمی
ہو۔ بھروسے جھالے!“

”پھر بعد میں کیوں اطلاع دے دی تھی؟“ مران نے پوچھا!
”وہ رات یاد کرو...“ جب میں تمہارے بارے میں ریث ہافٹن کے خاک دب کی رکی
”ذمہ دار ہو گا تھا، شہزادے!“

معموق آدمی معلوم ہوا تھا لیکن پھر اس کی حیثیت کچھ اس قسم کی ثابت ہوئی تھی کہ
اس گورہ سے تعلق رکھنے والے اس کے بات کی تصوری کو ایک دوسرے کی شناخت
کے بیان کرنے تھے! ظاہر ہے کہ یہ حیثیت کسی اہم شخصیت ہی کو ماحصل پر سکتی تھی!
وہ چاروں طرف چکراتا پھرا لیکن بھی کوئی قابلِ اعتراض پھر سرہل سکی تو
ٹھک بار کر پھر بارہ آگئا!

یہاں پچھاں کے دلوں ہاتھوں میں بیوی والر نظر آرہے تھے اور صدیقی ایک
ایک گواگر باندھ رہا تھا اسیوں تعاقب کرنے والے باندھ جا پکے تھے! اور
اب ہمارت کے مکینوں کی باری تھی!

”ارے... ارے یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ بے“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!“ گیا
کا چاڑیاں گے؟“

”پھر کیا کریں پا“ صدیقی بھٹاک بولا.

”خیر... ان تمہیں کو قرے چلو۔ لیکن انہیں... ہمیں رہنے دو دنہ مغلوں
کی دیکھ بحال کون کرے گا! اگر ایک سرخی بھی جو کی مرگتی تو مغلوں کا صبر پڑے
کہ تم پر اور قسم کی ذمہ داری نہ ہو گی!“

”ہم پر کسی قسم کی ذمہ داری نہ ہو گی!“ پچھاں غریبا!

”پھر چوب سب شیک ہے! جو میں کہ رہا ہوں وہی کردا“
صدیقی نے ان تمہیں کو اٹھا کر یہ گاؤڑی کی پچھلی نشست کے حصے میں
ٹھوک دیا اور پچھاں ان دلوں کو عمارت کی طرف دھیل لے گیا!

والپسی پر اس نے بتایا کہ وہ صدر دروازے کو بارہ سے بوٹھ کرایا ہے!

”چو خیر!“ عمران سر پلاک بولا!“ مغلوں کا اللہ ماں ہے!“
پھر اس نے کوڑ دوڑ میں انہیں ہدایت دی کہ تمہیں دلوں کو داشتہ متنزل پہنچا دیا جائے

”ہر اس آدمی کے متعلق پوری پوری معلومات ہم پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جو
مجھ سے قریب آئے کی کوشش کرے یا جسے میں دوست بنا چاہے جو ملکی طور پر
ایسے دلوں کے بارے میں اسے مطلع کرنا پڑتا ہے! تمہارے متعلق بھی اسے بتایا تھا
اس نے مجھے پڑا یت کی کتمہیں دواڑ کا بکس دے کر اس کے پاس صحیح دوں ایں
تے تمہیں دیکھا اور مجھے اطلاع دی کہ تم ایک خطرناک آدمی ہو۔ تمہیں الجھٹ رکھا
جائے... لہذا میں تے تمہاری زبان سے یہ سن کر وہ بت نہ رائٹ پر ویجدل ہی
کی شبیہ ہے ایک لٹک شروع کر دی! انہم پر یہ ظاہر کرنا چاہا جیسے میں نادانشگی میں یہ
کے جاں میں پھنس گئی ہوں... اور اب انکھیں محل جاتے کے بعد تمہاری مدد سے
اس جاں کو لڑانا پھیکھانا چاہتی ہوں!— لیکن تم واقعی خطرناک ثابت ہوئے!“
”ادر پھر جب واقعی آمیکس میں تو آپ پر اپنے اٹکے پر آمادہ ہو گئیں!“ عمران نے
پر سکون پیٹے میں کہا!

”یہ بھی حقیقت ہے! لیڈی بہرام کا یہ ٹھک خدا!

”پھر اب کیا ارادہ ہے؟“

”اس نے مدحتا کو قتل کرایا... ملیگر کے غائب ہو جانے میں بھی اس کا ہاتھ ہے
اور کسی رام سنگھ کے قتل کی کہانی بھی اس نے فرمائی پر سانی تھی! اور ملائی کو بسم
ہی کر دیا تھا! پھر وہ مجھے کب زندہ دیکھا پسند کرے گا۔ میں بوس کے کنی رازوں
سے دافق ہوں! میں جو جانی ہوں کرده ایک غیر ملکی جاسوس ہے ہرگز نہیں...“
”بھجے بھی زندہ نہیں چھوڑ سے گا!“

”ماڑیں کو آپ بھول بھی گئیں!“

”نم کیا جاؤ!“

”میں جانتا ہوں کہ وہ بھی قتل کر دی گئی! خیر کیا آپ مجھے اس ریث ہافٹن کے بارے

”بھی! مجھے اب تک شرم آرہی ہے اس داقچے پر۔“

”مد تم مکار ہو؟ وہ جھلا گئی!“

”آپ مجھے سلکنڈوں بار احتق کہہ چکیں! وادھ سے کہ احتقوں میں مکاری کی صلاحیت نہیں روتی!“

”تم احتق نہیں ہووا۔۔۔ ہرگز نہیں!“

”تو جھلا اس رات کو مجھ سے لیا قصور ہوا تھا کہ آپ نے خدا ہو کر اس نامعقول بکھر کر اطلاع دے دی تھی۔“

”اوہ تو تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ ”کھشم“ ہے؟“

”بھلی ہی نظر میں اس کی دوسرا صفتی آنکھ میرے ذہن میں کھلی تھی!“
”حالانکہ اس کا دعویٰ ہے کہ اسے ہبہ قریب سے دیکھتے پر بھی کوئی انعام نہیں کر سکتا کہ دوسرا آنکھ صفتی ہے؟“

”ختم کیجئے یہ آنکھ کا چکر۔۔۔ اب تو اس کا شعلہ بنتا ہیں دیکھ پکڑا ہوں۔۔۔ آپ نے مجھے پت کرنے کے باوجود بھی کیوں موت کے منہ میں دھکیتا چاہا تھا؟“

”اس رات مجھے اندازہ ہوا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔ کسی خاص مقصود کے تحت تم نے خود ہی بے جاں بچایا تھا کہ میں تمہیں اپنے قریب آتے دوں!“

”ہبہ فٹیڈیں آپ مجھے“

”اور پھر تم وہی ثابت ہوئے ہوئے میں نے سمجھا تھا!“

”یعنی!“

”سرکاری سارغ سارا!“

”بھتی رہیے۔۔۔ بھر جی چاہے۔۔۔ یہ تو میں ہی جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں!“

آنکھ رات کو شہر سینمہ کا نمہہ بن گیا! ۔۔۔ سرہرام کی اقامتی عمارت میں ایسی برس
اگلی کر نصف درجن فائر بیگنی بھی اس پر قابو شاکر کے اور سری طرف یہدی ہرام کا
نکار خانہ بھی جل رہا تھا! کئی اور بڑے عمارتیں بھی نہدر آشیں ہو گئیں یا ان آتشوں کی وجہ کی
کی بھی سمجھیں نہ آسکی!
کئی عمارتوں میں اپنی لوگ و دوڑنے چلتے گئے اور ان کی تلاشیاں لے ڈالیں! ۔۔۔
دخل اندازی کرنے والوں کو مارا چاہیا۔۔۔ کئی بار کھاتے والے تو اس حال کو پہنچ گئے کہ
انہیں، سپتال داٹن ہونا پڑا۔
اسکے رات کو صدر اسے قون، سرگدا، کا، کا، ر، سرور کر رہا تھا!

”ہبہ بہتر۔۔۔ لیکن آپ اپنا محل و قوع تو بتائیے؟“
”شکر آباد۔۔۔ لالڈو کے کرہ نمبر گلزاری میں مقیم ہوں! فرمانی ڈانیں کر کے
قریزوں و سکن ڈانیں کرنا۔ اور کہہ غیر گیراہ مانگ لینا۔۔۔ آپ سپتار اپنا ہی آدمی ہے اس
یہ کسی بچکا ہبھٹ کے بیٹھر ہر قسم کی گفتگو کی جا سکتی ہے؟“

”ہبہ بہتر۔۔۔ صدر نے کہا اور دوسرا طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز
سن کر خود ہی رسیور رکھ دیا! تبراس نے نوٹ کریے تھا!
پھر ہبہ بہت جلد کے ساتھ اس نے باہر جانے کے لیے بیاس تبدیل کیا تھا!
باہر تیر چوڑا شامیں شامیں کر رہی تھی!“

عمران رسیور رکھ کر یہدی ہرام کی طرف ملا۔۔۔ وہ آرام کریں پر نیم دراز تھی اور
پتہ تین کیوں اس وقت اس نے تاریک شیشور کی عینک بھی لکھا کی تھی!
”قصیدتی ہو گئی مانی یہدی۔۔۔ آپ کی اقامتی عمارت اور نکار خانہ دنوں ہی نہدر آش
ہو گئے اور بعض عمارتوں میں زبردستی تلاشیاں لی گئیں!۔۔۔ کچھ اور عمارتیں بھی جعلی گئی
ہیں!۔۔۔ یہ یہ بھئے!۔۔۔ ذرا اس لست پر نظر ڈالی یہی! اس میں ان تمام عمارتوں کے
مالکان کے نام موجود ہیں جنہیں کسی بزرگی طرف نقصان پہنچا ہے!
یہدی ہرام تے ہاتھ بڑھا کر کاغذ کا گلدا اس سے یہتے ہوئے کہا! میں خود ہی
اس تباہی کا باعث بنی ہوں!“

”تفہید ہی گوشہ نشینی کا دور نہم ہو گیا!“ عمران کسی نامعلوم مقام سے کہہ رہا تھا۔۔۔
”تم آزادا نہ باہر نکل سکتے ہو۔۔۔ ماذیں کو کسی نے قتل کر دیا! اور وہ نیتوں بھی اب آناد
نہیں جو تہہاری ٹکڑاں کرنے رہے تھے!“

”اذیں کو کسی نے قتل کر دیا!“

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم مجھ سے زیادہ احتجاج نہ بھوکے، ہون قتل کر سکتا ہے اسے!“

”وہ اس کا کوئی دوست ہے!۔۔۔ لیکن... لیکن!“

”وہ صحفہ۔۔۔ ہوش میں آؤ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تم ان دونوں صرف اسی کے متعلق
سوچتے رہے ہو!“

”وہ بھی میری ہی طرح آدم کی اولاد ہے! بالآخر ہو کی مجھے اس لاحق حاصل نہیں ہے کہ
کسی دوست بھی اپنی پڑیش سے بالآخر ہو کر کچھ سورج نہ کوں!“

”ہم اپنے نہیں میں دوست....! یہ کسی دوست بھی نہ جھولا کردا!“

”خیز۔۔۔ آپ کہنا یا چاہتے ہیں؟“

”آج ساری رات تمہیں جاؤ گا ہے۔۔۔ کیونکہ میری دوسرا کال ایسہ ہو گی!“

”ہبہ بہتر!“

”دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا تھا!
رات مرد تھی! اس نے ہمیر پر سے چائے کی یہتی اور سپاٹی میں افٹیٹھے کیا!
چائے نہم کریں سے پہنے ہی، ذوق کی گفتگی بھی! رسیور اٹھایا! دوسرا طرف مگر ان بی
کی آواز آتی! اطلاع ملی ہے کہ تشری کی بعض عمارتوں میں بیک دقت اگلی ہے!
مجھے ان کی لست چاہیے! کچھ عمارتوں میں زبردستی گھسنے رکھنے والوں نے تلاشیاں لی
ہیں۔۔۔ ان عمارتوں کے بارے میں اطلاعات درکار ہیں اس بات کو خاص طور پر“

”ہزورے۔ ہزورے۔“ عمران جلدی سے بولا۔
 ”ہمیں!— تم اس سلے میں کوئی چال نہیں پہنچے گا!
 ”چال۔— یہ آپ کیا فرمادی ہیں؟“
 وہ کچھ نہ بولی! اس کا چال ہوتے دانتوں میں دبا ہوا خفا در آکھیں گیا۔
 بر سارہ ہی تھیں!

عمران دوسرا طرف مرد کر پھوٹ گما پیکٹ چھاڑنے لگا!
 ”تم یہ سن گھوکر اب میں تم پر اعتماد کروں گی!“ وہ تھوڑی دیر بعد غرامی میں اب دنیا میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتی!
 ”عقلمند وہی ہے لیڈی بہرام! بخود اپنی ذات پر بھی اعتماد نہ کرے!“ عمران بولا۔
 ”میں اس کی لوٹی برقی پہنچیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔ لیکن تم کیا چاہتے ہو؟“
 ”میں پھر ہمیں عرض کر چکا ہوں کہ اسے بیک میل کروں گا!“
 ”لیکن میں اسے مدد ان چالاتی ہوں۔ پھر!“
 ”صف بات ہے کہ پھر میں آپ کو بیک میل کروں گا!“
 ”وہ تو میں جانتی ہی تھی!“

”تو پھر تم دہان چلتے کی تیرا ری کریں!“
 ”خاموش بیٹھے رہو!— میں کافی پینا چاہتی ہوں!“
 عمران نے قون پر کافی کا اثر دوئے کہ رسیور رکھتے ہوئے کہا: ”لیکا اسے علم ہے کہ آپ اس کی آخری پناہ گاہ سے واقف ہیں!“
 ”میں— وہ ہمیں جانتا!“
 ”کیا میں یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ آخری پناہ گاہ کا علم آپ کو کس طرح ہوا تھا؟“

اس نے عینک انداز کر کے پر نظر دیتے ہوئے طویل سانس لی!.... چھرے پر عجیب سامنہلال طاری ہو گیا! ایسا معلوم ہوتا تھا بیسے اچانک اس پر کسی قسم کے عرض کا محلہ ہوا ہوا پھر رختہ لایتے تھے اکاٹھنے فرش پر گریگی تھا اور وہ آرام کری کی پوشت گاہ سے ٹک گئی تھی! انکھیں اب بھی کھلی ہوئی تھیں لیکن جہاں تھیں لیکن جہاں تھیں کھڑا رہا!

کچھ بعد یہ دلیلیہ بہرام بھر آتی ہوئی آواز میں بولی: ”ان میں سے سات ہفتیوں تو بہمی ہی ملکیت ہیں... اور بقیے ہمارے بعض دستوں سے تھیں رکھتی ہیں۔ اس کے امکانات ہو سکتے تھے!“

”ذب تو شاید مجھ سے عقلمند ہی سرزد ہوئی ہے!“ عمران سر ٹاکر بولا!—
 ”میں ہمیں جانتی کہ اب میرا کیا ستر ہو گا! لیکن اب میں اس کی لوٹی برقی پہنچیاں ہی دیکھنا چاہتی ہوں!“
 ”مکن تقاب!“ عمران پھر سوچتا ہوا بولا! لیکن شاید آپ ہمیں جانتیں کہ اب وہ کہاں مل سکتا!

”میں جانتی ہوں۔“ وہ کسی ناگن کی طرح پھٹکلا ہی!
 ”اب تو آپ اس کی لوٹی برقی پہنچیاں منور دیکھ سکیں گی!“
 ”میں جانتی ہوں کہ وہ خطرات میں گھر جاتے کے بعد کہاں پناہ لیتا ہے؟“
 ”تب تو اس کے باسے میں آپ بہت کچھ جانتی ہیں!“
 ”یقیناً!— اکیونکہ میں ابھی تک اس کا دہننا ہاتھ رہی ہوں!“
 ”خیر!— ہاں تو وہ کہاں مل سکتا ہے؟“
 ”میں ساختہ چلوں گی!— وہ غصیلی آواز میں بولی!

”کیا مطلب؟“
 ”تم مجھے اس کی آخری پناہ گاہ تک لے جلو گی!...“ عمران کا ہمہ اتنا ہی غیر معمولی تھا کہ وہ چونکہ کراس گھوڑتے تھی... لیکن اب نہ اس کی آنکھوں میں حمact کی جھلکیاں دکھائی دیں اور نہ کہیں مخصوصیت ہی کا پتہ تھا!
 ”اگل... کیا... مطلب؟“
 ”لیڈی بہرام... بہت پوچکا... میں تندہ نہیں کرنا چاہتا تم پر...“
 ”تم ابھی اور اسی وقت بیٹھے دہان سے جلو گی!“
 ”اگر میں انکار کروں تو!“
 ”کوئی فرق نہیں پڑے گا... میں تو اسے کسی نہ کسی طرح ڈھونڈھی ہی نکالوں گا.
 لیکن تم خود ہی اپنا نجام سوچو!“
 ”وہ اسے ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی ایک دیکھ اس کے ہنڑوں پر لٹزیہی سی کلہٹ تھوڑا ہوئی اور اس تے کہا یہ یہ میری زندگی کی آخری بازی ہے ہم میں سے ایک کو یقینی طور پر مرننا ہو گا۔ میرا مطلب ہے مجھے یہ دیکھ دو!“
 ” تو پھر میں کیا کروں؟“
 ”میں کسی طرح بھی اسے پنڈ نہیں کروں گی کہ وہ زندہ کی کے باختہ گکھ یا میری زندگی میں ایسا ہو!“
 ” تو پھر!“

”میں تمہیں اس کا پتہ نہیں بتا سکتی!— ساختہ چلوں گی!“
 ”ابھی پتہ تبادیتے سے کیا فرق پڑے گا!“
 ”تم اپنے آدمیوں کو گاہ کر دو گے... اور وہ ہمارے دہان پنچھے سے پہنچے ہی اسے گھرنے کی کوشش کریں گے!“

”میں غور ہی بتانا چاہتی تھی!“ دھر عزم لیجے میں بولی!“ اس میں شک نہیں کہ میں اس کے ہنڑوں بیک میل ہو کر ہی اس کے بیٹے کام کرتی رہی تھی۔ لیکن اپنے معیار کے مطابق ضمیر فروشی کی مرتبک اسی بارہ ہوئی ہوں۔ اسے جھپ پر پھٹھی ہی سے شہر خلا۔ کیونکہ اس بارہ میں تے اس کے لئے کام کرنے سے قریب قریب انکار کر دیا تھا!
 ”وہ ہیں لکب سے مقیم ہے؟“
 ”میں ہمیں جانتی!“
 ”پہلے آپ اس کے لیے کام کر کے ضمیر فروشی سے کیجیے جی رہی تھیں!“
 ”پہلے وہ یہاں دوسرے ماںک کے لیے کام کرنا رہا تھا! ان کا موں سے خود ہمارے عک کے لیے کام کرنے سے قریب قریب انکار کر دیا تھا!“
 ”اوھ تو پھر وہ یہاں سے ہمسایہ ماںک میں انتشار پھیلاتا رہا ہو گا!“
 ”اسی ہی کوئی بات تھی میں تفصیل سے واقف ہیں!“
 ”اور اس بار آپ ضمیر فروشی کی مرتبک ہوئی ہیں!“
 ”اب یہ کھیل ختم ہوتے جا رہا ہے اس لئے اس کا تذکرہ ہی فضول ہے!“
 عمران کچھ کہنے ہی والا مقاوم کا باہر سے دیوارتے اندراستے کی اجازت طلب کی۔
 عمران نے دروازہ ٹکوڑا! وہ کافی کی لڑتے میز پر رکھ کر داں چالا گیا! عمران پر یہ زیور ہے!
 کی طرف مڑا۔ وہ کافی پاٹ اٹھا رہی تھی! اس نے صرف اپنے یہے کافی امدادی!—
 عمران کو اس طرح اندر اہماز کرنے کا طریقہ قلعی طور پر داشتہ معلوم ہوتا تھا!....
 وہ اس کی طرف متوجہ بھی نہیں تھی!

عمران خاموش کھڑا رہا... لیڈی بہرام نے اتنی دیر میں وہ سایاں ختم کیں اور ردہ وال سے ہوتہ نہ کرتی ہوئی لوگ ایک دن بہارے دہان پنچھے سے پہنچے ہیں تو رات نہیں گزار سکتے!—
 ”ہم دونوں ہی یہاں رات نہ گزار سکیں گے!“

طور پر ذرا مگزد رہے؟
”حسانی طور پر کمزور رہے؟ عمران نے تجھے اندراز میں فہرایا۔
وہ ہنس پڑی کچھ دیر تک سنتی رہی پھر بولی آدھے جوہر ہے ۔۔۔۔۔ ہر
اعلیار سے جوہر ۔۔۔ ڈیل ڈول دیکھو تو اسی معلوم ہو گا جیسے ہائیکی سے ٹکر جائے
گا۔۔۔۔ لیکن حقیقت بہت کہ تم جیسی بحامت رکھنے والا آدمی بھی اسے
آسانی سے زیر کرے گا اس سبیے ڈیل ڈول کے لوگ عموماً حقیقی ہوتے ہیں ۔۔۔۔ لیکن
وہ بلا کی ذمانت رکھتا ہے؟

ہمارے ختم پر کیوں نہیں بتائیں؟
”تم اپنے آدمیوں کو مطلع کر دے گے اور وہ ان کی بو سونگھ کر دہان سے اس
طرح غائب ہو جائے گا جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو! نہیں میں اس کا خطہ نہیں
مولے سکتی۔ مجھے یا اسے ہر حال میں مرتا ہے؟
”اسے تو مر جی چکر کی صورت سے؟ عمران نے ایسے اندراز میں کہا کہ وہ بدعت
سکراپٹر ہے!

”کل رات ۔۔۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا؟ کل رات کو میں تمہیں دہان سے
پہلوں گی۔۔۔ بس اب کرے سے باہر جاؤ۔۔۔ مجھے نیندا آرہی ہے؟“

”میرے پاس کوئی دوسرا مکہہ نہیں ہے؟
”تو پھر میں رات بھر پر ہمیں بھٹکی رہوں گی؟“
”تمہاری مر منی اسے عمران نے لایا ہی سے شنازوں کو جنبش دی! یہی بہرام
کوئی پر نہیں دراز ہوتی ہوئی اپنا چکلا ہوں ٹوٹ جانے لگی اے!

(۲۰)

”حق نہ ہے تو ۔۔۔ وہ سارے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا دے گا ۔۔۔۔“
”وہ بہار تھا طلب۔۔۔ اہانت آئی تھے ہے!“ ”وہ خصلی آوارہ میں بُولی!“
”اب اسے بھول جاؤ کہ تم ایڈی بہرام ہو!“
”وہ اسے کھا جاتے والی نظروں سے تھوڑی بھی کچھ بولی نہیں!
”عمران نے مختلف جیسی مٹھی کچھ نگہداشت نکالا!“ — اور اس
کی طرف بڑھتا ہوا بولا!

”اس سے شوق کرو۔۔۔ خیالات کو مجتنج کرنے میں مدد ہے گی بے!“
”میں کہتی ہوں خاموش رہو!۔۔۔ کل تک تم میرے سامنے گو گو راست رہتے تھے؟“
”میں آج بھی گو گوارہا ہوتا لیکن گھاؤں میں پتوں دھاکا کا اپ ہی تسلی بے تکانی پر
آمدہ کی خفا۔۔۔ میرا اس میں کوئی قصور نہیں!“

”وہ تھوڑی دیر تک اسے گھوڑتی رہی پھر بولی اے! میں پھونگم جیسے گندھے شوق
نہیں رکھتی اے۔۔۔ بیٹھ جاؤ اور سیدھی گئے سماں کی بات کرو!“

”عمران کوئی کچھ کر دیتے گیا! ایک پل کے لیے بھی اس نے یہی بہرام کے چہرے
سے نکلنے پشا فتحی اے!“

”یہ نفعی خلاط پسکھ کر یہیں میلر ہو!“ یہی بہرام نے تاریک شیشوں کی
میٹک پھر انہوں پر پڑھاتے ہوئے گھا!“
”عمران کھوئے ہو! ادھر کہتی رہی؟ چھار ملک خیز ملک جام سوسوں کا گاہ بن کر رہ
گیا ہے! تم بھی کسی دوسرے لک کے ایجنت ہووا۔۔۔ کسی وجہ سے وجدیں کو ختم کر
دینے کے درپے ہو گئے ہو۔۔۔ اس سے پہلے بھی اکثر دوسرے ملک کے جاموں
سے اس کی نلکر ہوتی رہی ہے۔۔۔۔ لیکن ابھی تک قوہی انہیں شکست
ویتار ہا ہے۔۔۔۔ ذہنی جنگ کے معاملے میں اپنا یو اب نہیں رکھتا! میں جمانی

15

یہی بہرام تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی اے! اچھی بات ہے! لیکن
اگر اس کے خلاف ہو تو یہ سمجھ لو کچھ قبھرہ طال مرتا ہی ہے۔۔۔
”اویس نکل میں تو گھا جا رہا ہوں کہ تمہیں بھر جال مرتا ہے؟“
ایک نئی سی مسکاہست یہی بہرام کے ہونٹوں پر ٹوٹ ہوئی لیکن وہ کچھ
بُولی نہیں! اپھر عمران نے دھنستے کے اندر اندر ہی وہ پیسیں ہمیسا کرنی تھیں
جس کے لیے یہی بہرام نے کہا خطا!

”اب کیا خیال ہے...“ عمران نے اس سے پوچھا!
”میرے اور اپنے چھرے میں تبدیل کرو!“
”میں اسے مناسب نہیں سمجھتا یہی بہرام آپ کو میرے ساتھ اسی طرح چنا
ہوا ہو!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا!
”تقریباً گیارہ بجے روانگی کی طے پافی۔۔۔ متصد کی فیاث کپا ڈنڈتی ہی میں موجود تھی!“
یہی بہرام تھے کہا کہ وہ خود ہی اسے ڈرامیوں کرے گی... عمران سے پھون و چرا
اس کی ہر بات پر صادر کرنا جا رہا تھا!
سو اگیارہ بے نیاث کپا ڈنڈ کے باہر نکلی۔۔۔ عمران اگلی سیٹ پر تھا اور یہی بہرام
ڈرانیو کر رہی تھی!

”لیکن تم یہ سوچ رہے ہو کہ شاید میرا دماغ پل گیا ہے؟“ یہی بہرام نہیں
ضبط کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔۔۔
”یہ بات میں اپنے بارے میں سوچ رہا ہوں!“ عمران نے سیدھی سے جواب دیا
”سوچنا بھی چاہئے!“
کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر یہی بہرام نے کہا! جیسے ہی اس سامنا ہوں

14

دوسری شام وہ دو قوں شہر میں تھے!۔۔۔ عمران نے مندر کو پہنچ ہی فون کر دیا
خناک وہ ان کے نئے اپنا چکھ خالی کروے۔۔۔ عمران اسے یہاں دیں لیتا چلا گیا! اس کام
کے لئے یہی بہرام کی گھاؤں نہیں استعمال کی گئی تھی۔۔۔ دشکوہ آوارے شہر نکل میکسی
میں آئے تھے اور شام صدر کے بیٹھنے میں واٹل ہوتے دلت یہی بہرام بولی ہے!“
”خوڑی کی محنت کرنے پڑے گی!“

”ڈھیر دن محنت کر سکتا ہوں یہی بہرام!“
”نہیں بھوت لینا پڑے گا!“

”وہ تو محنت کے بغیر بھی میں خود کو بھوت ہی سمجھتا ہوں!“
”وہ اس کی بات پر دھیان نہ دتی ہوئی کہتی رہی؟“ یہیں سے ایک انسانی بھوپلی
ہمیا کر دے۔۔۔ پھر ایک ایسا یاہ بادۂ تیار کر دیں پر پسلی کی بندیوں کی شکل کی سیدھ
پیلان گئی ہوئی ہوں۔۔۔ بادۂ تیار کراؤ کھوپڑی ہمیا کر دے۔۔۔ پھر میں ہوت بنا
دیوں گی۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ میں ابھی کسی بات کی بھی دھاخت نہ کروں گی!“ ہاں دیکھو
تم کسی کو فون بھی نہیں کر سکتے کہیں تہبا نہیں جا سکتے! جہاں جاؤ گے میں ساتھ چلوں
گی۔۔۔ میں اپ کے تو ماہر ہوں۔۔۔ کسی طرح میری شکل تبدیل کر دو!

”اس کی مزدودت نہیں!۔۔۔ میں تمہارے ہی سامنے ہی اپنے ساتھیوں کو فون
کروں گا کہ وہ میرے لیے ساری چیزوں میا کر دیں... فون کرنے دلت میں اظفار
ہو گا کہ مجھے گھنٹکو کرنے سه روک بھی نکو!۔۔۔ میں ایسی کوئی بات ان سے نہ کہوں گا
جس کی بات پر تمہاری بٹاٹی ہوئی ایکس کی کامیابی میں خلیل پڑے گا!“

"میرے پاس بھی کچھ مینیں سے ۔۔۔ عمران بولا!
لیکا مطلب ہے"

"میں دھنکا پیدا کرنے والی پریزیں اپنے پاس مینیں کھٹاں
سنجیدگی اختیار کرو۔۔۔"

"دول چاہئے تو کہیں گاڑی روک کر میری جامہ نلاشی لے لو۔۔۔"

"اگر یہ پرچھے تو واقعی تم سے بڑا اعتماد آج تک میری نلوں سے مینیں گزرا!

"یقین کرو! یہ ہرام۔۔۔"

"میں ہرور جامہ نلاشی یوں گی؟"

اس نے کچھ دوڑ پتھے کے بعد ایک دیرانگی میں گاڑی روک کر پچھے اس کی
جامہ نلاشی لے ڈالی اور میراث بیٹے میں بولی "واقعی تمہارا داماغ چل گیا ہے۔ تمہارے
پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔"

"میں نے صرورت ہی نہیں سمجھی۔۔۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا!
ہرودت کیوں نہیں سمجھی؟"

"تم ہی نے کہا تھا کہ وہ جسمانی طور پر محبوس کرور ثابت ہو گا۔۔۔"

"فرمے اعتمد ہو۔۔۔"

"اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہوں!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!
یہ ہرام نے ذریب کچھ برداشت ہوئے ابھن دبارہ اسٹارٹ کیا۔ اور
گاڑی پھر کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑی!

"لیکن مجھے بھوت کیوں بننا پڑے گا؟" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا!
ہماری منزل شہر کا ایک قبرستان ہے۔۔۔"

"میرا اندازہ ہی ہے!۔۔۔ یہ ہرام بولی!

"تب تو پھر تم اس قبرستان کے قریب پنج پتھے میں ہوں!" عمران چاروں طرف
اندھیرے میں گھونٹتا ہوا گواہی!

"یقیناً... اور گاڑی مجھے میں کہیں روک دینی چاہئے...۔۔۔ یہ ہرام بڑا ہے!
پھر شاید پسندہ منٹ بعد وہ قبرستان کی حدود میں داخل ہو رہے تھے تھے عمران
بھوت بن چکا تھا! سیاہ بارہ جسم پر تھا جس کے سرپر انسانی گھوڑی تھی ایسا
کے اور پریستھے میں دھوٹے سوراخ تھے جن کے ذریعہ عمران اپنی آنکھیں استعمال
کر سکتا تھا!۔۔۔"

"مجھے اس طرح اپنے آگے رکھو جیسے کہیں سے پکڑا کر لائے ہو!" یہ ہرام نے
آہستہ سے کہا! قدرت میری موجودگی اسے شہبے میں مبتلا کر دے گی اور وہ ہوشیار ہو جائے گا!
اوہ اس چڑاغ کی طرف پتھے ہو جو خنثرا رہا ہے! خالباد ہی قلندروں کی جھوپڑی ہے!

عمران پچھا پڑی سب کچھ کرنا رہا جس کی پہاڑیں عل رہی تھیں! جھونپڑی
کے قریب پہنچتے ہی اسی تھی خیس میں اور کچھ لوگ جھوپڑی سے نکل کر رہتے
ہوئے اور صراحتاً حیرے میں گم ہو گئے صرف ایک لمبا ترکاکاً آدمی جھوپڑی کے
دروازے ہی پر جما کھڑا رہا۔۔۔

"ایسا بات ہے... میرگردہ؟ سے دفعتاً وہ گوئی آدرا میں بولا۔۔۔ اسی بدایت
کے بغیر ہی قم۔۔۔ ادھ۔۔۔ یہ ہرام۔۔۔"

پھر ستائی چھاگیا!۔۔۔ اور یہ بیک خاموش ہو گیا تھا! جملہ پورا نئے بغیر ہی
یہ ہرام عمران کے آگے گھوڑی تھی عمران اس سے زیادہ سے زیادہ ایک بالشت
کے قابل پر رہا ہو گا!۔۔۔ دفعتاً یہ ہرام تھے اسے اپنی کہنی سے ٹھوک دیا!۔۔۔
وہ سو، نو، تیز، شد، کر مطاب... رہی، هصر ہفتے اس نے الادا الکار جھیکا

اور یہ ہرام کو ایک طرف دھکیں گے وجدیں پر چھانگ کھا دیں!۔۔۔ لیکن... کیون
دوسرے ہی لمحے میں عقل تھکاتے آگئی... وجدیں تو پھاڑ تھا!۔۔۔ جہاں تھا میں
یہاں بنا لبھا عمران اس سے گذا کر کنی قدم در جا گرا تھا!۔۔۔ پھر اٹھ ہی رہا تھا
کر وجدیں طرتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا۔۔۔

پسی لمحے میں عمران اس کی قوت کا اندازہ کر چکا تھا اس سے نو پر چھا جائے
کاموں اسے مینیں دے سکتا تھا! بڑی پھر تھی سے ایک درج کھک گیا۔۔۔ وجدیں
اپنے کی زور میں منہ کے بل زین پر چلا آتا۔۔۔

عمران نے اسے چھاپ لیا۔۔۔ لیکن بے سود... وجدیں کسی بگڑے ہوئے
بانٹی ہی کی طرح زین میں سے اٹھا تھا!۔۔۔ اور عمران پھر دور جا گرا تھا!

آج پوکرای بھول سے تھے عمران صاحب! براہ اناز تھا اپنی بربادی میں
کھوپڑی پر اور اسی برستے پر سچ پچ خالی ہاتھ پڑے آئے تھے۔۔۔ اور پھر یہ ہیں
تو اسے پہنچے ہیں! دلچسپی تھی کر وجدیں جسمانی قوت میں اس سے مکرتا تھا! ہو گا!
اسی میں نوازیے موافق پر وہ پیشہ پھرتا ہے۔۔۔ لہذا اب یہ ہرام کی چال
سمجھ میں آئی... لیکن اب کیا ہو سکتا تھا!

وجدیں پھر غرناٹا ہوا اس کی طرف لپکا!۔۔۔ آسمان صاف تھا! لمبا اس کی
قفا میں تاروں کی چھاؤں ایسی تو سختی ہی کروہ ایک دوسرے کو فاصلے سے بھی کوئی
عمران نے پھر اسے بھلا دیا!۔۔۔ اور اس کی گرفت میں شا اسکا! اب اس
کے علاوہ بچاؤ کی اور کوئی صورت میں سختی کروہ اسے اسی طرح چھکا چھکا کر
تھکاتا رہتے۔۔۔ یہ ہرام جہاں تھی وہیں گھوڑی تھی! ایسا معلوم ہوتا تھا

جیسے اس نائب سوچا گیا ہو! دفعتاً وہ پوری اور جھونپڑی کے اگدھس کی!۔۔۔
وہاں سے داپس آئی نوازی کے با تھیں لالین میں جس کی دھنندی سی نہ دوڑتھی

پھر دو نکل پھیل کر بگے اندھیرے میں مدفن ہو گئی! لاٹین کی روشنی کے احاطے میں دوسرا بھوت! غالباً اس نے یہ برکت اس شکنی خنی کر دیا ہے سے بھاگے ہونے لاندہ دوبارہ اس طرف نہ آ سکیں! -

دنعتا ویدل نے اسے قابض کر کے کہا: "شہزاد تیرے میں عاشق تیری بنا ہی کا بیاعث رہے ہیں! اور اس عاشق کی وجہ سے تو موت کی گود میں جا سوئے گی!" "عاقف ہو گے تم؟ عمران خر کر بولا! میں تو قافون گو ہوں گے! اور اگر تم نہیں چاہتے کہ نائب تھیڈار ہی کے اختنان میں بیخوں تو تمہی بھی عشق کرنا سکتا ہادو۔ میرے والدین نے تو میں سکھا ہوتا!"

"دشات اپ...! وہ پھر عمران پر بھٹا ہوا دیوارا۔ اتنی بھی دیریں عمران نے اسے ہاتھ پر بھور کر دیا تھا!

اور اس بار عمران نے لاٹین کی دھنڈی روشنی میں اس کے ہاتھ میں دیا ہوا بڑا سنجھر ہی کا حصہ! -

اب بہت زیادہ محظاڑ پہنچ کی ضرورت تھی!... فراسی غفلت مرٹ کے مشین پنچا سکتی تھی! اتحکا ہوا دشمن است زندہ قابوں میں کرتے کے بجائے مار لئے پرتوں گی تھا۔ خطرناک طحہ! -

خجڑ سنبھالنے کے بعد والا پھلا ہی حملہ جان یو اثابت ہوتا اگر اتفاق سے عمران مدد پریز پر پرانے کی وجہ سے پھسل کر چاروں ہاتھ پر چڑا ہزتا۔ وجدل اسی جگہ کھڑا بھومنارہ گیا۔ اس جھے سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ داؤں گھاث کے ساتھ خجڑ باری میں بھی دستگاہ رکھتا ہے! -

عمران پھر تی کے ساتھ اٹھ ہی رہا تھا کہ وہ پیزا ہاتھ آگئی جس پر اس کا بھی پھیل گیا تھا۔ اور بیڑا اس وقت ایشمِ عم سے بھی زیادہ میش نیت معلوم ہوئی!

پسلا نجھر اگر بادے والی کھوپڑی پر شرپا ہوتا تو عمران کم از کم زخمی ضرور ہو جاتا! "لیڈی بہرام۔ یادہ بادہ اندر پیکی کی کوشش کرنا ہوا پچھے ہٹا! لیکن لیڈی بہرام شاید ہو شی میں نہیں تھی! اتاب پڑھ لی شروع کر دینے تھے تھے۔ عمران اچھل کو دکھو دکھو کوچاتر ہا پھر اس نے خجڑ بھی کھینچ مارا۔ جس کا دستہ عمران کے بازو سے لگتا ہوا دوسرا طرف نکل گیا۔

اب وہ جھوپڑی کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ عمران اس کے پچھے چھٹا۔... بتی دیریں اس نکتہ پہنچتا وہ جھوپڑی میں داخل ہو کر باہر بھی نکل آئی۔ اس کے ہاتھیں ایک کلہاڑی تھی۔ ہو سکتا ہے اس پر اسی وقت اس کی نظر پڑی ہو جب پسلی بار لاٹین کے یہے جھوپڑی میں گھسی تھی۔...

"کیا کر رہی ہو...! عمران کلہاڑی کے بھرپور دارستہ پختا ہوا۔ پچھنا۔ وہ اپنے ہی زردیں منہ کے ہل زیبین پر پلی آئی!

اور پھر ایک دخراش چیخ کے ساتھ تڑپا شروع کر دیا۔ عمران لاٹین کی طرف چھٹا۔ کلہاڑی کا پھل لیڈی بہرام کی پیٹتی میں بیوست تھا!

اور اس کی گرفت بھی ڈھیلی پر گئی لیکن اتنی بھی نہیں کہ عمران پر یہ طرح بھائی پا جاتا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ دو فون مانگیں وجدل نے بعد رکھی نہیں!... اور عمران کے دو فون ہاتھ ریبین پر کسی ایسے سہارے کو نہ لاش کر دے چھو آخری روز کا یا عوٹ بن کے... دنعتا اس کا ہاتھ کسی دھنڈی سی پیز سے لگتا اور شدید ترین گرب کے عالم میں بھی اس کی بانچیں کھل گئیں۔... یہ وجدل کے ہاتھ سے گرا ہو اخیر خطا۔... عمران اس کے دستے کو مضمولی سے گرفت میں لینا ہوا بیان ہاتھ میک کر پڑا۔ اور پھر! ایک دین کار پاپ۔... پتہ نہیں کہتے دار کر ڈائے۔... پروار پر ایک سچے فھامیں گوئی تھی۔... اور پھر سنا چاہیا!

وہ وجدل کی لاش کے قریب کھڑا بھجوم را تھا! ایڈی بہرام تے بادہ نار پھیکا! اور لاٹین لاش کے قریب اٹھا گئی... پھر عمران نے وکھا کر وہ بکھارنے ہوئے انداز میں لاش کو ٹوٹا رہی ہے... دوسرے ہی لمحے میں عمران نے بھوپون والا بادہ پھر ہیں لیا۔ کافی شور دخل ہو چکا تھا۔... اسی سے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ آس پاس پائے جانے والوں کو کچھ دیرنک یہاں سے دور ہی بکھا جائے!

اب لیڈی بہرام وجدل کی قیمتی پھاڑ رہی تھی! "یہ کیا کر رہی ہو تو...! اس نے اسے خا طب کیا اور دہا اس طرح چونک پڑی بیسے دیاں اس کی موجودگی کا خیال ہی سر رہا ہوا دہ اسے کسی سحر زدہ کی طرح دیکھتی رہی بھریک بیک وجدل کی لاش پر سے خجرا ٹھا کر عمران کے قریب آ کھڑا ہوئی! ار لیسے اس کا رخ لاش ہی کی طرف تھا۔... عمران اس کے پچھے خدا لاٹین کی دھنڈی سی روشنی دو فون پر پڑ رہی تھی!

پھر دیر بعد وہ دو قدم آگے بڑھی اور پھریک لخت عمران پر دیوار پر پٹ پڑی

مکراتے کے بعد جب وہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکی تو لا دال کو مطلع کر دیا۔ اور مجھے کچھ ایسے انداز میں لا دال کے پاس بھجوایا کہ مجھے کسی قسم کی سازش کا شہر بھی نہ رکھ سکتا۔ لا دال کا ایک آدمی میرے بارے میں چھاندیں کرنے کے لیے اس چائے خانے میں پہنچے ہی سے موجود تھا؛ بہر حال اس نے میرے بارے میں جو معلومات بہم پہنچا ہیں وہ یہ تھیں کہ اکثر پولیس کے لئے کام کرتا رہا ہوں اپنا مجھے راستے سے پہنچائیں کے لئے لیڈی ہب رام تے اپنی شوفروندگی اور لا دال پا ویجیل سے بیزاری کا ڈھونگ رچا ہے تھا۔ یقین کردیں اس وقت تک اندازہ نہیں کر سکا تھا کہ وہ کوئی چال رہی ہے جب تک کہ گھری احمد بور والی روک پر نہیں مدد گھٹی تھی اور وہ بے چاری یہ سمجھتی تھی کہ مجھے اونچار حیدر کے جال میں پھانٹے لے جا رہی ہے۔ آئیں تو اس وقت کھلی تھیں اس کی جبت تھا قبرتے دلوں میں سے ایک اس کے بال پکڑ کر گھری سے بچے کچھ لیا تھا۔ وجہ دلائل میرے ساتھ ہی ساتھ اس سے بھی چھکار پانا چاہتا تھا۔ ہمran خاموش ہو کر کچھ سوچتے رہا۔ صدر بولا! لیکن اس نے لا دال کی قوت کے بارے میں آپ کو غلط فہمی میں کبوٹ بنتا کیا تھا!

”سانتہ کی بات ہے؟“ ہمran مکار کر بولا۔ ”وہ جانشی تھی کہ ہم دونوں میں سے ایک ہی زندہ رہے گا اور اسے دھوکے میں رکھ کر وہ خود ہی مار دے گی۔ اپنے لڑکی خانست وہ اسی طرح کر سکتی تھی۔ لا دال کے پاس یہاں کی کئی نمایاں شخصیتوں کے رازوں سے متعلق دستاویزی ثبوت تھے جنہیں وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا رہا۔ ختم ہو جاتے کے بعد وہ اس کے کچھ پھاڑ کر ان دستاویزوں ہی کو تلاش کر رہی تھی۔ اور پھر بیرسی موجود کا دھیان آتے ہی مجھ پر حملہ کر دیشی تھی!

”کیا راز تھا؟“

”تیسرا دن ہمran اور صدر شپ ٹاپ نائنٹ کلب میں کافی بی رہے تھے با ہمran صدر کے علاوہ پوری ٹیم میں اور کسی کو بھی کسی کیس کے پورے حالات سے باخبر نہیں رکھتا تھا!... اس وقت بھی اس نے دہی گرو دا چھیر کی تھی!... کافی کا گھوٹ سے کر بولا!“ لیڈی ہب رام کے لئے خانست کے نام تھے وہ بت دیکھ کر ہی پچھے کسی بہت بڑے سطحے کا احساس ہوا تھا۔ ساتھ ہی وہ فائیل بھی یاد آیا جس کے لیے میں نے فیاض سے کہا تھا۔ مجھ پر چھلی جانک عینکم کا ایک گٹرہ فرانسیسی جاسوس لا دال یاد کی تھا!۔ یک چشم جس کی درسری مخصوصی آنکھ صمعی نہیں تھی۔ دنیا کی تقریباً فیروزہ درجن رہا میں اپنی زبان کی طرح بول سکتا تھا چونکہ فائیل میں نے روایوی میں دیکھا تھا جس کی بناء پر اس کے بارے میں تفصیل یاد نہیں رہی تھی! بہر حال جب ان لوگوں سے یہ منڈٹے نہ ہو سکا تو تمہارے ایکسو سے کہنا پڑا۔ اس نے ٹھکانی کارروائی کے ذریعے وہ نائیں سنگا لیا۔ بہر حال۔ کسی طرح نہ ہو جائیں گے افسوس سے کہ وہ نہ ہے آسکا!۔

”لیکن۔ لیڈی ہب رام کا رویہ میری سمجھیں نہیں آسکا!...“ صدر بولا!

”بڑی ذہین تھی صدر صاحب! شاید آج سے پاپ سان پڑتے لا دال نے اسے بیک میں کر کے اپنے لئے کام کرتے پر آمادہ کیا تھا! خود سرورت تھی۔۔۔ کسی کی بھی برتری کی تاکی نہیں تھی!۔۔۔ بیک ان اس کا وہ راز اسے لا دال کے ساتھ چھکار دیتے کا باعث ہی گیا جو کسی طرح لا دال کے ہاتھ گاں گی تھا۔۔۔ وہ شروع ہی سے کوشان رہی تھی کہ کسی طرح اس سے پچھا پھڑاے۔۔۔ مجھ سے

”تسامہ شمس۔“

”نہیں ایڈر نو رہ کرنا چاہیے جو کوئی سوچیں۔“ ہمran کو ہمدوڑ کا...“
”دھاصل اس بہزادہ راست بہارت کا کوتلہان پہنچا۔ لیکن کوئی شش کر رہا تھا۔“
”ساتھ کی روکت کے مطلبیں یہاں رکھ دوسرے رہا۔ کوئی نقصانہ پہنچا رہا تھا۔“
”ہمیں پہنچی اس کی۔“

”وہ مسندوڑ کا لیڈر تھا۔“
”لیڈر نو رہ کرنا چاہیے جو کوئی سوچیں۔“ ہمran کو ہمدوڑ کا...“
”مغلہ کریاتی تھی اسی تھا۔“ ہمran کوئی رہا۔ لیکن اس کے سرگردی...“
”دھاصل ہمیں کوئی نقصانہ پہنچا رہا تھا۔“ ہمran کوئی رہا۔ لیکن اس کے سرگردی...“

”چھ افسوس ہے مندر، میں نہ تاسکوں گا۔۔۔ سرہماں بہر حال ایک
فریض اوری ہے... میں نہیں چاہتا کہ مریدہ بنا میوں کا مشکار ہو۔۔۔“
”وہ کتنی دیر زندہ رہی تھی!۔۔۔“